

UNIVERSAL
LIBRARY

OU-232849

UNIVERSAL
LIBRARY

No. I.

A COMPILATION FROM ROLLIN'S
ANCIENT HISTORY OF EGYPT.

WITH ADDITIONS

TRANSLATED INTO URDU,

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

h. 1
12-5-124

مصر کی قدیم تاریخ

جو

دولن صاحب کی تاریخ قدیم میں سے

باضافہ چند مضامین تالیف ہوئی

ترجمہ کیا اور مشتمل کیا

سین ٹیفک سوسائٹی نے

Allahabad :

PRINTED AT THE GOVERNMENT PRESS, A. W. P.

1864.

No. I.

A COMPILATION FROM ROLLIN'S
ANCIENT HISTORY OF EGYPT
WITH ADDITIONS
TRANSLATED INTO URDU,
BY
THE SCIENTIFIC SOCIETY.

مصر کی قدیم تاریخ

جو

رولین صاحب کی تاریخ قدیم میں سے

باضافہ چند مضامین تالیف ہوئی

ترجمہ کیا اور مشتمل کیا

سین ٹینک سوسائٹی نے

Allahabad :

PRINTED AT THE GOVERNMENT PRESS, N. W. P.

1861.

DEDICATED
TO
HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLL,
BY
THE SCIENTIFIC SOCIETY.

اِس کتاب کو

بنام نامی

جناب ہزگرویس قیوک آف آرگائیل

کے

سین ٹیفک سوسائٹی نے معزز کیا

فہرست

صفحہ

مضمون

- پہلا حصہ مصر کے صوبوں اور اُسکے ضلعوں اور اُسکی عمدہ اور عجیب اور مشہور چیزوں کے بیان میں -- ۴
- پہلا باب مصر کے پہلے صوبہ کے بیان میں جو تھریس کہلاتا تھا -- ۳
- دوسرا باب مصر کے دوسرے صوبہ کے بیان میں جو ہپتی نومیز کہلاتا تھا -- ۵
- گاردن چوپہل میدانوں کا بیان -- ۷
- مثلاً نما چوپہل میدانوں کا بیان ۹
- بھول بھلیوں کا بیان -- ۱۳
- میسوس کی جھیل کا بیان -- ۱۵
- دریائے نیل کی طغیانی کا بیان -- ۱۷
- دریائے نیل کے مندرجہ کا بیان
- بموجب بیان رولن صاحب کے ۱۸
- کپتان اسپیک صاحب نے زمانہ حال میں جو مندرجہ نیل کی تحقیقات کی اُسکا بیان -- ۱۹
- دریائے نیل کی آبشاروں کا بیان -- ۲۰
- دریائے نیل کی طغیانی کے سببوں کا بیان -- ۲۱
- دریائے نیل کی طغیانی کے موسم کا بیان -- ۲۱
- دریائے نیل کی طغیانی کی بلندی کا بیان -- ۲۲

- دریائے نیل کی نہروں اور ہائی
۲۲ -- کھینچنے کی کلوں کا بیان
- مصر کی زر خیزی کا بیان جو
۲۵ -- دریائے نیل کے سبب سے ہوتی ہے
- ملک مصر کی دو مختلف طرح
۲۷ -- کی سیروں کا بیان
- دریائے نیل کی نہر کا بیان -- ۲۹
- تیسرا باب نیچے کے مصر کے بیان میں -- ۳۰
- عقلا جانور کی کہانی -- ۳۱
- دوسرا حصہ مصریوں کی راہ و رسم کے بیان میں -- ۳۵
- پہلا باب بادشاہوں اور انکی حکومتوں کے
۳۶ -- بیان میں
- دوسرا باب مصر کے پوجاریوں اور مصریوں کے
۳۳ -- مذہب کے بیان میں
- ۳۵ -- پوستش کی اقسام کا بیان
- تیسرا باب تجہیز و تکفین کے بیان میں -- ۵۴
- چوتھا باب مصر کی سپاہ اور انکی لڑائی کے
۵۷ -- حالات میں
- پانچواں باب مصریوں کے علوم و فنون کے بیان میں ۵۹
- چھٹا باب کشتکاروں اور گلہ بانوں اور کاریگروں
۶۱ -- کے بیان میں
- ساتواں باب مصر کے مخصوص درختوں اور کثرت
۶۶ -- غلہ کے بیان میں
- ۷۲ -- تیسرا حصہ بادشاہان مصر کے بیان میں

مصر کی قدیم تاریخ

مصر ایک نہایت عمدہ اور عجیب ملک ہی اور کثرت پیداوار میں نہایت مشہور ہی اس ملک کے قدیم زمانہ کی تاریخ بہت سے یونانی مورخوں نے لکھی ہی افلاطون اور ارسطو اور سقراط نے بھی اس ملک کا حال اپنی اپنی تصنیفوں میں لکھا ہی عربی زبان کی تاریخ یا جغرافیہ کی کتابوں میں جس قدر قدیم حال مصر کا پایا جاتا ہی وہ بھی یونانی مورخوں کی تصنیف سے لیا گیا ہی چنانچہ اسمعیل ابوالفدا نے اپنی جغرافیہ کی کتاب مسمیٰ بہ تقویم البلدان میں لکھا ہی کہ رود نیل کے متخرج کا کوئی حال سوائے اُسکے جو یونانیوں نے بیان کیا ہی ہمکو معلوم نہیں ہوا اور یہ بات اس پر دلیل ہی کہ اُس ملک کی پرانی تاریخ کے مضامین یونانی مصنفوں کی کتابوں سے لیئے گئے ہیں سنہ ۱۷۳۱ع میں مسٹر رولن صاحب نے جو قدیم قوموں کی ایک نہایت عمدہ تاریخ لکھی ہی اُس کتاب میں بھی اُنھوں نے چودہ قدیم یونانی مورخوں کی تصنیف میں سے جنکے نام حاشیہ پر مندرج ہیں † مصر کے قدیم زمانہ کی تاریخ کو منتخب کیا ہی یہ کتاب اُسی تاریخ کا ترجمہ ہی مگر کہیں کہیں بعض بعض دلچسپ تحقیقاتیں جو حال کے زمانہ میں ہوئی ہیں وہ زیادہ کی گئی ہیں اور بعض بعض مضامین عربی جغرافیہ سے بھی بڑھائے گئے ہیں اور کسی کسی جگہ حاشیہ پر بعض مطالب بطور شرح کے لکھ دیئے ہیں تاکہ اس کتاب کے مطالب کا سمجھنا ہو ایک شخص پر آسان ہو *

† ہیروڈوٹس تھیوسیدیدز زنون پولیس ڈیوڈرس سیکولس پلوٹارکس سٹریبو ایٹھینیس پسانیس ایپیڈمس الکزنڈر پلاٹو یعنی افلاطون ارسٹوٹلس یعنی ارسطوٹلس ایساکرتس یعنی سقراط ڈاؤجینس لوتیس

مصر کی قدیم تاریخ

اس کتاب میں تین حصے ہیں پہلے حصہ میں مصر کے صوبوں اور ضلعوں کا اور جو جو عمدہ اور عجیب اور مشہور چیزیں اُس میں ہیں اُنکا بیان ہی *

دوسرے حصہ میں مصر کے قدیم باشندوں کی رسم و رواج اور قانون اور مذہب کا بیان ہی *

تیسرے حصہ میں مصر کے اگلے بادشاہوں کی تاریخ ہی *

پہلا حصہ

مصر کے صوبوں اور اُسکے ضلعوں اور اُسکی عمدہ اور عجیب اور مشہور چیزوں کے بیان میں

مصر باوجودیکہ ایک چھوٹا سا ملک ہی مگر قدیم زمانہ میں بھی اُس ملک میں بہت سے شہر آباد تھے وہاں کے باشندوں کی تعداد اِس قدر بیان کی گئی ہے کہ ایک مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور اُسپر یقین نہیں آ سکتا ملک مصر کو عربی زبان کے مورخ دیار مصر کہتے ہیں اُس ملک کی حدود اربعہ یہ ہیں شوق میں اُسکے بھر قلم ہی جسکو انگریز ریڈسی کہتے ہیں اور جسکے معنی بھر احمر ہیں اور پھر خاکناے ہی جسکا نام سویز ہے جنوب میں اُسکے ایتھوپیا ہی جسکو حال کے جغرافیہ میں نویدا لکھتے ہیں اور عربی میں نوبہ کہتے ہیں غرب میں اُسکے لیبیا کا جنگل ہے شمال میں اُسکے بحیرہ روم ہے جسکو انگریز مدیترائیں کہتے ہیں تمام ملک مصر میں دریائے نیل چھ سو میل کی لمبائی میں جنوب سے شمال کو بہتا ہے اِس ملک کے چاروں طرف پہاڑوں کی قطار ہے کہ ان پہاڑوں کی قطاروں سے اور بیچ میں دریائے نیل کے بہنے سے اکثر جگہ صرف اتنی زمین باقی رہ جاتی ہے کہ دو پہر میں آدمی اُسکو طی کر سکتا ہے یعنی قریب سترو میل انگریزی کے اور بعضی جگہ اِس سے بھی کم مگر غرب کی طرف کہیں کہیں وسیع میدان بھی ہیں جنکی چوڑائی پچھتر یا نوے میل تک ہے بڑی سے بڑی چوڑائی

ملک مصر کی اسکندریہ سے دمياط تک ديوارِ ۱۰ سو میل کے قریب ہی مصر کا قدیم ملک تین صوبوں میں تقسیم کیا جاتا ہی ایک اُورِو کا مصر جو جنوب میں ہی اُسکی حد نوپا سے اُس پہاڑ تک گنی جاتی تھی جو کوسان کے پاس ہی جسکو عربی میں قوص کہتے ہیں قدیم زمانہ میں یہ صوبہ (تھیبس) کہلاتا تھا دوسرا درمیانہ مصر جسکی حد کوسان کے پہاڑ سے پہاڑ اُبو تک ہی قدیم زمانہ میں یہ صوبہ (ہیٹی نومینز) یعنی اضلاع سبعہ کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اِس میں سات ضلع تھے تیسرا صوبہ نیچے کا مصر جسکی حد اُبو کے پہاڑ سے بحیرہ روم کے کنارہ تک ہی اور جس میں دریائے نیل کی ترائی اور وہ تمام ملک جس میں دریائے نیل کی متعدد دھاریں ہو کر بحیرہ روم میں جا ملی ہیں اور مثلث کی صورت کی زمین رہ گئی ہی جسکو یونانی دلتا کہتے ہیں اور نیز وہ تمام حصہ ملک کا جو بحرِ قلزم اور بحیرہ روم اور کوہ کیسیس تک ہی اُس میں شامل ہی سیساستوس کے عہد حکومت میں وہ تمام ملک منقسم تھا ایک ہی سلطنت تھی اور چھتیس ضلعوں میں وہ تمام ملک منقسم تھا دس ضلع جنوبی صوبہ میں تھے اور دس ضلع دریائے نیل کی ترائی یا شمالی صوبہ میں اور سولہ ان دونوں کے درمیان میں شہر سٹین اور شہر المنتیا مصر اور اٹھویپا کے درمیان میں حد فاصل تھے اور اغسطس قیصر روم کے عہد میں یہ دونوں شہر سلطنت روم کی حد تھے *

پہلا باب

مصر کے پہلے صوبہ کے بیان میں جو تھیبس کہلاتا تھا

شہر تھیبس جسکے نام سے یہ صوبہ تھیبس کہلایا دنیا کے نہایت عمدہ عمدہ شہروں کی برابری کر سکتا تھا اِسکے سو دروازے تھے قوم جو ایک نہایت مشہور یونانی شاعر ہی اُسنے اپنے اشعاروں میں اُنکی تعریف کی ہی اِسی نام کا ایک اُور شہر ملک یزدان کے صوبہ بیوشیا میں تھا

اس لیئے یونانیوں نے ان دونوں شہروں میں تمیز ہونے کے لیئے اس شہر کا نام شکیتن پیداس رکھ دیا تھا یہ شہر جس قدر لندا چڑھا تھا اُسی قدر آباد بھی تھا تاریخ کی کتابوں میں اسکی آبادی کی کثرت بتانے کے لیئے لکھا ہی کہ اس شہر کے ہر دروازہ سے ایک دم میں دو سو رتھ لڑائی کے اور دس ہزار مرد جڑار (یعنی دس لاکھ آدمی) شہر سے نکل کر جمع ہو سکتے تھے باوجودیکہ یونانیوں اور رومیوں نے اس شہر کو خراب اور برباد ہو جانے کے بعد دیکھا تھا اسپر بھی انہوں نے اس شہر کی قوتی بہوتی نشانوں کو دیکھ کر اُسکی شان و شوکت کا حال بہت سا کچھ لکھا ہی شہر تھیبیس میں جسکو سید بھی کہتے ہیں ایسے ایسے مندر اور محل پائے گئے ہیں جو اب بھی صحیح و سالم ہیں اور کچھ ہی بگڑے ہیں انہیں پشمار ستون اور پرائیڈا بت بنے ہوئے ہیں خصوصاً انہیں سے ایک محل ایسا ہی کہ جس قدر وہ اب بھی باقی ہی بڑی بڑی عالی شان عمارتوں کو شرماتا ہی اُسکے چاروں طرف چہل قدمی کے میدان اتنے وسیع ہیں کہ اُنکی انتہا نظر کی انتہا ہی اُنکی حدوں پر بڑی بڑی تصویریں بنی ہوئی ہیں جنکا دھڑکیو کا اور صورت کواری عورت کی ہی اور اُنکو عجیب اور نایاب چیزوں سے بنایا ہی یہ چہل قدمی کے میدان چار غلام گردشوں کے صحن میں ہیں جنکی بلندی پر نظر کرنے سے حیرت ہوتی ہی حق لوگوں نے اس محل کو دیکھا اور اُسکا حال بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمکو اس تمام محل کے گرد پھرنے کی فرصت نہیں ملی اور وہ یقین کرتے ہیں کہ انہوں نے اُدھے محل سے زیادہ نہیں دیکھا لیکن جتنا دیکھا وہ بھی عجیب و غریب تھا اس محل کے بیچوں بیچ میں ایک عمارت دالان کے طور پر ایک سو بیس ستونوں پر بنی ہوئی تھی ہر ستون کی گولائی چھترس فٹ یعنی ہونے نو گز کی اور بلندی اُنکی ایک دوسرے کی مناسبت سے تھی اُن ستونوں میں سنگ مرمر کے ستون بھی جا بجا اپنے اپنے قریب سے لگے ہوئے تھے اور باوجود گذرنے اتنی مدت کے ویسے ہی موجود تھے رنگ آمیزی ایسی چیز ہی کہ بہت جلد بگڑ جاتی ہی مگر اس محل میں رنگ آمیزی نے بھی اپنے فن کا کمال اور اپنی خوبی کی شان کو دکھایا تھا کہ وہ رنگ آمیزی اب تک انہیں موجود تھی اور اُسکی خوبورتی اور چمک دمک ویسی ہی باقی تھی غرض کہ اُس زمانہ

میں مصر کے لوگ ایسے خوش نصیب تھے کہ انہوں نے اپنی یادگاری کے لیئے ایسی ایسی چیزیں بنائی تھیں جو ہمیشہ کو رہیں ستریدیو صاحب ایک سیاح جو وہاں گئے تھے اور انہوں نے اس شہر کے عجائبات کو دیکھا تھا منجملہ ان عجائبات کے انہوں نے ایک مندر کی بھی سیر کی تھی اُس مندر میں ایک بت تھا جسکو مممن کہتے تھے عجیب بات یہ تھی کہ جب آفتاب نکلتا تھا اور سورج کی کون اُسپر پڑتی تھی تو اُس میں سے آدمی کی سی بہت صاف آواز نکلتی تھی خود ستریدیو صاحب نے وہ آواز اپنے کانوں سے سنی تھی مگر اُنکو اس بات میں شک تھا کہ یہ آواز اُسی بت میں سے نکلتی ہی یا اُور کہیں سے آتی ہی *

دوسرا باب

مصر کے دوسرے صوبہ کے بیان میں جو شہرتی نومیز
کہلاتا تھا

اس صوبہ کا دارالسلطنت شہر ممفس تھا جسکو عربی میں منف کہتے ہیں اس شہر میں بہت بڑے بڑے عالی شان مندر تھے خصوصاً ایپیس دیوتا کا مندر بہت معزز تھا اور اس شہر کے رہنے والے اس مندر کی نہایت تعظیم کیا کرتے تھے اس مندر کا حال اور اُن میزاروں کا جو اُسکے پاس تھے جنکے سبب سے یہ شہر بہت مشہور ہو گیا تھا عنقریب بیان ہوگا + اس شہر کو عمرو بن العاص نے خلیفہ ثانی کی خلافت میں فتح کر کے ویران کیا + اور شہر فسطاط کو دریائے نیل کے شرق کی جانب آباد کیا پہلے بھی اُس جگہ مصریوں کا بنایا ہوا ایک قدیم محل تھا جسکا نام عربی مورخ قصرالشمع لکھتے ہیں *

اس شہر کا قلعہ بھی مصر کی نہایت عجائبات میں سے ہی یہ قلعہ شہر کے باہر ایک پہاڑی پر بنا ہی اُسکی بنیادیں پہاڑ کے سخت

پتھر پر رکھی گئی ہیں اُسکی فصیلیں بہت بلند اور چوڑی ہیں قلعہ میں جانے کا راستہ پہاڑ کات کر بنایا ہی اُسکی چڑھائی ایسی ہموار اور بے تکان ہی کہ لدے ہوئے گھوڑے اور اُونٹ آسانی سے چڑھ جاتے ہیں اِس قلعہ میں بڑی عجیب چیز چاہے یوسف ہی اِس کنوئیں کا یہہ نام یا تو اِس سبب سے رکھا گیا کہ مصری یہہ بات چاہتے تھے کہ اُنکے یہاں جو چیز عمدہ اور عجیب ہو وہ اُن حضرات کے نام سے مشہور ہو یا یہہ بات ہو کہ در حقیقت اُنہیں کا بنایا ہوا ہو چنانچہ مصر میں یہی بات مشہور چلی آتی ہی بہر حال اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ کنواں بہت قدیم ہی اور بلا شبہ مصر کے نہایت زبردست بادشاہوں کی شان و شوکت کے لائق ہی اِس کنوئیں میں دو درجے ہیں اور پہاڑ میں سے کات کر بہت گہرے بنائے ہیں ایک درجہ میں پانی آنے کا راستہ ایک چشمہ میں سے ہی اور وہاں تک پہنچنے کے لیئے سات آٹھ فٹ کا چوڑا زینہ کے طور پر ایک راستہ بنایا ہی جسکے دو سو بیس درجے ہیں اُس راستہ سے پانی کھینچنے والے بیل نہایت آسانی سے وہاں تک اُتر جاتے ہیں اور اُنکو اُترنا معلوم بھی نہیں ہوتا کنوئیں میں ایک چشمہ سے پانی آتا ہی اور وہی ایک چشمہ تمام ملک میں ہی پانی کھینچنے والے بیل لگاتار ایک پہیہ کو جس میں رسی سے دول بندھے ہوئے ہیں پھراتے رھتے ہیں (اُسکی صورت ایسی تصور کرنی چاہیئے جیسے پچھلے کے ملک میں رھتے ہوتا ہی) غرض کہ اِس طرح سے نیچے کے درجہ سے پانی کھنچکر اور چھوٹی سی نہر میں ہوکر ایک خزانہ میں جو ایک دوسرا کنواں ہی جاکر جمع ہوتا ہی اور وہاں سے اِسی طرح کھنچکر چوٹی پر چڑھایا جاتا ہی اور پھر ہر ایک جگہ قلعہ میں نلوں کی راہ سے تقسیم ہو جاتا ہی مصر کے رھنے والے اُس کنوئیں کو بہت پرانا سمجھتے ہیں اور بے شک مصریوں کے قدیم اُطوار کی بہت سی نشانیاں اِس میں پائی جاتی ہیں اِس لیئے ہم نے بھی مصر کی قدیم عجائبات میں سے اِس کنوئیں کو شمار کیا ہی *

سٹریبو صاحب نے بھی ایسی ہی ایک کل کا بیان کیا ہی کہ مصر والے پہیوں اور چرخوں سے دریائے نیل کا پانی ایک بڑے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاتے تھے مگر اِس بیان میں اور اُنکے بیان میں صرف اتنا فرق



مصر کی قدیم تاریخ

ہی کہ اُنہوں نے اُن پہیوں کے بھوانے کے لیئے بجائے بیلوں کے تیرتھ سو غلاموں کا متعین ہونا بیان کیا ہی *

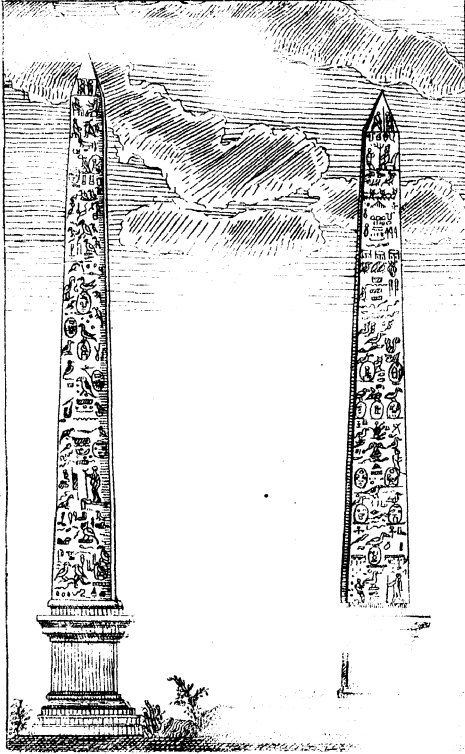
شہر فسطاط اور شہر قاہرہ کو ایک ہی سمجھنا چاہئے جیسے کسی ہوانے شہر کے پاس نیا شہر جب کہ † معز بن منصور اسماعیل نے مصر پر قبضہ کیا تو اُسے سنہ ۳۵۷ ہجری میں مطابق سنہ ۹۶۸ ع کے فسطاط کے پاس ایک نیا شہر آباد کرنا شروع کیا اور قاہرہ اُسکا نام رکھا اب یہی شہر مصر کا دارالخلافہ ہی اور ‡ تین لاکھ آدمی کے قریب اُس میں بستے ہیں *

ملک مصر کے اِس صوبہ میں جسکا ہم بیان کر رہے ہیں بہت سی عجیب عجیب چیزیں ہیں اور ہر ایک اِس لائق ہی کہ خاص کر اُسکا بیان کیا جائے مگر ہم اُنہیں سے صرف اُنہیں کا بیان کرتے ہیں جو سب سے اعلیٰ اور عمدہ ہیں جیسے سنگ مرمر یا اُور قسم پتھر کے گاردم چوپہل مینار اور بھول بھلیاں اور میسر کی جھیل اور دریائے نیل *

گاردم چوپہل میناروں کا بیان

مصر کے لوگ اِس بات میں اپنا کمال فخر سمجھتے تھے کہ آیندہ کے لیئے کوئی اپنی یادگاری چھتر جاویں اُنکے بنائے ہوئے چوپہل مینار بسبب اپنی خوبصورتی اور بلندی کے آج کے دن سب سے بڑھکر روم کی زینب و زینت کے باعث ہیں رومیوں نے مصریوں کی برابر ہی کرنے سے ناامید ہوکر اُنکے بادشاہوں کی یادگاریوں کو اپنے ملک میں لے جانا ہی اپنی کمال عزت سمجھا ہی *

چوپہل مینار گاردم نما سیدھے زمیں پر ہڈائے گئے ہیں اور نیچے سے مورتے اور اُوپر سے کچھ کچھ پتلے ہوتے گئے ہیں اُنکا سرا نوکدار ہوکر

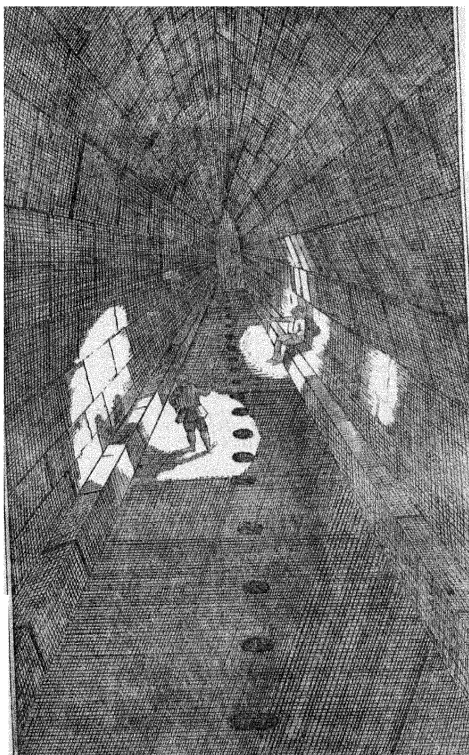


مصر کے گاؤں دم چہل میں تیار جواب دم میں ہیں

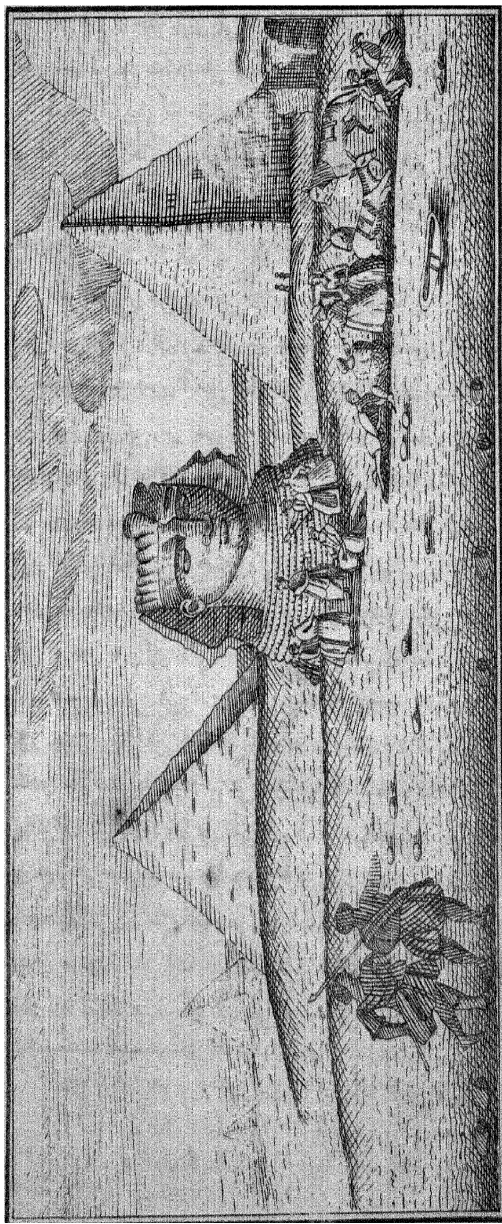
ایک نقطہ پر ختم ہوا ہی ایسے مینار ایک چوکور کشادہ میدان میں بنائے گئے ہیں اکثر اُن میناروں پر کتبہ یا ایسی علامتیں جنکو کوئی نہیں سمجھ سکتا یا حرف جنکو مصر کے لوگ ایسی چیزوں میں استعمال کرتے تھے جنکو وہ مقدس سمجھتے تھے یا جنکو اسرارِ الہی سمجھ کر چھپاتے تھے کھدے ہوئے ہیں *

سیاسترس نے شہر ہالیو پولس میں اِس قسم کے دو مینار بہت سخت پتھر کے بنائے یہ مینار سٹین کی کانوں سے جو مصر کی جنوبی سوحد پر ہی بنا کر لائے تھے ہر ایک اُنمیں سے ایک سو اسی فٹ یعنی ساٹھ گز اونچا ہی اغسطس قیصر نے جب مصر کو اپنی عملداری کا ایک صوبہ بنا لیا تو اُن دونوں میناروں کو جنمیں سے ایک ثروت گیا روم میں اُٹھوا منگایا مگر اُسنے تیسرے مینار کے اُٹھوا منگانے پر جو بہت بھاری تھا جرأت نہ کی یہ تیسرا مینار رامیسس کے عہد میں بنا تھا کہتے ہیں کہ اُسنے بیس ہزار آدمی اُسکے تراشنے میں لگائے تھے شہنشاہِ قسطنطین نے اغسطس قیصر سے زیادہ جرأت کر کے روم میں اُسکے اُٹھوا منگانے کا حکم دیا اِن چوپہل میناروں میں سے دو مینار اور ایک اُڑ مینار جسکی بلندی دیرہ سو فٹ کی اور عوض بارہ فٹ کا ہی اب بھی دیکھنے میں آتے ہیں کیس قیصر اِس پچھلے مینار کو مصر سے ایک ایسے عجیب طرح کے جہاز میں لا کر لایا تھا کہ بتول پلنی صاحب کے ویسا جہاز بھی دیکھا نہیں گیا *

مصر کے ہر صوبے میں اِس قسم کے مینار بہت کثرت سے تھے اُنمیں سے اکثر اُوپر کے مصر کی کانوں میں سے تراشے گئے تھے وہاں اب بھی بعض نیم تراشیدہ مینار پڑے ہیں لیکن نہایت عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مصر کے اگلے لوگوں نے اُسی کان میں ایک نہر کھود لینے کا فن ایجاد کیا کہ جب دریاے نیل کو طغیانی ہوتی تھی تو اُسکا پانی بہکر اُس نہر میں آچانا تھا اور وہ لوگ اُن کانوں میں سے شہتیروں پر ستونوں اور میناروں اور بتوں کو لادکر نیچے کے مصر میں بہا لاتے تھے اور جو کہ مصر میں ہر جگہ نہیں کثرت سے تھیں اِس لینے ایسے چنڈ ہی مقام تھے جنمیں ایسے بھاری بھاری جسم جتنا بوجھ ہر قسم کی کل کو توڑ پھوڑ ڈالنا آسانی سے نہ پہنچائے جا سکتے تھے *



متعلق صفحہ نمبر



مصر کے متعلق نامہ چوبہل منیا اور علامہ کریم دشون مہین جو کواری عورت کی صورت اور شیشے دھڑکی مورتیں مہین انکی تصویر

مثلث نما چوپہل میناروں کا بیان

اس قسم کے مینار تھوس بھی ہیں اور بیچ میں سے خالی بھی ہیں مگر سب کی جڑ چوپہل ہی اور اُسپر چوپہل مینار اس طرح بنائے ہیں کہ ہر ایک پہل اُنکا مثلث کی صورت پر ہی اور اُنکا سوا ایک نقطہ پر ختم ہوتا ہی اہل عرب ان میناروں کو الهرمان کہتے ہیں تثنیہ کے صیغہ سے اس لیتے کہ یہہ ایسی پوانی بنایا عمارتیں ہیں کہ اکثر آدمی انہیں جان سکتے کہ کب کی بنی ہوئی تھیں *

مصر میں اس طرح کے نامی میناروں میں سے تین مینار بہت مشہور ہیں انہیں سے دو مینار بڑے ہیں جو چوپہس اور کیفرینس † کے نام پر مشہور ہیں چوپہس والا مینار ایسا عمدہ ہی کہ دنیا کی سات عجائبات ‡ میں شمار ہوتا ہی اس قسم کے مینار شہر ممفس کے قریب دریائے نیل سے پانچ میل اور مقام جزہ کے سامنے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ان تینوں میناروں میں سے سب سے بڑے مینار چوپہس کا حال ہم بیان کرتے ہیں یہہ مینار بھی اُوڑ میناروں کی طرح سخت پتھر پر بنایا گیا ہی اُسکی جڑ چوپہل ہی باہر کی طرف اُس میں سیڑھیاں ترشی ہوئی ہیں اور جوں جوں اُوپر جاتی ہیں چھوڑتی ہوتی جاتی ہیں اُسکی عمارت اس طرح پر بنائی ہی کہ پہلے ایک بہت بڑا چوکھونٹا چبوترہ بڑے بڑے پتھروں سے بنایا ہی جسکا ہر ضلع سات سو تریسٹھ فٹ لمبا اور اُسکی بلندی چار فٹ اٹھہ انچھہ کی ہی اُسکے اُوپر چاروں طرف کچھہ کچھہ گھٹاکر ایک اُوڑ چبوترہ بنایا ہی اُسی طرح دو سو تین چبوترے اُوپر تلے بنے ہوئے ہیں سب سے اُوپر کے چبوترہ کا ہر ایک ضلع تیس فٹ اٹھہ انچھہ لمبا ہی یہہ عمارت بہت بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہی جنہیں سے چھوڑتے سے چھوڑتا تیس فٹ یعنی دس گز کا لمبا ہی اور عجیب شہر سے اُنکو گڑھ کر بنایا ہی اور اُنپر کتبے بھی کھدے ہوئے ہیں اُسکی اونچائی

† یہہ نام ہیں مصر کے بادشاہوں کے اور یہہ مینار اُنکے مقبرے ہیں *

‡ (۱) مصر کے مینار (۲) مقبرہ بادشاہ ماسولیس (۳) معبد دیانا (۴) دیواریں اور آریزان باغ بابل کے (۵) بت رودس (۶) بت جوہیتر اولمپیس (۷) برج سکندریہ *

چوٹی تک چار سو چوبیس فٹ کی ہی اور بعض قدیم مختلف بیان کرتے ہیں کہ آٹھ سو فٹ کے قریب اونچا تھا جو لوگ اس مینار کے نیچے سے اُسکی چوٹی کو دیکھتے ہیں تو اُنکو اُسکی چوٹی ایک نقطہ سا معلوم ہوتی ہی لیکن در حقیقت وہ چوٹی دس گز مربع کا چبوترہ ہی جو بڑے بڑے پتھروں سے جوڑ کر بنایا ہی اس مینار کی چوٹی پر بہت آسانی سے لوگ چڑھ جاتے ہیں یہاں تک کہ فرنگستان کی عورتیں بھی سیو دیکھنے کو چوٹی تک چڑھ جاتی ہیں اس مینار کی چوٹی از روئے پیمائش کے سارے سولہ بیگھہ زمین میں ہی اور تمام فرنگستان میں اس سے اونچی کوئی عمارت نہیں ہی کزاس صاحب سنہ ۱۶۹۳ع میں اس مینار کے فائنے کو یہاں آئے تھے اُنہوں نے اس مینار کی لبان چروان کا بیان اس طرح پر کیا ہی کہ مینار کی چوٹی جو چوپہل ہی ہو پہل اُسکا ایک سو دس + فادم کا ہی اور اُسکے اُوپر کے چاروں طرف کے پہل گویا مثلث متساوی الاضلاع ہیں اس لیئے مینار کے قاعدہ کی کل سطح بارہ ہزار ایک سو فادم مکسر ہوئی اور سیدھی بلندی اس مینار کی کچھہ زیادہ ستتر فادم کی ہی پس تمام جسم اس مینار کا تین لاکھ تیرہ ہزار پانسو نو فادم مکسر کا ہوا *

تھیردوٹس جنیوں نے مصر کی تاریخ لکھی ہی سنہ عیسوی سے چار سو چوراسی برس پیشتر مصر کی سیو کو آئے تھے وہ لکھتے ہیں کہ اس مینار کو سنہ عیسوی سے نو سو برس پیشتر چوبیس مصر کے بادشاہ نے بنوایا تھا اُسکے بنانے میں ایک لاکھ آدمیوں کی ہمیشہ مدد لگی رہتی تھی ہر سہ ماہی میں اُنکی بدلی ہوتی تھی اور اُسی قدر نئے آدمی لگا دیئے جاتے تھے اس مینار کے لیئے عرب اور اٹھوپیا میں پتھروں کے تراشنے اور وہاں سے مصر کو لے جانے میں پورے دس برس لگے تھے اور بیس برس اس وسیع عمارت کے بنانے میں گذرے تھے جسکے اندر بے شمار کمرے اور بہت سے مکانات ہیں اس مینار پر مصری حرفوں میں لکھا ہی کہ کاریکروں کے صرف لہسن اور پیاز کی چٹنی میں اڑھائی لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں اسپر قیاس

+ فادم قدیم انگریزی کا لفظ ہی اور یہ ایک پیمانہ کا نام ہی جو چھہ فٹ لگتا ہوتا ہی *

ہو سکتا ہی کہ اس تمام عمارت کے بننے میں کس قدر لاگت لگی ہوگی یہہ میڈار در اصل مصر کے بادشاہوں کے مقبرے ہیں اور وہاں کے بادشاہوں کی لاشیں انہیں رکھی ہوئی ہیں یہہ میڈار ایسے عمدہ اور عجیب ہیں کہ بسبب اپنی صورت اور اپنے قد کے زمانہ کے ہاتھ سے اور وحشی قوموں کے ہاتھ سے بچے رہے لیکن انسان کیسا ہی استحکام کرے یہہ بات کہ وہ کیسا جتنی اور کیسا ناچیز ہی ہمیشہ جانا جا سکتا ہی کیونکہ یہہ میڈار انہیں لوگوں کی قبریں تھیں جو ایسی تعلی اور شان و شوکت کا خیال رکھتے تھے سب سے بڑے میڈار میں اب بھی ایک خالی قبر موجود ہی جو ایک پتھر میں سے تراشی گئی ہی اور تین فٹ گہری اور تین فٹ چکائی اور چھ فٹ سے کچھ زیادہ لمبی ہی پس اس تمام طمطراق اور دھوم دھام اور بے انتہا خرچ اور ہزاروں آدمیوں کی محنتوں کا نتیجہ صرف یہہ تھا کہ اس چوڑی چکلی عمارت میں ایک بادشاہ کو ایک چھوٹا سا چھ فٹ لمبا گڑھا نصیب ہوا بلکہ جن بادشاہوں نے ایسی ایسی عالی شان عمارتوں کو بنایا تھا مرنے کے بعد انکے اختیار میں اتنا بھی نہ تھا کہ انہیں دفنائے جاتے پس انکو ان قبروں کا لطف اُٹھانا بھی نصیب نہ ہوا ان لوگوں نے ایسے ایسے سخت کام کرانے میں اپنی رعایا پر ایسے ظلم کیئے تھے جو سننے میں بھی نہیں آئے اور اس سبب سے انکی تمام رعایا اُنسے نفرت رکھتی تھی اس لئے انکی لاشوں کو کسی نامعلوم اور تاریک گڑھے میں دفن کیا تاکہ انکی لاشیں عوام الناس کے غضب اور انتقام سے محفوظ رہیں *

یہہ پچھلی بات جس پر اگلے مورخوں نے بطور عبرت کے غور کی ہی ہمیں یہہ بات سکھاتی ہی کہ ہمکو ان عمارتوں کی نسبت جتنی معتد ہیں ایسا کچھ فخر کرتے تھے کیا راے دینی چاہیئے مصر کے لوگ جیسا کہ غن عمارت میں ذہن عالی رکھتے تھے اُسکی تعریف کرنی اور اُسکی قدر کرنی نہایت انصاف کی بات ہی وہ ذہن ایسا رسا تھا جسٹے بہت پرانے زمانوں میں اور ایسے وقتوں میں کہ انکے پاس کوئی نمونہ بھی نہیں تھا جسکی وہ نقل کرتے تمام کاموں کو شان دار اور خوبصورت بنانے کی ترکیب سوچھائی اور اس بات کی طرف رغبت دلائی کہ خوبصورتی میں سادگی بھی خرا نہ جانے پاوے جسکو اصل خوبصورتی کہنا چاہیئے اور فن کا کمال بھی اُسی میں ہی لیکن ہمکو ان بادشاہوں کی نسبت کیا راے دینی چاہیئے

جنہوں نے ہزاروں لوگوں پر ظلم کر کر اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کر ایسی ایسی عالی شان عمارتیں صرف اپنے نام رہنے کے لیئے بنائیں اور اُنکو اپنی شان اور اپنا فخر سمجھا اور جنہوں نے اپنی بیفائدہ نمود کے لیئے ہزارہا اپنی رعایا کے قباہ کرنے میں کچھ بھی وسواس نہ کیا ان بادشاہوں کی طبیعتیں رومیوں کی خصلتوں سے بالکل متخالف تھیں کیونکہ رومیوں نے سب عمدہ عمدہ کاموں کے لیئے جنمیں ملاح عام بھی تھی میدان جنگ کو آراستہ کرنے سے اپنے نام کو باقی رکھا اور ان بادشاہوں نے چونے اور پتھروں میں اپنی حشمت کو ضائع کر کے اپنے نام کو باقی رکھنا چاہا *

یہی صاحب نے چند لفظوں میں ان میناروں کی نسبت تھیک تھیک رائے دی ہے جہاں اُنہوں نے کہا ہے کہ یہ مینار بادشاہوں کی دولت کی ایک لغو اور بیفائدہ نمود ہیں اور علاوہ اُسکے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اُن بادشاہوں کی یادگاری کا جاتا رہنا اُنکی تھیک سزا ہی کیونکہ مورخ اس بات میں اتفاق نہیں رکھتے کہ ان بیفائدہ یادگاریں کا رواج کس نے نکالا تھا ذیادہ تر صاحب نے بہت عمدہ رائے دی ہے کہ ان میناروں کے بنانے والوں کی محنت جس قدر بے بہا اور قابل تعریف کے ہے اُسی قدر مصر کے بادشاہوں کا ارادہ حقارت اور نفرت کے لائق ہے *

لیکن ان پرانی نشانوں میں جس چیز کی ہم کو نہایت قدر کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ یہ مینار مصریوں کے علم ہیئت کی واقفیت اور ریاضی کے ہنر پر بہت سچے اور بڑے گواہ ہیں اور وہ علم ایک ایسا علم ہے جسکا کامیبت کے درجہ پر پہنچنا بغیر ایک مدت کی مشق اور تجربہ کے نہیں ہو سکتا جب کہ کزنس صاحب نے اس بڑے مینار کو ناپا تو یہ بات بھی دریافت کی کہ اُسکے چاروں پہل دنیا کی چاروں سمتوں کے تھیک مقابل بنائے گئے ہیں اور اس سبب سے جہاں کا نصف النہار اُس مینار سے تھیک تھیک معلوم ہوتا ہے اس بات پر ہر طرح سے یقین ہے کہ جن لوگوں نے ان بڑے بڑے پتھروں کا انبار لگایا تھا اُنہوں نے قصداً ایسی ہی مناسبت سے اُنکو بنایا تھا ان میناروں کو بنے ہوئے ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمانوں میں یا زمین کے قطبوں اور نصف النہاروں میں کچھ بھی تغیر نہیں ہوا اس مینار کے اندر

بہت سے کمرے اور مکانات ہیں اسکے نیچے ایک پانی آنے کا راستہ ہے کہ اُس میں سے دریائے نیل کا پانی ان عمارتوں میں آتا تھا محققین نے اسکی تحقیقات کی اور اسکو سیچ پایا خلیفہ مامون جب سنہ ۸۲۰ع میں مصر میں آیا تو اُسکو اس مینار کے اندر کی عمارت دیکھنے کا بڑا شوق ہوا اُسنے فولادی قانکیاں بنوا کر پتھر کو کھدوایا اور ایک راہ پائی جب اُس میں گئے تو ایک چوکھونٹی بارلی ملی اُسکے چاروں طرف کی دیواروں میں کمروں کے دروازے تھے اور ایک کمرہ میں بہت سی لاشیں کتان میں خوشبوویوں سے لپٹی ہوئی جسے مومبیا کہتے ہیں رکھی ہوئی تھیں پھر اُسکے اوپر ایک کمرہ ملا اُس کمرہ میں پتھر کا ایک صندوق تھا اور اُس صندوق میں آدمی کی مورت بنی ہوئی رکھی تھی اور اُسکے سینہ پر سونے کا ایک سیفہ بند جواہر سے جڑا ہوا رکھا تھا اور سونے کے پتھر پر ایسے حروف کندہ تھے جنکو کوئی نہ پڑھ سکا زمانہ حال میں بھی کئی سیاح اس عمارت کے اندر گئے اور اُس بارلی میں جو اینٹ پتھر مٹی پڑی ہوئی تھی اُسکو نکالا تو معلوم ہوا کہ وہ بارلی دو سو سات فٹ گہری ہے اور اکثر لوگ گمان کرتے ہیں کہ اب تک اسکی تھاہ نہیں ملی اسی میں اُنہوں نے دو کمرے پائے اور اُنمیں سے ایک کا بادشاہی نام رکھا اور دوسرے کا ملکانی بادشاہی کمرہ ساڑھے چونتیس فٹ لمبا اور سترہ فٹ چوڑا اور سوا اُنیس فٹ اونچا ہے اسکی چھت پتھر کی بڑی بڑی پتھروں سے جو سترہ سترہ اتھارہ اتھارہ فٹ کی لمبی ہیں پٹی ہوئی ہے اس کمرہ کے اندر پتھر کا ایک صندوق ساڑھے سات فٹ لمبا اور سوا تین فٹ چوڑا اور پونے چار فٹ اونچا رکھا ہوا ہے اس عمارت میں اکثر پتھر نو فٹ لمبے اور ساڑھے چھ فٹ چوڑے اور چار فٹ سے زیادہ موٹے لگے ہوئے ہیں *

دوسرا مینار جو کینورینس والا کہلاتا ہے پہلے مینار سے چھوٹا ہے اُسکے نیچے کے چبوترے کا ہر ایک ضلع چھ سو چوراسی فٹ لمبا ہے اور اُسکی اونچائی چار سو چھپن فٹ ہے بلزونی صاحب اس مینار کا دروازہ تروڑا کہ اندر گئے اور اُس میں ایک کمرہ سوا چھیالیس فٹ لمبا اور سوا سولہ فٹ چوڑا اور ساڑھے تیس فٹ اونچا دیکھا اُس میں بھی پتھر کا ایک صندوق رکھا ہوا تھا اور اُسکی دیوار پر عربی حروف میں

ایک کتبہ کھدایا ہوا ملا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان علی محمدی نے سنہ ۷۸۲ ع میں اُسکو کھلوا دیا تھا اِس مینار کے باہر کے رخ اِس طرح پر سیڑھیاں نہیں ہیں جیسی کہ پہلے مینار میں ہیں بلکہ سیڑھیوں کی جگہ دھلوان پتھر تراش کر لگا دیئے ہیں اور وہ بنگلے کی چھت کی طرح دکھلائی دیتا ہے اور وہ پتھر بہت چکنے ہیں کہ اُنپر چڑھا نہیں جا سکتا *

مینار پر اگر چڑھ کر دیکھیں تو تمام ممالک نہایت خوبصورت دکھائی دیتا ہے دیکھن کی طرف دریائے نیل بہتا ہے اور اُس میں کشتیاں چلتی ہوئی اور پالیاں اُڑتی ہوئی عجیب تماشا دکھلاتی ہیں اور کنارہ پر کے سبزے عجیب کیفیت سے لہلہاتے معلوم ہوتے ہیں اُتر کی طرف پہاڑوں اور ریگستان کی بھی ایک عجیب کیفیت ہے پچھم کی طرف فیوہ کا جنگل ہے جو سرسبزی اور طرح طرح کے پھولوں سے باغ کو بھی شرماتا ہے یورپ کی طرف مقام جزہ اور فسطاط کے برج اور القاہرہ کا مینار اور صلاح الدین کا قلعہ عجیب لطف سے دکھلائی دیتے ہیں *

بھول بھلیوں کا بیان

ہیروڈوٹس صاحب نے اِن بھول بھلیوں کو دیکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ بھول بھلیاں میناروں سے بھی زیادہ عجیب اور حیرت انگیز ہیں میرس کی جھیل کے جنوب میں اور کراکودائل یعنی مگر مچھوں کے شہر کے پاس جسکو آر سینون بھی کہتے ہیں یہ بھول بھلیاں بھی بنی ہوئی ہیں اِن بھول بھلیوں کو صرف ایک محل ہی نہ کہنا چاہیئے بلکہ یہ ایک مجموعہ بارہ عالی شان محلات کا ہے جو بترتیب ایک دوسرے کے پاس پاس بنے ہوئے ہیں اِس محل میں پندرہ سو کمرے اور اُنکی ہر طرف چہل قدمی کے میدان بارہ دالانوں کے گردا گرد بنے ہوئے ہیں جو کوئی اُنکے دیکھنے کو اندر جاتا تھا پھر باہر نکلنے کا رستہ نہ پاتا تھا جس قدر عمارت اُوپر بنی ہوئی ہے اُنہی ہی زمین کے نیچے ہی یہ عمارتیں بادشاہوں کے قبرستان کے ایسے بنائی گئی ہیں اور وہ مگر مچھ بھی جنکو اُس زمانہ کے مصر کے لوگ باوجود ایسے دانا ہونے کے بطور دیوتوں کے پوجتے تھے اِسی عمارت میں رکھے جاتے تھے مچھکو پتیر ہا کہ جو شخص یہ بات سنیگا کہ

مگر مچھہ بھی بطور دیوتوں کے پوجے جاتے تھے متحیر ہو کر انسان کی بیوقوفی پر افسوس کرے گا *

اس بھول بھلیاں میں کمروں اور دالانوں کی سیر کے لیئے اندر جانے والے کو یہ بات ضرور ہی کہ پہلے یہ بات سوچ لے کہ اُس میں سے نکلیگا کیونکہ جیسے کہ تھیسس نے اریو ایڈن کی نصیحت کے بموجب + جزیرہ کریت کی بھول بھلیاں میں سے نکلنے کی تدبیر پہلے سے سوچ لی تھی جب کہ وہ اُسکے اندر جا کر منوٹار سے لڑا تھا درجل شاعر نے اُس بھول بھلیاں کے بیان میں چند شعر کہے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے *

غضب تھی بھول بھلیاں کریت کی کہ نہ تھا
کوئی حساب تھوں کا وہاں نہ راہوں کا
وہ پیچدار کہ وہاں راہ بھول جاتی تھی
بناتی تھی وہ تھکے پاؤں کو غلط رستا
وہ پہلوان جب آگے بڑھا تو رستوں کو
بہت عجیب مکانوں کو بے طرح دیکھا
ہزار پیچ کے رستے ہزار دروازے
غرض یہ ہے کہ وہ نقشہ عجیب تماشا تھا

میرس کی جھیل کا بیان

یہ جھیل مصر کے بادشاہوں کی تمام عمارتوں سے نہایت عمدہ اور عجیب ہی اسی لیئے ہیروڈوٹس صاحب اس جھیل کو مصر کے میناروں اور بھول بھلیوں سے بہت عمدہ سمجھتے ہیں مصر کے ملک کی زر خیزی دریائے نیل کی طغیانی کے اندازہ پر ہوتی ہی اگر اُسکی طغیانی اندازہ سے زیادہ ہو تو بھی مضر ہی اور اگر اندازہ سے کم ہو تو بھی نقصان ہی اس لیئے میرس کے بادشاہوں نے ان دونوں خرابیوں کے دور کرنے کو اور جہاں تک کہ ہو سکتا تھا دریائے نیل کی بے انتظامیوں کے منتظم کرنے کو

+ ملک یونان کے جنوب میں یہ ایک جزیرہ ہے اور اسمیں بھی ایک عمارت بھول بھلیاں کی تھی جسکی تعریف درجل شاعر نے کی ہے *

اس جھیل کے کھدوانے سے ایک فن کا ایجاد کیا اس جھیل کا محیط پانسو چالیس میل کے قریب تھا اور تین سو فٹ یعنی سو گز گہری تھی اس جھیل میں پانی سے اُوپر اُوپر تین سو فٹ کے لئے دو میزار تھے اور ہر ایک پر ایک بڑا بت تخت پر بیٹھا ہوا بنایا تھا اور یہہ میزار اُسی قدر پانی کے اندر تھے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس جھیل میں پانی کے بہرنے سے پہلے ان میزاروں کو بنایا تھا اور اتنی بڑی جھیل کو ایک بادشاہ کی سلطنت میں آدمیوں نے کھودا تھا میروس کی جھیل کا یہہ حال بہت سے مورخوں نے وہاں کے رہنے والوں سے تحقیق کر کر لکھا ہی میاکس صاحب بشپ نے اپنی گتگو میں جو دنیا کی تاریخ پر کی ہی اس تمام حال کو سچا اور صحیح تسلیم کیا ہی مگر رولن صاحب اس کتاب کے مصنف کہتے ہیں کہ مجھکو اس بیان کے سچے ہونے پر ذرا سا بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ یہہ بات سچ معلوم ہو سکتی ہی کہ پانسو چالیس میل کے محیط کی جھیل ایک بادشاہ کی سلطنت میں کھودی گئی ہو کیونکہ اور کس جگہہ اس قدر مٹی کو لے جا کر ڈالا ہوگا اور کس مطلب سے مصر کے لوگوں نے اس قدر زمین کا ضائع کر دینا منظور کیا ہوگا اور کس ترکیب سے اتنی بڑی جھیل کو دریائے نیل کے فضول پانی سے بھرا ہوگا اسکے سوا اُوپر بھی بہت سے اعتراض اس پر ہو سکتے ہیں اس لئے پومپونیس میلا صاحب نے جو ایک پرانے جغرافیہ دان ہیں اس جھیل کی نسبت جو رائے دی ہی وہ رائے ٹھیک معلوم ہوتی ہی خصوصاً اس وجہہ سے کہ اُنکا بیان زمانہ حال کے سیاحوں کے بیان سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہی وہ یہہ کہتے ہیں کہ اس جھیل کا محیط اکیس یا چوبیس میل کا ہی اور ایک بڑی نہر کھود کر جو بارہ میل کی لمبی اور پچاس فٹ کی چوڑی تھی اس جھیل کو اور دریائے نیل کو ملا دیا تھا اور جب چاہتے تھے اس نہر کے دھانہ کو بڑے بڑے تختوں سے بند کر دیتے تھے اور جب چاہتے تھے کھول دیتے تھے *

اس دھانہ کے کھولنے یا بند کرنے میں ایک لاکھ گیارہ ہزار دو سو پچاس روپیہ خرچ ہوتا تھا اور بہت سا محصول مچھلیوں کے شکار کا بادشاہ کے خزانہ میں آتا تھا مگر جس عمدہ کام کے لئے یہہ جھیل بنائی گئی تھی وہ یہہ تھا کہ جب دریائے نیل میں بہت سی طغیانی ہوتی تھی

اور یہ خیال ہوتا تھا کہ اس طغیانی سے بہت سا نقصان ہوگا تو اُس جھیل کے تختوں کو کھول دیتے تھے اور نہر کے راستہ سے دریائے نیل کا پانی جھیل میں آجاتا تھا اور کھیتوں میں حاجت سے زیادہ پانی نہ آ سکتا تھا اور جس سال میں دریائے نیل میں ایسے اندازہ کی طغیانی ہوتی تھی جس سے قحط کا اندیشہ ہوتا تھا تو برہے بذاکر اس جھیل کا پانی تمام ملک کے کھیتوں میں پہنچا دیتے تھے اس حکومت سے دریائے نیل کی طغیانی سے اور طغیانی کے نہر نے سے جو نقصان ہوتا تھا اُسکا علاج کر لیا تھا سٹریبو صاحب نے لکھا ہی کہ اُنکے وقت میں پٹرونیس کی حکومت میں دریائے نیل کو طغیانی ہوئی اور اتھارہ فٹ پانی چڑھ گیا اور غلہ بہت افراط سے پیدا ہوا مگر جس سال میں صرف بارہ فٹ چڑھا تھا اور کھیتوں میں کافی پانی نہ پہنچا تھا اُس سال بھی کچھ قحط نہ معلوم ہوا کیونکہ جھیل میں سے نالیاں اور نہریں اور برہے بذاکر جس قدر پانی کے پہنچنے کی کھیتوں میں کمی تھی اُس قدر پانی پہنچا دیا تھا *

دریائے نیل کی طغیانی کا بیان

مصر میں دریائے نیل بھی ایک عجیب چیز ہی اُس ملک میں مینہ بہت ہی کم ہوتا ہی مگر اس دریا کی طغیانی سے تمام ملک سیراب ہو جاتا ہی اور مینہ ہونے کی کمی سے جو نقصان ہوتا ہی اُسکا بدلا یہہ دریادے دیتا ہی کیونکہ اُوں ملکوں کی بارش کو بطور محصول کے جمع کر کر مصر میں پہنچا دیتا ہی ایک شاعر نے مصر کے کھیتوں کے حق میں خوب کہا ہی *

عجیب طور کی تھیں مصر کی چراگاہیں

کہ عین قحط میں بارش کی وہاں نہ تھی پروا

اس فیض رساں دریا سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے لیے مصریوں نے زمینوں کے اندازہ پر اور مناسب مناسب موقعوں پر بے شمار نہریں مناسب مناسب عرض طول کی بنائی تھیں اُنکے ذریعہ سے دریائے نیل اپنی فیاض دھاروں سے ہر جگہہ کو زر خیز کرتا تھا نہروں کی راہ سے لوگ سفر کرتے تھے اور خشکی پر چلنے اور خشکی کے سفر کی مصیبت جاتے رہنے سے گویا اس دریا نے

شہروں کو پاس پاس کر دیا تھا اور دریائے قازم کو بھیرہ روم سے ملا دیا تھا اور اس سبب سے ملک کی اندرونی و بیرونی تجارت بہت رونق پر تھی اور دشمنوں سے بھی ملک محفوظ تھا ان سب باتوں کے سبب کہا جاتا ہے کہ حقیقت میں یہہ دریا مصر کا مربی اور اُسکا بہت بڑا محافظ ہی ہے۔ مصر والے کھیتوں میں دریا کے پانی کو جانے سے نہ روکتے تھے مگر شہروں میں جو بڑی محنت سے بنے تھے اور جو طرف پانی بہر جانے سے چیزوں کی طرح دکھائی دیتے تھے پانی نہیں جا سکتا تھا وہاں کے رہنے والے اُن میدانوں کو جو دریائے نیل کے پانی سے بہر جاتے تھے اپنے اپنے مکانوں پر چڑھ کر نہایت خوشی سے دیکھتے تھے *

دریائے نیل کے مخترج کا بیان

مقدمین خیال کرتے تھے کہ دریائے نیل کا مخترج اُن پہاڑوں میں ہے جو کوہ قمر کے نام سے مشہور ہیں اور جو خط استوا سے دس درجہ عرض جنوبی میں واقع ہیں تقریباً بلدان میں بوعالی سینا کا یہہ قول لکھا ہے کہ دریائے نیل تمام دنیا کے دریاؤں سے بڑا اور لंबا ہے مگر یہہ پرانے زمانے کی بات ہے یورپ کے سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے جو نئی نئی تحقیقاتیں کیں اُنسے معلوم ہوا کہ دنیا میں بہت سے دریا دریائے نیل سے بڑے اور لंबے ہیں سب سے بڑا دریا دنیا میں امریکہ کے ملک میں ایمیزان ہے اور دریائے نیل کی لंबائی سے دوگنے سے بھی زیادہ لंबا ہے دریائے نیل کا مخترج اگلے زمانہ میں اچھی طرح تحقیق نہیں ہوا تھا عربی جغرافیہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خط استوا کے جنوب کی طرف بالکل ویرانہ ہے اور اس سبب سے وہاں کا حال دریافت نہیں ہو سکتا اور جو کچھ یونانیوں نے لکھا ہے اُس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں ہوا رولن صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے سیاحوں نے یہہ تحقیق کیا ہے کہ خط استوا سے بارہ درجہ عرض شمالی میں اُسکا منبع ہے اور اس سبب سے مقدمین کی تحقیقات کی یہ نسبت اس دریا کی لंबائی کو قریب بارہ سو یا پندرہ سو میل کے کم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دریائے نیل نکلنا ہے ایک بڑے پہاڑ کی چوٹی سے جسکا نام گویم ہے

اور مملکت اسی سینیا میں واقع ہی مگر زمانہ حال میں انگلستان کی شاہی جغرافیہ کی سوسائٹی نے اس دریا کے متخرج دریافت کرنے کو بہت سی کوششیں کیں اور کپتان اسپیک صاحب تین دفعہ اسکا متخرج دریافت کرنے کو افریقہ میں گئے اخیر سفر اُنکا سنہ ۱۸۵۹ء میں تھا اُنہوں نے اپنے سفروں میں عین خط استوا کے نیچے ایک بہت بڑی جھیل پائی اور وکٹوریا نینزا اسکا نام رکھا اُنکے نزدیک وہی جھیل دو حقیقت دریائے نیل کا متخرج ہی جنوبی سرا اس جھیل کا قریب تیسرے درجہ عرض جنوبی کے واقع ہی جو گویا سرا دریائے نیل کا ہی اس حساب سے دریائے نیل چونتیس درجوں کی لمبائی میں یعنی دو ہزار تین سو میل کے طول میں بہتا ہی اس جھیل کے جنوبی سرے سے مغرب کی طرف اُو تو کیننگول ایک دریا ملتا ہی جو اس جھیل میں پڑتا ہی مگر کپتان اسپیک صاحب کہتے ہیں کہ اس دریا سے اور دریائے نیل سے کچھ واسطہ نہیں ہی اور اگر جھیل کے اُسی جنوبی سرے سے مشرق کی طرف جاؤ تو وہاں کوئی بڑا دریا نہیں ہی کیونکہ عرب کے سیاحوں سے اُنہوں نے تحقیق کیا کہ کوہ کلیماند جaro کے مغرب کی طرف نمک کی جھیلیں اور نمک کے میدان ہیں اور پہاڑی ملک ہی پانی کی بہت قلت ہی کبھی کبھی کوئی چھوٹی ندی بہہ آتی ہی اس جھیل کے شمالی کنارہ سے دریائے نیل نکلتا ہی اس جھیل کے شمال مشرق کو ایک اُوڑ جھیل ہی مگر کپتان اسپیک صاحب کا وہاں تک جانا نہیں ہوا مشہور ہی کہ وہاں ایک آب نالے ہی جو ان دونوں جھیلوں کو ملا دیتی ہی اس پچھلی جھیل سے بھی ایک دریا نکلتا ہی جسکا نام آسو ہی اور تخمیناً سو تین درجہ عرض شمالی تک بہہ کر دریائے نیل میں مل جاتا ہی وکٹوریا نینزا جھیل کے شمالی کنارہ میں سے تین دھاریں نکلتی ہیں اور تھوڑی دور بہہ کر سب آپس میں مل جاتی ہیں اور ایک دریا یعنی دریائے نیل ہو جاتا ہی اُنہیں سے مشرقی دھار اس طرح پر نکلی ہی کہ جھیل میں سے ایک حصہ پانی کا شمال کی طرف نکلا ہی اسپیک صاحب نے اُسکا نام نیپولین چینل فرانس کے بادشاہ کے نام پر رکھا ہی کیونکہ فرانسیسی جغرافیہ کی شاہی سوسائٹی نے اسکا حال تحقیق کرنے کے صلہ میں اُنکو سونے کا تمغہ دیا تھا اُس چینل سے ایک بہت بڑی چادر پانی کی فہایت زور شور سے جسکا عرض چار سو پانسو فٹ تک ہی گرتی ہی

اور وہ بہرہ دریا کی دھار بن جاتی ہی کپتان اسپیک صاحب نے اس چادر کا نام رائیں رکھا ہی کیونکہ جب وہ دریائے نیل کے متخرج کی تحقیقات کو روانہ ہوئے تو انگلستان کی جغرافیہ کی شاہی سوسائٹی کے پریسڈنٹ رائیں صاحب تھے *

کپتان اسپیک صاحب کے نزدیک جو کچھ ضروری امر متعلق جغرافیہ در باب تحقیق متخرج نیل کے تھے وہ پورے ہو چکے مگر اکثر محققین کے نزدیک ابھی آؤر زیادہ تحقیقات کی ضرورت ہی *

دریائے نیل کی آبشاروں کا بیان

جن مقاموں میں کہ دریائے نیل سخت پتھروں میں ہو کر زور سے نیچے گرتا ہی اُنکو آبشار کہتے ہیں ملک مصر میں آنے سے پہلے یہہ دریا ایتھوپیا کے جنگل میں آہستہ آہستہ بہرہ آبشار کی طرح گرتا ہی اور یہہ وہاں سے دفعتاً نہایت تیزی اور زور شور سے بہتا ہی اور رفتہ رفتہ تمام روکاروں سے نکل کر اور چند پہاڑوں سے گذر کر اس قدر زور شور سے بہتا ہی کہ اُسکی آواز نو میل پر سے سناؤی دیتی ہی *

اس ملک کے رہنے والے جنکو اس دریا میں آنے جانے کی عادت ہو گئی ہی اُن لوگوں کو جو یہاں سیو کرنے کو آتے ہیں ایک عجب تماشا دکھاتے ہیں جس میں بہ نسبت دل لگی کے خوف زیادہ معلوم ہوتا ہی ایک چھوٹی سے ڈونگی میں دو آدمی بیٹھ کر دریا میں جاتے ہیں اُنہیں سے ایک تو ڈونگی کھیٹا ہی اور دوسرا ڈونگی میں سے پانی اُلچٹا جاتا ہی بہت دیر تک وہ ڈونگی لہروں کی تیزی سے تکرانی ہی مگر وہ لوگ ہر طرح کا صدمہ اُٹھا کر اور ڈونگی کو ہوشیاری اور چالاکی سے اپنے قابو میں لا کر تیز دھار پر لے جا کر بہاؤ پر چھوڑ دیتے ہیں اور تیز کی طرح اُس میں سے نکل جاتے ہیں خوفزدہ تماشا دیکھنے والے یہہ گمان کرتے ہیں کہ جس بلندی سے اُن لوگوں نے اپنی ڈونگی کو چھوڑا ہی اُسکے نیچے جا کر وہ لوگ ڈوب گئے لیکن وہ لوگ جب اصلی دھار پر جا پڑتے ہیں تو بہت دور تک بہہ جاتے ہیں اور جہاں پانی دھیمہ ہو جاتا ہی وہاں سے نکل آتے ہیں اس عجب تماشے کا بیان سنیکا صاحب نے کیا ہی اور حال کے زمانہ کے سیاح بھی اُسکی تصدیق کرتے ہیں *

دریائے نیل کی طغیانی کے سببوں کا بیان

اگلے زمانہ کے لوگوں نے مثل ہیروڈوٹس اور ڈیوڈورس اور سیکولس اور سنیکا صاحب کے دریائے نیل کی طغیانی کے باریک باریک سبب بیان کیئے ہیں لیکن وہ پرانی باتیں اور صرف نا تحقیق خیالات تھے حال کے زمانہ میں کچھ زیادہ التفات کے لائق نہیں رہے اس زمانہ میں سب کا اتفاق ہی کہ ایتھوپیا میں جہاں سے یہ دریا آتا ہی نہایت کثرت سے بارش ہونے کے سبب دریائے نیل کو اس قدر طغیانی ہوتی ہی کہ اول ایتھوپیا کو اور اُسکے بعد مصر کو غرقاب کر دیتا ہی اور یہی دریا اس بارش کے سبب سمندر بن کر تمام ملک میں پھیل جاتا ہی *

سٹریبو صاحب کہتے ہیں کہ متقدمین کا صرف یہ قیاس تھا کہ نیل کی طغیانی ایتھوپیا میں کثرت سے بارش ہونے کے سبب سے ہوتی ہی لیکن اس قیاس پر وہ یہ بات زیادہ کرتے ہیں کہ بہت سے سیاحوں نے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی چنانچہ ٹولیمی فلیڈلفس یعنی بطلمیوس ثانی بادشاہ مصر نے جو علوم اور فنون کی تحقیقات میں نہایت شوق رکھتا تھا اس امر کی تحقیقات کے لیئے نہایت قابل قابل شخصوں کو وہاں بھیج کر اس امر کو تحقیق کیا تھا *

دریائے نیل کی طغیانی کے موسم کا بیان

ہیروڈوٹس صاحب اور اسی طرح ڈیوڈورس سیکولس صاحب اور آئر بہت سے مصنف بیان کرتے ہیں کہ دریائے نیل گرمی کے موسم میں یعنی ماہ جون کے اخیر میں بڑھنا شروع ہوتا ہی اور ستمبر کے اخیر تک روز بروز بڑھتا جاتا ہی اور اکتوبر اور نومبر میں رفتہ رفتہ گھٹنا شروع ہوتا ہی یہاں تک کہ اپنے اصلی حال پر آ جاتا ہی اس زمانہ کے لوگ بھی اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں اور حقیقت میں جو اصلی سبب اس دریا کی طغیانی کا ہی اُسی پر اُسکی بنیاد ہی اور وہ سبب وہی ایتھوپیا کی بارش کا ہی جو لوگ وہاں گئے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اپریل کے مہینے میں وہاں بارش شروع ہوتی ہی اور پانچ مہینے تک یعنی اگست کے نصف اخیر یا ستمبر کے نصف اول تک برادر

بارش رہتی ہی اس لیے مصر میں دریائے نیل کا چڑھاؤ تین ہفتہ یا ایک مہینے بعد اہی سینیا میں بارش شروع ہونے سے ہوتا ہی سیاحوں کا قول ہی کہ دریائے نیل مٹی کے مہینے سے بڑھنا شروع ہوتا ہی مگر اول نہایت آہستہ آہستہ بڑھتا ہی اور اپنے کناروں سے باہر نہیں نکلتا اور جون کے ختم ہونے کے قریب تک بھی اُس میں طغیانی نہیں ہوتی ہیروڈوٹس صاحب کہتے ہیں کہ اسکے بعد جو تین مہینے آتے ہیں انہیں تین مہینوں میں اِس دریا میں طغیانی ہوتی ہی *

اگلے مصنفوں کی اصل کتابوں میں ایک اختلاف ہی جسکو میں بیان کرتا ہوں ہیروڈوٹس اور ڈایوڈورس ایک طرف ہیں اور سٹریبو صاحب اور پلینی صاحب اور سولنیس صاحب دوسری طرف ہیں یہ تینوں صاحب دریائے نیل کی طغیانی کے زمانہ کو بہت کم گنتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ تین مہینے یا سو دن میں کنارے کے باہر کی زمینوں میں سے لوت جاتا ہی اور زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ پلینی صاحب اپنی رائے کی بنیاد ہیروڈوٹس کی گواہی پر قائم کرتے ہیں *

دریائے نیل کی طغیانی کی بلندی کا بیان

پلینی صاحب بیان کرتے ہیں کہ طغیانی کے دنوں میں دریائے نیل تھیک تھیک چوبیس فٹ اُونچا چڑھ جاتا ہی جب کہ اُسکا چڑھاؤ اتھارہ یا ساڑھے اتھارہ فٹ اُونچا آتا ہی تو ملک میں قحط سالی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہی اور جب کہ چوبیس فٹ اُونچا چڑھاؤ آتا ہی تو غرقی کا اندیشہ ہوتا ہی شہنشاہ جولین نے ایک چٹھی موسومہ ایکڈیشیئس مورخہ ۲۰ ستمبر سنہ ۳۶۲ع میں دریائے نیل کی طغیانی کی بلندی بائیس فٹ لکھی ہی دریائے نیل کے چڑھاؤ کی بلندی میں باہم متقدمین کے اور نیز زمانہ حال کے مورخوں میں اتفاق نہیں ہی مگر بہت سا تفاوت بھی اُنہیں نہیں ہی اور اُسکے سبب یہ ہونگے اول یہ کہ اگلے زمانہ کے اور زمانہ حال کے پیمانوں میں کچھ تفاوت ہو جسکا دریافت کرنا مشکل ہی دوسرے متقدمین مورخوں نے بے پروائی سے اپنے بیانات کو لکھا ہو تیسرے یہ کہ خود نیل کی طغیانی میں تفاوت ہوتا

ہی کیونکہ وہ دریا جس قدر سمندر کے پاس آنا چاہتا ہی اُسکے چڑھاؤ کی بلندی کم ہوتی جاتی ہی *

جو کہ مصر کے ملک کی زر خیزی دریائے نیل کی طغیانی پر منحصر تھی اِس لیئے مصریوں نے اُسکے چڑھاؤ کے تمام حالات کو اور اُسکے مختلف درجوں کو بخوبی غور کیا تھا اور ایک مدت تک باقاعدہ امتحانوں سے جو بہت سے برسوں میں ہوئے تھے خود دریائے نیل کے چڑھاؤ پر یہ بات معلوم ہونے لگی تھی کہ اِس سال میں چڑھاؤ سے کیسی فصل پیدا ہوگی مصر کے بادشاہوں نے شہر ممفس میں ایک پیمانہ لکایا تھا اور اُسپر دریائے نیل کے چڑھاؤ کے مختلف درجے لکھے تھے اور اُن درجوں پر حساب کر کر تمام ملک مصر میں اطلاع دی جاتی تھی کہ اب کی فصل میں کیا نقصان آئے گا یا کیا فائدہ ہوگا ستریدو صاحب کہتے ہیں کہ اِسی مطلب کے لیئے شہر سیئین کے قریب دریائے نیل کے کنارے پر بھی ایک کنواں بنا ہوا ہی آج تک یہ رسم شہر قاہرہ میں جاری ہی کہ ایک مسجد کے صحن میں ایک مینار ہی اور اُسپر دریائے نیل کے چڑھاؤ کے درجوں کے نشان بنے ہوئے ہیں شہر کے ہر گلی کوچہ میں ہر روز منادی ہوتی ہی کہ دریائے نیل میں اِس قدر چڑھاؤ ہوا زمین کا خراج جو بادشاہ کو دیا جاتا ہی اُسکا تصفیہ نیل کے چڑھاؤ پر مقرر ہی جس دن دریائے نیل کا چڑھاؤ ایک معین بلندی پر پہنچ جاتا ہی اُس دن بڑی خوشی ہوتی ہی اور عیش و عشرت کی جاتی ہی اور آتش بازی چھوٹتی ہی اور آپس میں دعوتیں ہوتی ہیں اور جو جو باتیں ہر طرح کی خوشی میں ہوتی ہیں وہ سب کی جاتی ہیں قدیم زمانہ میں بھی دریائے نیل کی طغیانی ہونے سے تمام مصر میں عام خوشی کی جاتی تھی اِس لیئے کہ اُس ملک کی خوشی اور آسودگی کی بنیاد یہی دریا ہی *

اگلے زمانہ میں مصر کے لوگ جو بت پرست تھے دریا کی طغیانی کو اپنے دیوتا سراپس کا سبب جانتے تھے اور جس مینار پر اُسکے چڑھاؤ کے درجوں کے نشان لگے ہوئے ہیں اُسکو اُس مندر میں مقدس سمجھ کر رکھا تھا شہنشاہ قسطنطین نے اِس مینار کو وہاں سے اُکھا کر اسکندریہ کے گرجا میں لے جانے کا حکم دیا اِسپر مصریوں نے یہ مشہور کیا کہ سراپس دیوتا کی

خفگی کے سبب دریائے نیل میں اب کبھی چڑھاؤ نہیں آنے کا لیکن دوسرے سال دریائے نیل میں معمولی قاعدہ پر چڑھاؤ آیا شہنشاہ چولین مرد نے جو بت پرستی کا مربی تھا اس مینار کو اسی مندر میں بھجوا دیا مگر شہنشاہ تھیوڈرشیئس نے پھر اُسکو وہاں سے اُتھوا منگایا *

نیل کی نہروں اور پانی کے کھینچنے کی کلوں کا بیان

اگرچہ خدائے تعالیٰ نے مصر کے ملک کو ایسا فیض رسان دیا تھا مگر اِسپر بھی یہہ نہیں چاہا کہ وہاں کے رہنے والے سُست اور کفل ہو جائیں اور بغیر محنت اور مشقت کے ایسی بڑی نعمت کا فائدہ اُٹھائیں یہہ بات از خود معلوم ہو سکتی ہی کہ دریائے نیل تمام ملک کو سیراب نہیں کر سکتا تھا اِس لیے بہت سی محنت اور مشقت زمین کے پانی دینے میں کی جاتی تھی اور بہت سی نہریں ہر جگہ پانی پہنچانے کے لیے کٹی گئی تھیں جو دیہات دریائے نیل کے کنارے کے پاس اُونچی زمینوں پر تھیں اُنہیں نہریں بنائی تھیں اور مناسب وقت پر بہت سے دیہات میں پانی پہنچانے کے لیے کھولی جاتی تھیں جو دیہات کہ بہت دور دراز فاصلہ پر ملک کی سرحد پر تھے اُنہیں بھی پانی پہنچانے کے لیے نہریں بنی ہوئی تھیں اور اِس طرح سے نہایت دور دور کے مقاموں میں بھی نہر سے پانی پہنچتا تھا جب تک کہ دریائے نیل ایک معین حد پر نہ چڑھ جاتا تھا اُس وقت تک لوگوں کو پانی لینے اور نالیاں کاٹنے اور دھانوں کے کھولنے کی اجازت نہ ہوتی تھی کیونکہ اگر اُس سے پہلے پانی لینا شروع ہو جاتا تو بعض زمینوں کو بہت سا پہنچ جاتا اور بعض کھیتوں کو کم پہنچنے کا احتمال ہوتا بموجب اُن قاعدوں کے جو ایک کتاب میں لکھے ہوئے تھے اور جس میں سب طرح کے اندازے مقرر تھے پہلے اُپر کے مصر میں اور پھر نیچے کے مصر میں نہروں کا کھولنا شروع ہوتا تھا اِس طرح پر پانی کی ایسی احتیاط سے تقسیم ہوتی تھی کہ تمام زمینوں کو بخوبی پہنچ جاتا تھا جن ضلعوں میں کہ دریائے نیل کا پانی از خود پھیلتا تھا وہ اِس قدر کثرت سے ہیں اور ایسے نیچے ہیں اور اُنہیں اِس قدر نہریں بنی ہوئی ہیں کہ جس قدر پانی جون اور جولائی اور اگست میں مصر میں پھیلتا

تھا یقین ہوتا ہی کہ اُسکا دسواں حصہ بھی سمندر تک نہیں جاتا تھا *

مگر باوجود اِس قدر نہروں کے بہت سی زمینیں ایسی بلند تھیں کہ نیل کی طغیانی کا پانی وہاں تک نہ پہنچتا تھا اِس لیے پیچدار کلوں سے اُن زمینوں میں پانی پہنچا دیتے تھے اُن کلوں کو بیل پھراتے تھے اور پانی نلوں میں جا کر اُن اونچی زمینوں میں پہنچتا تھا ڈایوٹورس صاحب کہتے ہیں کہ جب آرکی میڈیز صاحب بطریق سیر کے مصر میں گئے تو اُنہوں نے لوگوں کے لیے یہ کُل ایجاد کی تھی *

مصر کی زر خیزی کا بیان جو دریائے نیل کے سبب سے ہوتی تھی

دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جسکی زمین مصر کی زمین سے زیادہ زر خیز ہو اور وہ صرف دریائے نیل کا باعث ہی اور دریاؤں کا یہہ دستور ہی کہ جب اُنکی رو زمین پر پھر جاتی ہے تو وہ ریتہ دے جاتی ہے یعنی زمین کی مٹی جسکے سبب زمین نم رہتی ہے یہہ جاتی ہے مگر برخلاف اِسکے دریائے نیل جو اپنی رو میں اُوپر سے چکنوت مٹی بہا لاتا ہے وہاں چھوڑ جاتا ہے اور زمینوں کو زر خیز کر دینا ہی اور اِس سبب سے اگلی فصل ہونے سے زمین جس قدر کم زور ہو جاتی ہے پھر اُتنی ہی زور آور ہو جاتی ہے کاشتکار کو اُس ملک میں ہل چلانے اور زمین توڑنے کی حاجت نہیں پڑتی جب دریائے نیل ہٹ جاتا ہے تو بجز اِسکے کہ زمین کے اُوپر جو چکنوت مٹی رہ گئی ہے اُسکو اُلٹ پلٹ کر نیچے کی ریتلی مٹی سے ملا کر اُسکے مزاج کو معتدل اور اُسکی قوت کو کم زور کیا جائے اور کچھہ کام کرنا نہیں پڑتا اِسکے بعد نہایت آرام سے اُس میں بیج ڈال دیا جاتا ہے اور اِس سبب سے کھیتی کرنے میں کچھہ خرچ نہیں پڑتا دو مہینے میں سب زمینیں پھول پھل کر سبز ہو جاتی ہیں اور کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور اُنہیں کثرت سے اناج پیدا ہوتا ہے مصر والے اکثر نواسر اور اکتوبر میں جب کہ دریائے نیل کا پانی کم ہونے لگتا ہے کھیتی ہوتے ہیں اور مارچ و اپریل میں فصل طیار ہو جاتی ہے

مصر کی زمینیں تہ فصلی اور چو فصلی ہیں یعنی ایک زمین میں ہر سال تین یا چار قسم کی مختلف چیزیں بوئی جاتی ہیں پہلی دفعہ گاہو کھیرہ ہو کر کٹ لیتے ہیں اُسکے بعد اناج ہوتے ہیں اور جب اناج کی فصل طیار ہو کر کٹ لیتی ہی تو مختلف قسموں کی ترکاریاں جو خاص کر مصر میں ہوتی ہیں ہوتے ہیں اور جو کہ مصر میں آفتاب بہت تیزی سے نکلتا ہی اور دھوپ کی تپش بہت ہوتی ہی اور مینہ بہت کم ہرستے ہیں اگر اُس ماک میں نہریں اور چشمے بہ کثرت نہوتے جنسے نالیاں بفاکر کھیتوں اور باغوں میں بخوبی پانی دیا جاتا ہی تو قیاس چاہتا ہی کہ وہاں کی زمینیں جلد خشک ہو جاتیں اور ایسی شدت کی گرمی سے اناج اور ترکاریاں جل جاتیں *

دریائے نیل سے مویشی کی پرورش میں بھی جو مصر کی دولت کا دوسرا ذریعہ ہی کچھ کم مدد نہیں ہوتی مصر والے اپنے مویشی کو نوا مہر کے مہینے میں چرنے کو باہر نکال دیتے ہیں اور مارچ تک چراتے ہیں لفظوں میں اتنی گنجائش نہیں ہی کہ اُن چراگاہوں کی زر خیزی کا بیان اُنہیں ادا ہو سکے مویشیوں کے ریوڑ کے ریوڑ جو بسبب معنڈل اور خوش آئند ہوا کے دن رات باہر رھتے ہیں تھوڑی ہی مدت میں بہت نازے اور فربہ ہو جاتے ہیں جن دنوں میں کہ نیل کی طغیانی ہوتی ہی اُن دنوں میں مویشی کو کٹی اور گھاس اور جو اور مٹر کھلا کر پرورش کرتے ہیں *

مسٹر کارنیل لی ہورٹن صاحب اپنی سیاحی کے حال میں لکھتے ہیں کہ مصر کے ملک پر خدا کی بہت بڑی عنایت ہی کہ ایک معین موسم میں اتھوپیدا میں اِس قدر مینہ ہوساتا ہی کہ مصر کو پانی دیکر نہال کر دیتا ہی جہاں بالکل بارش نہیں ہوتی اور اِس اپنی عنایت سے ایسی خشک اور ریتلی زمین کو دنیا کا ایک عمدہ زر خیز ملک بنا دیتا ہی *

ایک آڑر بات بھی نہایت عمدہ ہی جسکو یہاں کے رھنے والے بیان کرتے ہیں کہ جون میں اور اُسکے اگلے چار مہینے میں شمالی اور مشرقی ہوائیں چلتی رھتی ہیں تاکہ دریائے نیل کا پانی رکا رھے اور جلدی

سے بہرہ مند رہیں نہ چلا جائے اگلے لوگوں نے بھی اس قدرتی حکمت کے نکتہ کو بہت غور سے خیال کیا تھا *

خدا کی قدرت کے عجیب عجیب اور طرح طرح کے دھنک ہیں کہ ملک مصر کو تو اس طرح دولت سے نہال کیا اور ملک فلسطین یعنی شام کو ایک آڑھی طرح سے مالا مال کر دیا اُس ملک کو نہ تو بہت سے میزہ ہرسانے سے زر خیز کیا جس طرح کہ سب ملک دستور کے موافق ہر سال کی برسات ہونے سے زر خیز ہوتے ہیں اور نہ کسی خاص دریا کی طغیانی سے اُسکو زر خیز کیا جس طرح کہ ملک مصر کو زر خیز کیا ہی بلکہ دو معین موسموں میں میزہ ہرسانے سے بشرطیکہ وہاں کے لوگ خدا کی بندگی بجا لانے میں مصروف رہیں اُس ملک کی دولت کو بڑھاتا ہی تاکہ اُن لوگوں کو اپنے تمام کاموں میں خدا ہی پر بھروسہ رکھنے کا خیال ہو ۱۰ خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اس بات کو سوچو کہ جس زمین پر تم رہنے کو جاتے ہو وہ مصر کی سی زمین نہیں ہی جہاں سے تم نکل کر آئے ہو اور جہاں تم تختہ ریزی کر کر اپنی معذرت سے باغبانوں کی طرح پانی دیتے تھے بلکہ وہ ایسی زمین ہی جس میں پہاڑ اور جنگل ہیں اور آسمان سے بارش ہوتی ہی اور خدا نے اپنے خاص لوگوں یعنی بنی اسرائیل سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جب تک تم میری تابعداری کرو گے اور میرے حکم بجا لاتے رہو گے دونوں موسموں میں بارش ہوتی رہیگی پہلی دفعہ خزان کے موسم میں تاکہ اُس موسم کی بارش سے اناج اُگ اُوے اور دوسری دفعہ بہار اور گرمی کے موسم میں تاکہ اناج بڑھے اور پک کر طیار ہو جائے *

ملک مصر میں دو مختلف طرح پر جو سیر دکھائی دیتی ہی اُسکا بیان

ہر سال کے دونوں موسموں میں مصر کے ملک میں ایک عجیب طرح کی کیفیت اور سیر نظر آتی ہی کہ اُس سے عمدہ آڑھیں نہیں ہی

جولائی اور اگست کے مہینے میں یعنی جب کہ دریائے نیل کو طغیانی ہوتی ہی اگر کوئی آدمی کسی پہاڑ پر جائے یا قاہرہ کے کسی بہت بڑے مینار پر چڑھے تو اُسکو ایک نہایت بڑا اور وسیع ایسا سمندر دکھائی دیتا ہی جس میں بے شمار شہر اور دیہات آباد نظر آتے ہیں اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں جانے کو بہت سی سڑکیں بنی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور اُن آبادیوں اور سڑکوں کے بیچ میں جابجا پھلدار درخت اور آڑ قسم کے درختوں کے ہجوم نہایت خوبصورتی سے دکھائی دیتے ہیں جنکی جڑیں اور گدے پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور صرف اُنکی سبز سبز گھمٹیاں اُس ہزار پانی کے تختہ پر نہایت خوبصورتی سے نظر آتی ہیں اور ایک عجیب سیر آڑ دکھائی دیتی ہی کہ بہت دور کے فاصلہ پر جو پہاڑ اور جنگل ہیں وہاں تک نگاہ پہنچکر ختم ہو جاتی ہی اور اِس سبب سے اُس پانی کے چاروں طرف ایک گول اُفتی کا سا دائرہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہی جو نہایت خوبصورت نظر پڑتا ہی اور گویا تمام ملک ایک قدرتی کٹورے میں عجب کیفیت سے بنا ہوا دکھائی دیتا ہی برخلاف اِسکے جب جڑے کا موسم آتا ہی یعنی جنوری اور فروری میں تمام ملک ہرے ہرے کھیتوں اور سرسبز گھاسوں سے سرتا سر سبز ہو جاتا ہی اور پھر اُس سبزی میں رنگ برنگ کے پھولوں کی مریح کاری عجب ہی خوبصورت اور خوش نما معلوم ہوتی ہی گویا سعدی نے اِسی ملک کے حق میں کہا تھا

تو گوئی خورده مینا بر خاکش ریخته و عقد نریا بر تاش آویخته

اور پھر اِسپر ایک آڑ تماشا یہ ہوتا ہی کہ ہر طرف لوگوں کا تماشا دیکھتے ہوئے بھرنا اور میدانوں میں مریشیوں کا چرتے پھرنا اور کاشتکاروں اور باغبانوں کا اپنی کھیتی اور باغوں کا کام کرتے ہوئے پھرنا دکھائی دینا ایسا پیارا اور خوبصورت اور بہار کا معلوم ہوتا ہی کہ جسکا کچھ بیان نہیں ہو سکتا اُسی موسم میں لیمو اور ترنج اور آڑ طرح کے پھول کثرت سے کھلتے ہیں اور اُنکی خوشبوئیوں سے ہوا نہایت معطر ہو جاتی ہی اُس موسم میں وہاں کی ہوا ایسی صاف اور صحت بخش ہوتی ہی کہ دنیا میں آڑ کسی جگہ نہیں پائی جاتی تمام ولایتوں میں قدرتی بہار اِس موسم میں

مصری ہوئی ہوتی ہی اور صرف اسی خوشنما ملک میں زندہ دکھائی دیتی ہی *

دریائے نیل کی نہر کا بیان

جس نہر سے کہ بحیرہ روم اور بحر قلزم کو ملا دیا تھا اُسکا بیان بھی ہمکو اِس مقام پر کرنا چاہیئے کیونکہ جو فائدے دریائے نیل سے ملک مصر کو ہوتے تھے اُنہیں سے یہ نہر بھی کچھ کم نہ تھی سیساسترس اور بقول بعضوں کے سمینکس نے اِس نہر کے بنانے کا اول ارادہ کیا اور اُسپر مدد لگائی اُسکے مرنے کے بعد جب نکیو بادشاہ اُسکی جگہ تخت پر بیٹھا تو اُسنے بھی اُسکے بنانے میں بہت سا روپیہ خرچ کیا اور بہت سے آدمیوں کی مدد لگائی کہتے ہیں کہ اِس بڑے کام کے بنانے میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ مصریوں کی جان گئی تھی اِس بادشاہ نے ایک غیبی فال سے خوف کھا کر اِس نہر کا بنانا چھوڑ دیا کیونکہ اُسکو یہ بات معلوم ہوئی کہ اِس نہر کے بنانے سے وحشیوں کے لیئے مصر میں آنے کو دروازہ کھلنا ہی مصر کے رہنے والے غیر قوم کے لوگوں کو اور غیور ملک کے رہنے والوں کو † وحشی کہا کرتے تھے مگر قیریس جب بادشاہ ہوا جو اِس نام کا سب سے اول بادشاہ تھا تو اُسنے اِس کام کو دوبارہ جاری کیا پھر اُس سے یہ بات کہی گئی کہ بحر قلزم مصر کے ملک سے زیادہ اونچا ہی اِس لیئے اگر نہر بنائی جاوے گی اور بحر قلزم میں اُسکا دھانہ توڑ دیا جائیگا تو تمام مصر کا ملک غرق ہو جائیگا اِس لیئے اُس بادشاہ نے بھی اِس نہر کا بنانا چھوڑ دیا آخر کار ثوالی میز ‡ بادشاہوں کے وقت میں مصریوں نے ایک نئی حکمت ایجاد کی تھی کہ وہ لوگ پانی آنے کے دھانوں پر ایسی حکمت سے تختے لگاتے تھے کہ اُنکے کھولنے اور بند کرنے سے بحسب ضرورت اور موقع کے جتنا پانی چاہتے تھے نہر میں آنے دیتے تھے چنانچہ اُنکے زمانہ میں یہ نہر پوری بنکر طیار ہو گئی *

† غالباً وحشی کہنے کا یہ سبب تھا کہ اُس زمانہ میں اُڑ قوموں نے علم و ہنر میں ایسی ترقی نہیں کی تھی جیسی مصر والوں نے کی تھی اِس زمانہ میں نوٹکستان کے لوگوں نے جیسی علم و ہنر میں ترقی کی ہی وہی کسی قوم نے نہیں کی اِس لیئے وہ لوگ تمام قوموں کو وحشی یا آدھا وحشی کہتے ہیں *

‡ یعنی وہ بادشاہ جنکے ثوالی میز یعنی بطامیوس نام تھے *

قلتا کے ضلع میں جر ہدیسٹ شہر تھا اُسکے قریب سے اِس نہر کا آغاز تھا یہ نہر ڈیڑھ سو فٹ چوڑی تھی اور اُس میں دو کشتیاں آسانی سے برابر چلی جاتی تھیں یہ نہر ایسی گہری تھی کہ بڑے بڑے جہاز اُس میں بڑے رہتے تھے طول اُسکا ڈیڑھ سو میل کا تھا اور تجارت کے لیئے یہ نہر نہایت مفید تھی لیکن وہ نہر اب بھر گئی ہی اور مشکل سے دریافت ہوتا ہی کہ کہاں کہاں ہو کر گئی تھی *

تیسرا باب

نیچے کے مصر کے بیان میں

اب ہم نیچے کے مصر کا بیان کرتے ہیں یہ صوبہ قریب قریب مثلث کی صورت پر ہی اِس لیئے اُسکا نام قلتا پڑ گیا ہی جو یونانی حرف کا نام ہی اور جو مثلث کی صورت پر ہی نیچے کا مصر گویا ایک قسم کا جزیرہ ہی اُسکی سرحد اُس جگہ سے شروع ہوتی ہی جس جگہ سے دریائے نیل کی متعدد دھاریں ہو کر اور اِس صوبہ میں بہ کر بحیرہ روم میں جا پڑتی ہیں دریائے نیل کا داہنا دھانہ کاپلر سین اور دوسرا دھانہ کنایک کہلاتا تھا اور اُنکے یہ نام اِس سبب سے مشہور ہو گئے تھے کہ پلوسیم اور کنایس دو شہر اُنکے قریب تھے اُنہیں شہروں کے نام سے یہ دھانے بھی مشہور تھے اب اُن شہروں کو دمیاط اور روستا یعنی رشید کہتے ہیں اِس دریا کی اِن بڑی دو شاخوں کے بیچ میں چھوٹے چھوٹے پانچ شہر آؤر ہیں مصر کے ملک میں یہ صوبہ نہایت عمدہ اور زر خیز اور نمر اور ہی اگلے زمانہ میں ہلیوپولس اور ہریکلیوپولس اور نائریٹس اور سیس اور ٹینس اور کنایس اور پلوسیم اِس صوبہ کے بڑے بڑے شہر تھے اور پچھلے زمانہ میں سکندریہ اور نکوپولس وغیرہ اِس صوبہ کے بڑے شہروں میں تھے ہنی اسرائیل جب مصر میں آئے تو ٹینس کے ضلع میں رہتے تھے *

شہر سیس میں دیوتا منروا کے نام کا ایک مندر تھا دیوتا منروا اور دیوتا اسس کو ایک ہی سمجھا جاتا ہی اُس مندر پر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا میں وہ شی ہوں جسکا وجود ہمیشہ سے تھا اور اب بھی موجود ہی

اور ہمیشہ کو رہیگا کسی فنا ہونے والی شی نے اُس پردہ کر نہیں جانا جس میں میں چھپا ہوا ہوں *

اسی صوبہ میں ہلیوپولس کے نام سے ایک شہر تھا جسکے معنی ہیں شہر آفتاب اور عربی جغرافیہ والے اِس شہر کا نام عین الشمس لکھتے ہیں اِس شہر کا یہہ نام اِس لئے رکھا تھا کہ اِس میں آفتاب کے نام کا ایک مندر تھا ہیروڈوٹس صاحب اور آؤر مورخوں نے اِس مندر کا اور عنقا کا جو ایک جانور کہا جاتا ہی اور جسکا نام سب جانتے ہیں ایک عجیب قصہ لکھا ہی اور اگر سچ ہوتا تو بلا شبہ بہت ہی عجیب ہوتا وہ لوگ کہتے ہیں کہ عنقا ایک قسم کا پرند جانور ہی اور تمام دنیا میں وہ ایک ہی ہوتا ہی عرب کے ملک میں اُسکی پیدائش ہوتی ہی اور ہانسو یا چھ سو برس تک زندہ رہتا ہی اُسکا قد عقاب کے برابر ہوتا ہی اُسکا سر نہایت چمکدار ہروں کے تاج سے آراستہ ہوتا ہی اُسکی گردن کے پر سنہرے ہوتے ہیں اور تمام دھڑ ارغوانی رنگ کا اور دم سفید اور سوخ ملی ہوئی اور آنکھیں ستاروں کی مانند چمکتی ہوئی ہوتی ہیں جب وہ بٹھا ہو جاتا ہی اور مرنے کا وقت نزدیک آتا ہی تو لکڑیوں اور خوشبودار چیزوں سے اپنا گھونسلا جسکو مرقد کہنا چاہیئے بناتا ہی اور اُس میں گھس کر بیٹھتا ہی اور مر جاتا ہی اُسکی ہڈیوں سے اور چربی سے ایک کیرا پیدا ہوتا ہی اور وہ کیرا دوسرا عنقا بن جاتا ہی اور یہہ دوسرا عنقا اُس پہلے عنقا کو جس سے یہہ پیدا ہوا دفن کرتا ہی اِس طرح پر کہ خوشبودار چیزیں جمع کر کر اندے کی صورت پر ایک گولی بناتا ہی اِس انداز پر کہ اُس سے اُٹھ سکے اور خوب اندازہ کر لیتا ہی کہ اُس سے اُٹھ سکیگی پھر اُس میں چھید کرتا ہی اور پہلے عنقا کا جو کچھ بچا ہوا ہی اُس میں رکھ کر اُسکے سوراخ کو خوشبودار چیزوں سے بہت احتیاط سے بند کر دیتا ہی پھر اِس عزیز اور عمدہ بوجھ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر شہر ہلیوپولس میں لے جاتا ہی اور جہاں آفتاب کی پرستش کی چیزیں جلائی جاتی ہیں وہاں لے جا کر جلا دیتا ہی *

ہیروڈوٹس صاحب اور ٹیسیتس صاحب اگرچہ اِس قصہ کی چند باتوں کو سچی نہیں جانتے لیکن اِس قصہ کے ہونے کو صحیح تصور کرتے

ہیں برخلاف اُنکے پلنی صاحب اِس قصہ کے شروع ہی میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ یہ قصہ سرتا سر جھوٹا ہی اور حال کے زمانہ کے مورخ بھی اِسی طرح اِسکو ایک جھوٹا قصہ کہتے ہیں *

اگرچہ یہ پُرانی کہانی علانیہ جھوٹی ہی لیکن سب لوگوں میں غلطالعام کی طرح مشہور ہو گئی ہی چنانچہ جو چیز عجیب اور نایاب ہوتی ہی اُسکو عنقا کہا کرتے ہیں مثلاً جو ویل صاحب جہاں یہ لکھتے ہیں کہ خوبصورت اور نیک عورت کا ملنا نہایت مشکل ہی تو اُسکو وہ عنقا کر کر تعبیر کرتے ہیں اور سنیکا صاحب بھی نیک آدمی کو عنقا کے نام سے کہتے ہیں فارسی شاعروں نے بھی بہت طرح پر اِس جانور کے نام کو استعمال کیا ہی چنانچہ فیضی نے نلدن میں خدائے تعالیٰ کی تعریف میں یہ شعر کہا ہی

ای درتگ و پوے تو ز آغاز عنقائے نظر بلند پرواز

اِسی طرح یہ بات بھی غلطالعام مشہور ہو گئی ہی کہ راج ہنس مرنے کے رت طرح بطرح کے سروں سے گانا ہی اور خوب چہچہاتا ہی اگرچہ یہ بات بھی ایک غلطالعام ہی لیکن نہ صرف شاعروں نے بلکہ بڑے بڑے فصیحوں اور حکیموں نے بھی اِس بات کو بطور استعارہ کے باندھا ہی سسرو صاحب کراس صاحب کی اُس عمدہ گفتگو کو جو اُنہوں نے اُمرا کی مجلس میں اپنے مرنے سے چند روز پہلے کی تھی راج ہنس کے سربلے گانے سے تشبیہ دی ہی سقراط کہا کرتا تھا کہ اچھے آدمی کو راج ہنس کی تقلید کرنی چاہیئے جو مخفی عقل اور روحانی عالم کی حقیقت سے یہ بات معلوم کر کہ مرنے میں کتنا بڑا فائدہ ہی گانا ہوا اور خوشی کرتا ہوا مرتا ہی یہ مختصر بیان ایک دلچسپ ہی اور نوجوان طالب العلموں کے لیئے مفید تھا اِس لیئے میں نے اُسکا یہاں ذکر کیا اور اب میں پھر مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں *

شہر ہلیوپولس میں یہ رسم تھی کہ بیل یعنی نادیہ کو نیوس کے نام سے دیوتا کی طرح پر پوجا کیا کرتے تھے کیمبیسس ایران کے بادشاہ نے اپنے مذہبی تعصب کے غصہ کو ظاہر کر کر تمام مندروں کو جلا دیا اور مکانات کو توڑ ڈالا اور جو کچھ کہ اُس شہر میں نہایت عمدہ قدیم نشانیاں تھیں سب کو

بہباد کر دیا اب بھی چند چوگوشہ مینار پتھر کے ہیں جو اُسکے غضب سے بچ رہے ہیں اور چند مینار روم کو بھیجے گئے ہیں جو آج تک اپنی عمدگی اور خوبی سے روم کو آرایش دے رہے ہیں شہر اسکندریہ جسکو اسکندر اعظم نے بنایا اور اُسی کے نام سے مشہور ہوا اپنی شان و شوکت میں مصر کے قدیم شہروں کا مقابلہ کرتا ہی اور شہر قاہرہ سے چار منزل پر ہی اگلے زمانہ میں مشرقی تجارت کا بہت بڑا دسارو تھا تجارت کا اسباب میورس کے بندرگاہ میں جو بحر قلزم کے مغربی کنارہ پر ایک شہر ہی آ کر اُترا کرتا تھا اور وہاں سے اُونٹوں پر لد کر شہر تھیبیس جسکو کوفت کہتے ہیں جایا کرتا تھا اور پھر کشتیوں پر لد کر دریائے نیل میں ہو کر اسکندریہ میں جاتا تھا اور وہاں تمام اطراف کے سوداگر آکر جمع ہوتے تھے *

یہ بات ظاہر ہی کہ ہندوستان ہی کی تجارت اُن لوگوں کو جو اِس ملک میں آ کر تجارت کرتے تھے مالا مال کرتی تھی اور ہندوستان ہی اُن بڑے خزانوں کا چشمہ تھا جنکو حضرت سلیمان نے جمع کیا تھا اور اُنکی بدولت بیت المقدس بنایا تھا حضرت داؤد علیہ السلام اِدومیا کے فتح پانے سے اِلاتھہ اور اِسیئں جیدر پر قابض ہوئے اور یہہ دونوں شہر بحر احمر کے شرقی کنارہ پر واقع تھے حضرت سلیمان علیہ السلام اِن دونوں شہروں سے اُوخر اور تارشیش کو جہازوں پر مال بھیجتے تھے چنانچہ بذریعہ اُنکے بڑے دولت مند ہو گئے بعد اُسکے سریا والے اِدومیا پر قابض ہوئے اور اِس تجارت سے فائدہ اُٹھایا آخر کار یہہ تجارت تائروالوں کے ہاتھ آئی جو رنوکولورا کی راہ سے کہ وہ حدود مصر و فلسطین میں ہی تائر کو بھی مال و اسباب لے جا کر دیار مغرب پر تقسیم کرتے تھے شاہ ایران کی عنایت سے اُنکا کام چلتا رہا اور وہ تجارت اُنکے قبضہ میں رہی مگر جب کہ تولیمیز بادشاہوں کا مصر پر قبضہ ہوا تو اُنہوں نے بحر احمر کے مغربی کنارہ پر بوینس اور اُوَر بندرگاہ بنائے اور اسکندریہ کو اپنا بڑا دسارو قرار دیا اور اِس کل تجارت کو اپنے تصرف میں لائے اور اِسی سبب سے اسکندریہ بڑا دسارو ہو گیا اور مدت تک وہاں تجارت کو روز بروز ترقی رہی آخر یہاں تک مرتبہ پہنچا کہ مغرب کے رہنے والے جو ایران اور ہندوستان اور عرب اور افریقہ کے مشرقی کناروں پر تجارت کرتے تھے وہ بحر احمر اور نیل کے دھانہ پر کرنے لگے یہاں تک کہ دو سو برس سے ایک نئی راہ جہاز کے لے جانے کی راس گدھوپ

سے نکلی اور پورچوگل والے کچھ عرصہ تک اس تجارت کو انجام دیتے رہے مگر اب وہ تمام انگریزوں اور ڈنمارک والوں کے قبضہ میں آگئی اور واضح ہو کہ یہ بیان مختصر ہندوستان کی تجارت کا عہد سلیمان علیہ السلام سے اس زمانہ تک ڈاکٹر پریڈیوکس کی کتاب سے نقل کیا گیا *

اسکندریہ کے قریب ایک جزیرہ میں جو فروس کے نام سے مشہور تھا ایک برج بنایا گیا تھا اور اُسے اُسی جزیرہ کے نام سے شہرت پائی تھی اور اندھیروں راتوں میں اُسکی چوٹی پر اس لیٹے آگ روشن کی جاتی تھی کہ جہازوں کو جو کناروں کے پاس ہو کر نکلتے تھے پانی میں چہرے ہوئے ریت کے تھاروں اور پتھروں کا صدمہ نہ پہنچے اور اس برج کے سوا اُور برج جو اسی مطلب کے واسطے بنائے گئے تھے اسی نام سے مشہور ہوئے تھے جیسے مسینا کا برج فاروقی مسینا کے نام سے مشہور ہوا تھا اور اس برج عالی شان کو ساسٹریٹس معمار مشہور نے قریبی فلیڈلفس بادشاہ کے حکم سے اٹھارہ لاکھ روپیہ خرچ کر کے طیار کیا تھا اور واقعی یہ ہی کہ یہ برج دنیا کی سات عجیب چیزوں میں سے ایک تھا بعض لوگ اس بادشاہ کی اس لیٹے تعریف کرتے ہیں کہ اُسے اُس معمار کو اجازت دی تھی کہ وہ بجائے اُسکے نام کے اپنا نام کتبہ میں کندہ کرائے چنانچہ حسب اجازت عمل میں آیا مضمون کتبہ یہ تھا کہ ساسٹریٹس دنیا کے رہنماؤں کے کسی فینس کے بیٹے نے واسطے آرام جہازوالوں کے یہ برج بنایا اور اُنکے محافظ دیوتا کے نام پر خاص کیا بادشاہوں کو یہ کمال شوق ہوتا ہی کہ ہمارا نام قیامت تک باقی رہے مگر اس بادشاہ کے نزدیک یہ بات بہت ہی خفیف ہوگئی کہ اُسے ایسی بڑی عمارت پر اپنے نام کے کندہ کا خیال نہ کیا *

در باب اس برج کے ہم جو کچھ لوسین صاحب کی تاریخ میں لکھا پاتے ہیں اُس سے اس بادشاہ کا ایسا بے غرور ہونا نہیں پایا جتنا اور اُسکا بیان اس جگہ زیبا نہیں یہ مورخ لکھتا ہے کہ اُس معمار نے اپنے نام کا کندہ سنگ مومر کی لوح پر کھدوایا اور اس نظر سے کہ کوئی مجھ برا نہ کہے اور بادشاہ کے جی میں بھی اپنی جگہ نہ ہو اُس لوح پر چرونہ کی تھ چوہائی اور اُسپر بادشاہ کا نام کندہ کرایا اور یہ سمجھا کہ دس

پانچ برس کے بعد اپنا ہی نام روشن ہو جاویگا چنانچہ جیسا وہ سمجھا تھا ویسا ہی ہوا اور بجائے حصول عزت اُسکو یہہ نصیب ہوا کہ پچھلے لوگوں پر اُسکا فریب اور کمیندہن ظاہر ہو گیا *

اسکندریہ میں یہہ روپیہ کی کثرت ہوئی کہ وہ اُٹھا نہ سکا عیاشی کے وہاں بہت زور شور ہوئے بلکہ اُسکی یہاں تک نوبت پہنچی کہ باب عیاشی میں ضرب المثل ہو گیا اس شہر میں باوجود کثرت دولت کے فنون اور علوم کی بھی ترقی تھی حال اُسکا اُس عجائب خانہ سے واضح ہوتا ہی جہاں بڑے بڑے فاضل جمع ہوتے تھے اور اُنکی پرورش سرکار سے ہوتی تھی اور حقیقت اُسکی اُس مشہور کتب خانہ سے کھلتی ہی کہ تولیمی فلیڈلنس اور اُسکے جانشین بادشاہوں نے اُس میں سات لاکھ جلدیں عمدہ عمدہ جمع کی تھیں قیصر روم کی لڑائیوں میں جو اسکندریہ والوں کے ساتھ ہوئیں اُس کتب خانہ کا ایک حصہ کہ جس میں چار لاکھ جلدیں تھیں جل کر خاکستر ہو گیا *

دوسرا حصہ

مصریوں کی راہ و رسم کے بیان میں

پہلے لوگ مصر کو فنون و آداب سلطنت کا ایک عمدہ مدرسہ جہاں سے علوم کو نشو و نما اور روز بروز ترقی ہو سمجھتے تھے اور حقیقت میں بھی عمدہ عمدہ فن وہاں ایجاد ہوتے تھے اور اس ملک سے نہایت عمدہ عمدہ ہنر اور عجیب عجیب فن اُن لوگوں کو جو علم و ہنر میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے تھے حاصل ہوتے تھے اور یونان کے بڑے بڑے لوگوں نے مثل ہومر اور فیساغورس اور افلاطون اور وہاں کے اچھے اچھے مقلدوں نے مثل لیکرگس اور سولن کے مع آؤر بہت سے نامیوں کے کہ جنکا بیان ضروری نہیں بنظر تکمیل تحصیل علوم کے مصر کا سفر اختیار کیا اور خدائے تعالیٰ نے بھی اُسکی تعریف کی ہی اس لئے کہ اُسنے حضرات موسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں یہہ فرمایا کہ وہ مصریوں کے سب طرح کے علم و ہنر میں کامل تھا *

مگر ملک مصر کی رسم و رواج اور طور اطوار کا ڈھنگ بتانے کو وہاں کے بادشاہوں اور وہاں کی طرز حکومت اور وہاں کے پوجاریوں اور اُن لوگوں کے مذہب اور وہاں کی سپاہ اور لڑائی کے طریق اور علوم اور فنون اور پیشوں کا بیان کرنا کافی ہوگا *

پڑھنے والوں کو یہہ معلوم رہے کہ حالات مذکورہ سے اگر کہیں کسی نوع کا اختلاف پائیں تو سبب اُسکا یہہ ہی کہ وہ مورخوں کا اختلاف ہی یا اُن ملکوں اور قوموں کا اختلاف کہ جو ہمیشہ ایک طور کے پابند نہ تھے *

پہلا باب

بادشاہوں اور اُنکی حکومت کے بیان میں

جن لوگوں نے قواعد حکمت اور حکومت کو خوب سمجھا اُنہیں سے سب سے اول مصری تھے اِس قوم نے اول ہی مرتبہ یہہ دریافت کیا کہ فنون قواعد سلطنت کا اصلی مطلب یہہ ہی کہ اپنی زندگی مزے سے کتنے اور رعیت آباد رہے *

بادشاہت اُنکی موروثی تھی ذابوقدرس صاحب کہتے ہیں کہ مصر کے بادشاہ اُور بادشاہوں سے مختلف طریقہ پر عمل کرتے تھے سارے بادشاہ اپنی بات کے سوا کسی اُور کی بات نہیں مانتے مگر مصر کے بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ اُنسے بھی زیادہ قوانین کے پابند رہتے تھے پہلا بادشاہ پچھلے بادشاہ کو چند قانون خاص تعلیم کو جانا تھا اُن کتابوں میں سے چند وہ مقدس کہتے تھے اور وہ بادشاہ بموجب اُسکے عمل درآمد کرتا تھا اِس لیئے وہ سوا اپنے بڑوں کے طریقہ کے اُور کوئی نیا ڈھنگ اختیار نہ کرتے تھے اور اُس پوانی راہ کے سوا کوئی نئی راہ نہ چلتے تھے *

کسی غلام یا بیگانہ کو بادشاہ کی خدمت میں دخل نہوتا تھا بادشاہ کی خدمت میں رہنے کا ایک ایسا عہدہ تھا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو قدیم سے مقرر تھے اور عمدہ تعلیمیں پاتے تھے اُور کسی کو عنایت نہوتا تھا اور غرض یہہ تھی کہ جب ایسے لوگ اُسکے مصاحب ہونگے تو کوئی بڑی

بات اُسکے کان میں نہ پڑیگی اور بجز عمدہ اور فیاض خیالات کے اور کچھہ اُسکے دل میں نہ سماؤیگا قادیوتورس صاحب کہتے ہیں کہ یہہ بات بہت کمیاب ہی کہ بادشاہوں کے مصاحب تو اُنکے عیبوں کو پسند نہ کریں یا خود اُنکی برائیوں کے اوزار نہ بنیں اور بادشاہ ظالم اور بد افعال ہوں *

مصر کے بادشاہ خود اِس بات کی اجازت دیتے تھے کہ اُنکے لیئے نہ صرف خوراک اور پوشاک کی قسم اور مقدار ہی مقرر کی جاوے بلکہ تمام اوقات اور افعال اُنکے حسب قوانین مقررہ معین کیئے جاویں اور یہہ بات تمام مصر میں بطور رسم کے جاری تھی اور اِس سبب سے وہاں کے لوگ سب کے سب بہت سنجیدہ تھے اور اُنکی وضع سے سادگی اور کفایت شعاری پائی جاتی تھی *

صبح کے وقت جب کہ حواس مجتمع ہوتے ہیں اور دماغ صاف ہوتا ہی وہ خط خطوط پڑھا کرتے تھے اور منشا یہہ تھا کہ اُمور ضروریہ میں اُنکے خیالات تھیک بیٹھیں *

جب وہ پوشاک پہنتے تھے تو اپنے عبادت خانوں میں جاتے تھے وہاں دربار ہوتا تھا اور قربانیکہ میں قربانیاں رکھی رھتی تھیں بڑا پوجاری اُنکا بہ آواز بلند پڑھا کرتا تھا اور وہ اُس میں شریک ہوتے تھے اور وہ پوجاری اپنے دیوتوں سے بادشاہ کی صحت بدن اور ترقی دولت مانگتا تھا کہ وہ اپنی رعایا پر انصاف اور رحم سے حکومت کرتا ہی اور اپنے افعال کو قوانین سلطنت کا نمونہ بناتا ہی وہ پوجاری بادشاہ کے اوصاف بہت بیان کرتا تھا اور بیان اُسکا یہہ ہوتا تھا کہ یہہ بادشاہ بڑا پڑھیزگار دیوتوں کا ماننے والا منہہ کا سچا زبان کا پورا جھوٹہ کا دشمن نیاز کا پتلا جگت کا پیارا مزاج کا سیدھا سادھا عالی ہمت نیک طینت ہی خطاؤں کی بہت تھوڑی سزا دیتا ہی اور لائقوں کو بے حد انعام بخشتا ہی بعد اُسکے وہ پوجاری بادشاہوں کے عیب کہولتا تھا اور اُسکے ساتھ یہہ بھی کہتا تھا کہ وہ باتیں اُنسے انتہائیہ اور نادانستہ صادر ہوتی ہیں اور اُن وزیروں کے حق میں بددعا کرتا تھا جو نیک بات کی صلاح ندیتے تھے اور حق کو چھپاتے تھے غرض کہ بادشاہوں کی نصیحت کے ایسے ایسے طریقے تھے اور سارا مطلب یہہ تھا کہ بادشاہ نازک مزاج ہوتے ہیں صریح ملامت کا اُنکو تحمل نہیں ہوتا

اور اسی لیئے یہ طریقہ سمجھانے کا مقرر کیا تھا کہ سلطنت کی ضروری باتیں دیوتوں کے روبرو قانون کے موافق گوش گزار کر دی جائیں تاکہ مطلب بھی فرت نہو اور ناگوار بھی ننگرے پوجا اور قربانی کے بعد مقدس کتابوں سے عمدہ عمدہ باتیں سنائی جاتی تھیں کہ بموجب اُنکے عمل درآمد کرے اور اگلے بادشاہوں کی مانند اپنی رعیت کو خوش و خورم رکھے *

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ کھانے پینے کی قسم اور مقدار بادشاہ کے واسطے از روے قانون مقرر ہوتی تھی اسی لیئے اُسکے دستور خوان پر غذائے عام کے سوا کچھ اُور تکلف نہو تا تہارات دن کا سادہ برتاؤ تھا مصر میں کھانے سے کچھ زبان کا مزا اُتھانا مقصود نہ تھا بلکہ یہ مطلب تھا کہ غذا جو قوائے جسمانی کی بقا کے لیئے ایک قدرتی چیز بنائی گئی ہے وہ کام اُس سے لیا جاوے سعدی نے اِس مقام کے مناسب بہت خوب کہا ہے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است

وین ظن مبر کہ زیستن از بہر خوردن است

وہی مورخ کہتے ہیں کہ اِن باتوں سے کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے گا کہ یہ قاعدے کسی ایسے حکیم کامل کے مقرر کیئے ہونگے جسکو صرف بادشاہ کی صحت بدنی سے بحث تھی نہ یہ کہ کسی برے قانون دان نے یہ قہنک قالے ہوں مختصر یہ ہے کہ وہاں سارے برتاؤ سیدھے سادھے ہوتے تھے پلوٹارک کی تاریخ میں لکھا ہے کہ تھیبیس میں ایک مندر تھا اُسکے مینار پر نسبت اُس بادشاہ کے لعنت ملامت لکھی تھی جس نے پہلے پہل عبادتی کو مصر میں رواج دیا تھا *

مقدم کام بادشاہوں کا یہ ہے کہ عدل و انصاف کو ہاتھ سے ندیں اور مرکز اعتدال سے تجاوز نہ کریں شاہان مصر نے اِس کام کو وہاں تک پہنچایا کہ کوئی مرتبہ باقی نہو اور یہ خوب چھانا بیٹا تھا کہ رعیت کی آسائش اور آبادی انصاف پر منحصر ہے اگر زیردستوں کی دستگیری نہ کی جاوے اور زبردست اپنے زور کے بھروسے اور دولت کے سہارے پر اُدھر اُدھر مارا کرے اور حاکم وقت کا اُسکو کہتے نہوئے تو ایسی سلطنت کو سلطنت نہ کہنا چاہیئے بلکہ وہ لڑکوں کا ایک کھیل اور لٹیروں کا ایک گروہ ہے *

بڑے بڑے شہروں میں سے تیس منصف کہ نہایت معقول اور متدین ہوتے تھے منتخب کیئے جاتے تھے اور ایک اُنکا افسر ہوتا تھا جسکی قدر و منزلت اور قانون دانی اور حق شناسی اور نیک طبیعتی مسلم ہوتی تھی اور اُن منصفوں کے لیئے معقول جاگیر مقرر کی جاتی تھی تاکہ فکر معاش سے فارغ ہو کر تمام اوقات اپنی ضبط قوانین اور حفظ قواعد اور تعمیل احکام میں صرف کریں چنانچہ وہ بادشاہ کی عذایت سے لوگوں کا انصاف مفت کیا کرتے تھے اور کسی کی لگی لپٹی نہ رکھتے تھے اور ایسے انصاف کے مستحق بیچارے غریب لوگ ہیں کہ امیروں کی نسبت اُنہیں ضرور اُٹھانے کی تاب و طاقت نہیں اور اپنی غریبی کے سوا اور کوئی سہارا نہیں رکھتے اِس لیئے قانون سے اُنکی حفاظت زیادہ ضرور ہی علاوہ اُسکے یہ بات بہت عمدہ تھی کہ اُن منصفوں کی کچھریوں میں بذریعہ تحریر کے کار و بار ہوتا تھا تاکہ کسی طرح کی پویشانی اور ابتوی نہونے پاورے اور اُن تحریروں میں اُس قسم کی تقریر اور عبارت آرائی سے پرہیز کیا جاتا تھا جو طبیعت کو جوش دلاتی ہی اور جذبات انسانی کو بھڑکاتی ہی مگر اُنہیں سچ بھی صفائی کے ساتھ نہوتا تھا بلکہ اُسکو صرف منصفوں کی تجویز ہی میں دخل تھا کیونکہ صرف اُن منصفوں ہی کی تجویز پر دولتمند اور غریب اور زبردست اور زبردست اور عالم اور جاہل کی حق رسی موقوف تھی *

میں مجلس ایک سونے کا کتھا مرصع کہ اُس میں ایک اندھی تصویر ہوتی تھی پہنا کرتا تھا اور مصری اُسکو سیج کی نشانی سمجھتے تھے اور جب کہ وہ اُسکو پہنتا تھا تو یہ صاف واضح ہو جاتا تھا کہ وہ کوئی کام شروع کریگا اور جو فریق جیت جاتا تھا اُسکو وہ کتھا چھو دیتا تھا اور حکم دینے کا یہی طریق تھا *

مصر میں نہایت عمدہ یہ بات تھی کہ سن شعور سے قوانین پر توجہ ہوتی تھی اور نئی رسم کے رواج پانے کو ایک خرق عادت سمجھتے تھے تمام پرانی رسمیں اور سارے اگلے طریقے جاری تھے اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں ہمیشہ وابستہ رہنے سے بڑے بڑے معاملات کی حفاظت سمجھتے تھے مختصر یہ کہ جس قدر پرانی رسومات کی وہاں پابندی رہی ایسی کہیں نہیں رہی *

مقتول آزاد ہو خواہ نہ ہو مگر قاتل اُسکے بدلہ میں مارا جاتا تھا اِس باب میں وہ رومیوں سے زیادہ منصف تھے اِس لیئے کہ یہہ لوگ غلام کی موت حیات کا اختیار اُسکے مالک کو دیتے تھے مگر رومی شہنشاہ ایڈرین نے اِس قانون کو منسوخ کیا اور کہا کہ یہہ زیادتی ترمیم ہونی چاہیئے گو وہ قدیم سے برابر چلی آئی ہی *

حلف دروغی میں آدمی جان سے مارا جاتا تھا اِس لیئے کہ جیسے دیوتوں کی جھوٹی قسم کھانے سے اُنکا ہتک ہوتا ہی ویسے ہی انسانوں کی آپس میں صدق و دیانت کا رشتہ کہ وہ بہت مضبوط ہی ہوتا جاتا ہی *

جو سزا کہ جھوٹے مدعی کو دی جاتی تھی وہی جھوٹے مدعا علیہ کو ملتی تھی بشرطیکہ اُسپر الزام عائد ہو جاوے جو کوئی کسی کی جان بچانے میں باوجود اُسکے کہ وہ قاتل کو دفع کر سکتا ہو دیدہ و دانستہ غفلت یا انکار کرنا تھا تو اُسکو قاتل کی سزا دی جاتی تھی اور اگر یہہ ثابت ہو جاتا تھا کہ وہ اُسکے بچانے پر قادر نہ تھا تو بھی وہ بہت ذائقہ جاتا تھا اور اِس قسم کی غفلت کی بھی سزا دی جاتی تھی اور اِس طرح ایک دوسرے کا نگہبان رہتا تھا اور تمام گروہ لوگوں کے بد آدمیوں کے مقابلہ کو متفق ہوتے تھے *

ہر شخص کے لیئے یہہ بات ضرور تھی کہ اپنے ملک کے لیئے کچھ نہ کچھ کام کرے سرکاری کتاب میں جو حاکم کے پاس رہتی تھی ہر شخص کا نام اور مکان بود و باش اور طریقہ اوقات بسر کی لکھا ہوتا تھا اور اِس باب خاص میں جھوٹے لکھانے کی یہہ سزا تھی کہ فوراً قتل کیا جاتا تھا *

ایسیکس بادشاہ نے قرض کشی کے انسداد کے واسطے جس سے سستی اور فریب اور حیلہ حوالہ پیدا ہوتا ہی نہایت عمدہ قانون ایجاد کیا تھا بڑی بڑی سلطنتوں کے قانون دانوں کو مثل ایٹون اور روم کے ایک ایسا ٹھیک قانون ایجاد کرنے میں کہ جس سے قرضخواہ کا ظلم قرضہ وصول کرنے میں اور قرضدار کی عیاری اُسکے ادا سے انکار کرنے یا غفلت کرنے میں یقیناً موقوف ہو جاوے ہمیشہ لاحل مشکلیں پیش آتی رہیں اور کوئی معقول صورت کسی کے خیال میں نہ آئی لیکن مصر میں ایک

طریقہ معقول ایجاب ہوا کہ بدون اسکے کہ باشندوں کی آزادی کو کوئی نقصان پہنچے یا انکے خاندان تباہ ہو جاویں قرضدار کو برابر یہہ خوف دامنگیر رہتا تھا کہ در صورت بد معاملگی کے بڑی رسوائی ہوگی اور وہ طریقہ یہہ تھا کہ کوئی شخص کسی سے قرض نہ لے جب تک کہ اپنے باپ کی لاش کو قرضخواہ کے پاس گروی نہ رکھے جسکو ہر مصری بڑی احتیاط اور تعظیم سے خوشبوئی سے بھر کر اپنے گھر میں رکھتا تھا اور وہ خشک ہو کر بگڑنے نہ پاتی تھی اور اس سبب سے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بہ آسانی لے جائی جا سکتی تھی جسکا حال تجہیز و تکفین کے باب میں بہت مفصل لکھا جاویگا اور جیسی کہ بدنامی لاش کے گرو کرنے میں ہوتی تھی اُس سے زیادہ اُسکے نہ چھوڑانے میں اُس ناخاف بیٹے کو پیش آتی تھی اور یہہ کلنک کا قیما عمر بھر بچاتا تھا اور یہہ دھبا دھوئے پر بھی بوسوں تک رہتا تھا اور اگر حسب اتفاق قضا و قدر فک رہن سے بیشتر آپ موجداتا تھا تو اُن تعظیمی رسومات سے جو مُردوں کے واسطے وہاں مقرر تھیں محروم رہتا تھا *

دایو تدرس صاحب یونانیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ یونانی قانون دان یہہ اجازت تو نہ دیتے تھے کہ قرض کے بدلے گھوڑے اور بیل اور دیگر آلات زراعت گروی رکھے جاویں اور اس سے مطلب یہہ تھا کہ در صورت رہن ہونے آلات زراعت کے پھر اُنکو قرض ادا کرنے اور کھانے کمانے کا کوئی قہور ٹھکانا نہ رہیگا مگر اس سوچ بچار پر قرضخواہوں کو کشتکاران مقروض کے قید کرنے کی اجازت تھی اور اُن غریبوں کو ویسی ہی تکلیف پیش ہوئی تھی جس سے اُنکا بچانا چاہتے تھے اور یہہ نہ سمجھتے تھے کہ آلات صناعت بدون کاریگروں کے محض بیکار ہیں علاوہ اسکے سلطنت ایسے لوگوں کی خدمت گزاری سے ناکام ہو جاتی تھی کہ وہ بہت ضروری نہیں اور بنظر فائدہ سرکار محنت اُٹھاتے ہیں اور کسی شخص کو اُنپر قبض و تصرف کا حق نہیں ہی *

یوچارویوں کے سوا اُور لوگوں کو کئی نکاح کرنے کی عام اجازت تھی اور عورت لونڈی ہو یا نہی اُسکی اولاد صحیح النسب اور آزاد سمجھی جاتی تھی یعنی لونڈی غلام نہ سمجھے جاتے تھے *

مصر میں ایک ایسی رسم ناص جاری تھی کہ اُنکی تمام دانائیوں کو خاک میں ملا رکھا تھا اور وہ یہہ تھی کہ بھائی بہن آپس میں شادی کرتے تھے اور یہہ کچھہ صرف قانونی ہی حکم نہ تھا بلکہ اِس سبب سے کہ اوسرس دیوتا اور اِس دیوی نے جنکی عرصہ دراز سے مصر میں عام پرستش ہوتی تھی اِسی طرح پر کیا تھا ایک مذہبی بات تھہر گئی تھی *
مصر میں بدھوں کی یہاں تک اُڑبھگت ہوتی تھی کہ سارے چھوٹے بڑے اُنکے لیئے سرورقہ کپڑے ہو جاتے تھے اور وہ ہر موقع پر معزز و ممتاز ہوتے تھے اور سپارٹالوں نے جو یونان کا ایک صوبہ تھا بدھوں کی تعظیم کرنی مصریوں سے سیکھی تھی *

مصر والے احسان کرنے کو ایک بہت بڑی صفت انسان کی شمار کرتے تھے اُنکو تمام انسانوں میں اِس بات کا بہت بڑا فخر دیا گیا ہی کہ اپنے محسن کے احسان کو حد سے زیادہ مانتے تھے (گویا اپنے محسن کے غلام بن جاتے تھے) اور اِس بات سے پایا جاتا ہی کہ مصری حسن معاشرت میں سب قوموں سے زیادہ مہذب اور آراستہ تھے آپس میں ایک دوسرے کو فائدہ پہنچنا خاص و عام کے اِتفاق کا سبب ہوتا ہی جو شخص اپنے محسن کا احسان مانتا ہی اُسکو اُڑوں کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کا خیال ہوتا ہی نا احسان مندی کو دل سے دور کر دینے سے اُڑوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی خوشی ایسی داچسپ اور دلنشین ہوتی ہی کہ جیتے جی سے نہیں نکلتی مگر مصری اُڑوں کے احسان سے اِتنا خوش نہ ہوتے تھے جتنا کہ اپنے بادشاہوں کے احسانوں سے خوش ہوتے تھے اُنکی زندگی تک اُنکو خدا کی ظاہری نشانیاں سمجھتے تھے اور اُنکے مرنے کا اِتنا سوگ کرتے تھے کہ گویا تمام ملک کا باپ مر گیا اور ایسی تعظیم اور ایسی محبت کا سبب یہہ تھا کہ اُن سب نے اپنے دلوں میں یہہ خوب یقین کر رکھا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے بادشاہوں کو تخت نشین کر کر سب لوگوں سے ممتاز کیا ہی اور خدائے قادر مطلق کی وہ بہت بڑی اور عمدہ نشانیاں ہیں کیونکہ تمام لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی قدرت اور خواہش دونوں صفتوں کو اُنکی ذات میں جمع کیا ہی *

دوسرا باب

مصر کے پوجاریوں اور مصریوں کے مذہب کے بیان میں

مصر میں پوجاریوں کی بہت بڑی عزت تھی بادشاہوں سے دوسرے درجہ پر ادب و تعظیم میں گنے جاتے تھے اُنکے بہت بڑے بڑے حقوق تھے اور اُنکو بہت سی آمدنیاں تھیں اُنکی جاگیریں سرکاری خراج سے معاف تھیں اِسکا پتہ کتاب پیدایش میں بھی پایا جاتا ہے جہاں یہہ مذکور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں یہہ قانون جاری کیا کہ فرعون کو اُن اراضیات کے سوا جو پوجاریوں کے تصرف میں ہیں کل پیداوار کا پانچواں حصہ ملنا چاہیئے *

مصر میں یہہ دستور ہمیشہ سے تھا کہ وہاں کے بادشاہ پوجاریوں کو معتمد سمجھتے تھے اور کار و بار سلطنت میں بہت سا دخل دیکر اُنکی عزت کرتے تھے کیونکہ وہ پوجاری تمام رعایا سے زیادہ تربیت یافتہ اور بہت بڑے فاضل اور بادشاہ کے بہت بڑے خیر خواہ اور رفاہ عام چاہنے والے ہوتے تھے اُنمیں ایک ساتھ دونوں باتیں جمع تھیں کہ مذہب اور علم دونوں کے خزانے تھے اور اِس سبب سے اُنکے هموطن اور اُوں ملکوں کے رہنے والے اُنکی بڑی تعظیم کرتے تھے اور مذہب کے بڑے مقدس اور دقیق مسئلے اُنسے پوچھتے تھے اور مختلف علوم کے نہایت دقیق دقیق مطالب اُنسے حل کرتے تھے *

مصری کہتے ہیں کہ دیوتوں کی تعظیم کے لیئے تہواروں کا رچانا اور سواریوں کا نکالنا ہمارا ایجاد ہی شہر بدیست میں ایک تہوار رچایا جاتا تھا جہاں مصر کے اطراف و جوانب سے ستر ہزار آدمی بچوں کے سوا آکر جمع ہو جاتے تھے علاوہ اِسکے ایک آڑر میلا شہر سیس میں ہوتا تھا جسکا نام روشنی کا میلا تھا مصر کے رہنے والوں میں سے جو لوگ وہاں نہ جاتے تھے اُنکو اپنے گھروں کے دروازوں پر روشنی کرنی پڑتی تھی

ہر ضلع میں مختلف حیوانوں کی قربانیاں ہوتی تھیں مگر یہہ رسم عام تھی کہ قربانی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اُسپر لعنت ملامت کرتے تھے اور اپنے دیوتوں سے یہہ دعائیں مانگتے تھے کہ مصر پر جو بلائیں آنے والی ہوں وہ اس قربانی پر پڑیں *

فیساغورس حکیم نے تناسخ یعنی آواگون کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا مصریوں کو یہہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسانوں کی جانیں پھر انسانی اجسام میں انتقال کرتی ہیں اور اگر وہ اوگن یعنی بدکار ہوتے ہیں تو وہ ناپاک اور برے حیوانوں کے جون میں آجاتے ہیں تاکہ اپنے فعلوں کی سزا پاویں اور کئی صدیوں کے بعد اُنکو پھر آدمی کے جون میں جنم لینا نصیب ہوتا ہی *

یوچارپوں کے پاس وہ کتابیں بطور مقدس کتابوں کے رہتی تھیں جنہیں سلطنت کے قوانین اور پوجا پات کے مسائل مندرج ہوتے تھے اور وہ حرفوں میں نہیں لکھے جاتے تھے بلکہ اُنکے واسطے علامتیں مقرر تھیں اور اس بودہ میں چہیے رہنے سے اُن مسئلوں کی زیادہ قدر ہوتی تھی اور لوگوں کو اُنکے دریافت کرنے کا بہت شوق ہوتا تھا مندروں میں جو تصویر ہارپوکریٹس کی ایسی ہوتی تھی کہ اُسکے منہ پر اُنکلی رکھی ہو تو اُس سے یہہ واضح ہوتا تھا کہ اُس میں ایسے راز مخفی ہیں جنکو بہت کم لوگ جانتے ہیں اور دروازوں پر جن تصویروں کا منہ کواری عورت کا اور باقی بدن شیر کا ہوتا تھا وہ بھی اسی مطلب خاص پر دلالت کرتی تھیں اور یہہ بہت مشہور ہی کہ میٹاروں اور ستونوں اور بتوں اور تمام یادگار چیزوں کو اسی قسم کی علامتوں سے جو بجائے حرفوں کی تحریر کے مقرر کی گئی تھیں آراستہ کرتے تھے اور یہہ علامتیں یا تو ایسی تھیں جنسے عوام الناس ناواقف تھے یا جانوروں کی ایسی صورتیں تھیں جنسے کوئی خفیہ اور تمثیلی معنی نکلتے تھے مثلاً خرگوش کی تصویر سے ہوشیاری اور تیز فہمی اس لئے مقصود تھی کہ اس جانور میں قوت سامعہ بہت تیز ہوتی ہی اور آدمی کی ایسی تصویر سے جو ہاتھوں سے لہجی ہو اور اُنکھیں اُسکی زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوں اُن لوگوں کے کام سمجھ جاتے ہیں جو مقدمے فیصلہ کرنے کا کام کرتے ہیں *

مصریوں کی رسومات مذہبی انہی تھیں کہ انکی تفصیل کے واسطے دفتر کے دفتر چاہیں مگر ہم انہیں سے دو چیزوں کا بیان کرینگے جو مصریوں کے مذہب کے بڑے جز ہیں ایک پرستش مختلف دیوتوں کی اور دوسری رسومات تہذیب و تکلف کی *

بیان پرستش کی اقسام کا

دین کے مقدمات میں جس قدر مصری احمق تھے اتنا کوئی نہیں تھا بتوں کی بہت کثرت تھی اور انکے غول اور انکے درجے جدا جدا تھے اُسکا بیان ہم اِس لیئے نہیں کرتے کہ اُس سے تاریخ ایک کہانی سی معلوم ہونے لگتی ہی اُن بتوں میں سے اوسرس اور اسس کہ جنکو وہ چاند سورج تصور کرتے تھے بہت بڑے بت تھے انکی پرستش عموماً ہوتی تھی اور اِس میں کچھ شبہ نہیں کہ انہیں سیاروں کی پرستش سے بت پرستی نے ظہور پایا *

علاوہ اُن بتوں کے بیل اور کتے اور بھیڑ اور بلی اور باز اور مگر اور لگ لگ کی بھی پرستش ہوتی تھی اور انہیں سے بعض جانور ایسے تھے کہ خاص خاص شہروں میں پوجے جاتے تھے اور یہہ نقشہ تھا کہ ایک قوم ایک جانور کو قبلہ و کعبہ سمجھے کہ دیوتا کی طرح پوجتی تھی اور دوسری قوم اُسی کی صورت سے نفرت کرتی تھی اور اِسی سبب سے انکے آپس میں قتل قتال کے ہنگامے گرم رہتے تھے اور اِن تمام ہنگاموں کا سبب انکے ایک بادشاہ کی تدبیر مملکت میں غلط فہمی تھی جس نے اِس خیال سے کہ رعایا کو بادشاہ سے باغی ہونے کا موقع اور قابو نہ رہے اُنکو مذہبی لڑائیوں میں پھنسا رکھنے پر کوشش کی یعنی اُس بادشاہ نے اِتناق رعایا کو سلطنت کی خرابی کا باعث سمجھا اور آپس میں اُنکو بھڑائے رکھا اور ہم اِس سمجھے کہ یوں برا کہتے ہیں کہ یہہ تدبیر حکومت کے اصلی منشاء کے بالکل برخلاف ہی کیونکہ حکومت کا منشاء یہہ ہی کہ اپنے ملک کے تمام لوگوں کو محبت کے نہایت مضبوط رشتوں سے متفق کرے اور ہر جزو کے کامل اِتناق میں اپنی بڑی کہا ہی

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت
درخت ای پسر باشد از بیخ سخت

ہر قوم اپنے اپنے بتوں کی خدمتگذاری اور پرستش میں نہایت سرگرم تھی سپسرو صاحب کہتے ہیں کہ ہم لوگوں یعنی رومیوں میں مندروں کے اسباب کا چورانا اور بتوں کو چورا لے جانا اور انکی بے ادبی کرنا اکثر ظہور میں آتا ہی مگر یہہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مصری نے مگر یا لگ لگ یا بلی کو برا بھی کہا ہو یا بے ادبی سے پیش آیا ہو وہ آپ سخت تکلیف اُٹھاتے ہیں مگر بجز گستاخی مجرم نہیں ہوتے ان جانوروں میں سے اگر کوئی کسی کے ہاتھ سے دانستہ مارا جاتا تھا تو وہ اُسکے بدلہ قتل ہوتا تھا اور جس سے یہہ خطا بھولے چوکے ہوتی تھی تو اُسکو فتویٰ کے موافق سزا دی جاتی تھی ڈایورڈورس صاحب ایک ایذا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ مصر میں ایک رومی کے ہاتھ سے نادانستہ ایک بلی ماری گئی لوگ اُسکے گھر پر چڑھ آئے اور اُسکا کام تمام کر دیا نہ بادشاہ کی حکومت کام آئی اور نہ رومیوں کا دبدبہ اُس بدبخت کو بچا سکا مصری ان جانوروں کی اِس قدر تعظیم کرتے تھے کہ ایک سخت تحط میں وہ آپس میں ایک دوسرے کا کھانا گوارا کرتے مگر اپنے ان خیالی دیوتوں کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتے *

ان جانوروں میں سے سائنڈ ایپس جسکو یونانی ایپفس کہتے ہیں نہایت مشہور اور معزز تھا اور اُسکے نام کے بڑے بڑے عالی شان مندر بنائے جاتے تھے اور بعد اُسکے مرنے کے ایام حیات کی نسبت اُسکی زیادہ عزت اور توقیر ہوتی تھی اور تمام مصر اُسکے سوگ میں ماتم کرتا تھا اور تجہیز و تکفین اُسکی اِس دھوم دھام سے ہوتی تھی کہ اُسپر مشکل سے یقین آتا ہی تولیمپلیکس کی بادشاہت میں جب وہ جانور ضعیف ہو کر مواتا تو اُسکے ساز و سامان میں سوائے اخراجات معمولی کے ایک لاکھ بارہ ہزار پانسو روپے صرف ہوئے اور جب اُس دیوتا کی تجہیز و تکفین کی رسومات ادا کرنے سے فراغت ہوتی تھی تو اُسکی جگہ دوسرے کے مقرر کرنے کی فکر ہوتی تھی اور تمام مصر اُسکی تلاش میں چھانا جاتا تھا اور بہت سی ڈھونڈھ بھال ہوتی تھی اِس سائنڈ میں چند علامتیں ہوتی تھیں جنہ سے وہ اُڑ سائنڈوں سے ممتاز ہوتا تھا پشانی پر ہلال

کی شکل اور پشت پر عقاب کی صورت اور زبان پر بھنوری کا نقشہ ہونا ضرور تھا اور جب کبھی ایسا سائنڈ فصیبوں سے ہاتھ آجاتا تو وہ مارے خوشی کے پھلے نہ سماتے اور تمام مصر میں گھر گھر خوشی ہوتی اور ماتم چاتا رہتا اور شادیوں کے جوش و خروش اور مبارکبادیوں کے زور شور ہوتے بعد اُسکے اُس نئے سائنڈ کو پہلے سائنڈ کی سی قدر و منزلت دینے کے لیئے ممفس میں لے جاتے اور رسومات مقررہ سے اُسکو سرفرازی بخشتے یہہ بجائے خود واضح ہو جاویگا کہ جب شاہ کیمبسس ایتھوپیا کی مہم سے ناکام آیا تو وہ ایسے دنوں میں مصر پر گذرا کہ مصری ایپس دیوتے کی خوشیوں میں کویل کود رہے تھے اور شادی مرگ کی سی خوشی کر رہے تھے یہہ ناکام دل سوختہ اُنکو خوشیاں کرتے ہوئے دیکھ کر یہہ سمجھا کہ یہہ لوگ میری ناکامی پر ہنستے ہیں اور بے کہتے اُسنے پہلی ہی ترنگ میں اُس نئے سائنڈ کو کہ اُسنے اپنی خدائی کا مزا بہت کم اُٹھایا تھا قتل کرا دیا اور تمام مصریوں کو نیل ماتم میں ڈبو دیا *

بنی اسرائیل نے جو کوہ سینا کے قریب سونے کا بچھڑا (جو گو سالہ سامری کے نام سے معروف ہی) کھڑا کیا اور اُسکو اپنا معبود تھہرایا تھا تو اُسکا سبب یہی تھا کہ وہ مصر میں رہتے سہتے تھے اور ظاہر ہی کہ جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا ایپس دیوتا کی نقل تھی اور جس قدر بچھڑے کہ شاہ یاربعام نے بنی اسرائیل کی مملکت کی حدوں پر کھڑے کیئے اُنکا بھی سبب یہی تھا کہ یہہ بادشاہ ایک عرصہ تک مصر میں رہا تھا اور اُنکی خو بو اس میں سما گئی تھی *

مصریوں نے صرف جانوروں ہی کے آگے خوشبوئی جلانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے باغوں کے نباتات کو بھی دیوتا سمجھا چنانچہ ایک شاعر نے اُنکی خرب بچو لکھی ہی جسکا مضمون یہہ ہی *

کہیں جو مصر کے شہروں کا ہو بیان تو یہی
سنبیں کہ وہاں نظر آتے ہیں سیکڑوں معبود
وہاں کے لوگ دیوانے بتوں کو پوجتے ہیں
باہن نظر کہ وہی خود ہیں کعبہ مقصود

کہیں عروج فلک پر مگر مچھوں کے کمال
 کہیں کمال نمائش پہ لگ لگوں کی نمود
 عجیب طور سے معنی کے بت نے گائے راگ
 کہ اُن سُریلی صداؤں میں سحر تھا موجود
 پرانی فاحشہ کی طرح اپنے حالوں پر
 کڑھے تھی تھپیس کہ ای وائے بخت نامسعود
 وہ دیوتا کہ وہ بندر ہی با قد موزوں
 چمک چمک کے دکھاتا ہی آنش بیدوں
 کہیں یہہ طور کہ صحرائے دام دد مستحدم
 کہیں یہہ طرز کہ دریا کے جانور مسجون
 کوئی نہ سمجھ دینا کو قابل تعظیم
 ہر اُسکے کتوں کی خاطر سدا رہیں موجود
 کوئی یہہ مصر سے کہدے کہ لاکھ سیو و پیاز
 تو کھایا کر مگر اِس کھانے کا نہیں کوئی سود
 یہہ ماسوا کی پرستش کی ہی سزا کہ وہ لوگ
 ہزار درد و الم پر سدا رہیں — مردود
 جہاں بتوں کی نہروے کوئی شمار و قطار
 تو وہاں کے لوگ نہ ہونگے مبارک و مسعود

وہ لوگ جو تمام دنیا پر فضل و ہنر میں فائق ہوویں اور وہ آپ کو
 بھی ایسا ہی سمجھیں ایسی حماقت میں گرفتار ہوویں اور ایسی اندھا
 دہونڈی سے جھوٹے معبودوں کی پرستش میں پڑیں کہ تھوڑی سوچہ
 بوجھ والا بھی اُسکو پسند نہ کرے تو بہت تعجب ہی جانوروں کا اور
 کیتے مکوروں کا مفردوں میں پجنا اور کمال احتیاط سے اُنکا پلنا
 اور اُنکے قاتلوں سے قصاص لینا اور بعد مرنے کے اُن جانوروں کو عطریات سے
 بھرنا اور بڑی دھوم دھام سے قبروں میں دفنانا اور رفتہ رفتہ پیاز و لہسن کو
 بھی پوجنا اور اَرے وقتوں میں اُنسے مدد مانگنا اور اُنپر بھروسہ کرنا ایسی
 نادانی کی باقیں ہیں کہ اِس زمانہ میں بمشکل اُنپر یقین آتا ہی مگر
 اگلے لوگ اِن سب باتوں پر گواہی دیتے ہیں چنانچہ لوشین صاحب
 کہتے ہیں کہ اگر تم کسی ایسے عالی شان مندر میں جاؤ جو سونے چاندی

سے جگہ مکارھا ہو اور چاند سورج اُسکی ٹیپ ٹاپ کی تاب نہ لا سکیں
تمکو اُس مندر کے دیوتا کے دیکھنے کا بہت شوق ہوگا اور تم نہایت
حیرت میں پڑو گے اور کیا دیکھو گے کہ لگا لگا یا بلی یا بندر بڑی شان و
شوکت اور تمام کو و فر سے وہاں جلوہ فرما دیں اور یہی مورخ کہتا ہے
کہ یہ باتیں ٹھیک اس بات کی نشانی ہیں کہ اُن مکانوں کے مالک
اُنکی زیب و زینت کے لیئے زیبا نہیں ہیں *

مصری جو جانوروں کی پرستش کرتے تھے اُنہی کئی سبب دیں
لیئے گئے ہیں ایک یہ کہ دیوتے انسانوں کی سرکشی کے سبب مصر
میں چلے آئے اور مختلف جانوروں کی صورتوں میں اپنے تئیں چھپایا اور
اُس سبب سے اُن جانوروں کی پرستش ہونے لگی دوسرے یہ کہ اُن
جانوروں سے فائدے پہنچتے ہیں بیلوں سے کھیت کیار کا کام چلتا ہے اور
بھیڑوں سے دودھ اور اُن کا فائدہ ہوتا ہے اور کتے گھر کی رکھوالی کرتے ہیں
اور شکار کے بھی کام آتے ہیں اور اسی لیئے انویس دیوتا کا سر کتے کی شکل
بنایا گیا تھا اور ایبس جانور کی کہ وہ لگا لگا کے لگ بھگ ہی اُس
لیئے پرستش ہوتی تھی کہ وہ اُڑنے والے سانپوں کو بھگاتا ہے اور مصر میں اُن
سانپوں کی اتنی مار مار ہی کہ اگر یہ جانور وہاں نہ ہوتا تو مصریوں کو
بہت دقت ہوتی اور مگر مچھہ اُس لیئے پوجا جاتا تھا کہ ایک بڑے قد و
قامت کا جانور ہے اور بحر و بر میں اُسکی سلطنت ہے وحشی عربوں
کے حملہ سے مصر کو بچاتا ہے اور اکنیومن⁺ کو اُس لیئے پوجتے تھے کہ
وہ مگر مچھوں کو زیادہ نہیں ہونے دیتا ورنہ مصر کو اُنسے بہت نقصان
پہنچتا اور یہ چھوٹا جانور دو طرح سے مصر کے کام آتا ہے ایک یہ کہ
وہ گھات میں لگا رہتا ہے جوں ہی مگر مچھہ اپنی جگہ کو چھوڑتا ہے
اُسکے اندے توڑ پڑھتا ہے پڑ کھاتا نہیں دوسرے یہ کہ جب مگر مچھہ
نیل کے کنارے پر اپنی عادت کے موافق منہ کھولے سوتا ہے تو یہ جانور

⁺ اکنیومن ایک جانور ہے جسکو مصر والے نمس کہتے ہیں اُسکا رنگ زرد
خاکستری اور سرمئی کلدار ہوتا ہے پنچے اور منہ سیاہ دم لمبی اور گھبھدار ہوتی
ہی مصری اُسکو گھروں میں پالتے نہیں خوراک اُسکی چوٹے اور اُڑ چھوٹے جانور اور
مگر مچھہ کے اندے ہیں *

کیچڑ میں سے نکل کر جہاں چھپا ہوا بیتھا رہتا ہی اُسکے منہ میں جھٹ پت گھس جاتا ہی اور انتڑیاں چبا کر اور پیٹ پھاڑ کر صحیح سلامت نکل آتا ہی اور اپنی چالاکي سے ایسے قوی دشمن پر فتح پاتا ہی *

جب کہ مذہب عیسائی نے رواج پایا تو بت پرست حکیموں نے وجوہات مذکورہ بالا کو ایسی ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کے جائز ہونے کو جنسے اُنکے مذہب کی بے عزتی تھی نہایت ضعیف سمجھ کر مصریوں کے جانوروں کی پرستش کرنے کی ایک تیسری وجہ سوچی وہ کہنے لگے کہ اگرچہ وہ پرستش ظاہر میں حیوانوں کی تھی مگر باطن میں اُن دیوتاؤں کی پرستش تھی جو اِن صورتوں میں اُ کر جلوہ گر ہوئے تھے پلوتارک اپنی کتاب میں جہاں اِسس اور اوسوس دیوتوں کی تعظیم کی وجوہات بیان کرتا ہی یہہ لکھتا ہی کہ حکما خدا کی شان کا ظہور جہاں پاتے ہیں اُسکی عزت کرتے ہیں گو وہ ظہور بیجان چیز ہی میں کیوں نہ ہو اور جب وہ ظہور جاندار چیز میں ہوتا ہی تو اُسکی تعظیم اُور بھی زیادہ کرتے ہیں پس ہمکو اُن لوگوں کو پسند کرنا نہیں چاہیئے جو صرف اُن جانوروں کی پرستش ہی میں رہتے ہیں بلکہ اُنکو پسند کرنا چاہیئے جو اُنکے وسیلہ سے خدا تک پہنچتے ہیں اِن حیوانوں کو قدرت خدا کا اُئینہ سمجھنا چاہیئے جنہیں خدائے تعالیٰ نے اپنے تئیں عجب طرح سے دکھایا ہی یا اُنکو ظہور قدرت کے آلات خیال کرنا چاہیئے کہ جنکے ذریعہ سے اُس قادر مطلق نے اپنے کمال مطلق کو ظاہر کیا ہی پس اگر آدمی بتوں کی آرایش پر تمام دنیا کا زر و چراہر بھی لگا دیں تو بھی بتوں کی پرستش نہ سمجھنا چاہیئے کس لئے کہ خدائے تعالیٰ نہ ایسے رنگوں میں آتا ہی کہ جو ہاتھوں سے بنائے جاویں اور نہ ایسی صورتوں میں سماتا ہی جو بے حس و حرکت ہوویں اور اُسی کتاب میں پلوتارک یہہ بھی کہتا ہی کہ جہاں کہیں آدمی زاد ہیں وہاں چاند سورج اور زمین اور آسمان اور سمندر بھی ہیں مگر باوصف اِسکے ہر ایک کو نئے نئے ناموں سے پکارتے ہیں اور منشاء اُسکا قوموں اور زبانوں کا اختلاف ہی ایسا ہی خدائے تعالیٰ واحد مطلق ہی اور سب کا حاکم ہی اور اُسکے تلے بہت سے کارگذار ہیں لیکن اِنسُن ایسے یکتائے بے مثل کو طرح طرح کے ناموں سے پکارتے ہیں اور ہر قوم اپنے اپنے سبک کی رسومات اور قواعد کے بموجب اُسکی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں *

رواں صاحب مصنف اس کتاب کے اس مقام پر لکھتے ہیں کہ بت پرستی کی برائی چھپانے کو جو تقریر پلوٹارک نے نہایت سنجیدگی سے کی اگر وہ تقریر بت پرستی کی برائی مٹانے کو کافی بھی سمجھی جاوے تو یہی کوئی یہہ کہہ سکتا ہی کہ ایسے ایسے ذلیل جانوروں کے پوجنے سے جیسے مکر، مچھہ و سانپ اور بلی ہیں خدائے تعالیٰ کی صفات کمال کی جیسی وہ ہیں تعظیم و تکریم بجا لائی جا سکتی ہی نہیں بلکہ ایسی چیزوں کے پوجنے سے خدائے تعالیٰ کی عظمت و شان کو جسکی ذات پاک کو احمق سے احمق آدمی بھی بہت بری اور نہایت پاک سمجھتا ہی عیب لگانا اور ذلیل ٹھہرانا ہی *

بالین ہمہ ان حکیموں کے باطن کی یہی ایسے درست فہوتے تھے کہ محسوس چیزوں کے ذریعہ سے اُنکے غیر محسوس پیدا کرنے والے تک پہنچ جاویں مقدس کتابوں کے دیکھنے سے یہہ صاف واضح ہوتا ہی کہ یہہ مکار حکیم اپنی شیطانی اور معبود حقیقی کی ناشکری کے سبب اسی لائق تھے کہ اُنکے دل خدا سے بھرے رہیں باوجود ان باتوں کے وہ اپنے تئیں نہایت دانائے اور عقلمند سمجھتے تھے اور اگر سچ پوچھو تو نہایت بیوقوف تھے اس لیئے کہ اُس خدائے پاک کو جسکی ذات مقدس حدوث سے مبرا اور تغیر سے منزہ ہی انسانوں اور چرندوں اور پرندوں اور کبڑے مکروڑوں کی صورتوں سے بدلتے تھے خدائے تعالیٰ نے اس بات کے دکھانے کو کہ اگر انسان کو اُسی کی عقل پر چھوڑا جاوے تو وہ کیسا ہو جانا ہی مصر کے لوگوں کو جنھوں نے ایسی دانائی کو جو انسان میں ہونی ممکن ہی نہایت عالی درجہ پر پہنچایا تھا ایسی نفرت انگیز اور بیہودہ بت پرستی میں بھنسنے دیکو لوگوں کے لیئے تماشا گاہ بنایا برخلاف اُسکے اُس نے اپنے فضل اور رحم کی شان دکھانے کو مصر کے وحشت ناک جنگلوں کو ایک وقت میں بہشت آباد بنایا جب کہ برے برے راہبوں اور عابدوں کے گروہوں کے گروہوں کو اُن جنگلوں میں بسایا کہ جنکی ریاضتوں اور سخت سخت عبادتوں سے مذہب عیسائی کو بہت بری رونق ہوئی اس مطلب کی تائید کے لیئے مصنف نے ایک نظیر بیان کیا ہی جو اُنکے لکھی جاتی ہی *

فلوری صاحب جو راہبوں کے صاحب خانہ تھے گوجا کی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ دیار مصر میں جو اوکسی رنگس عجیب شہر مشہور و معروف تھا وہاں بہت سے عیسائی درویش + رہتے تھے اور اندر باہر اُنکی اس قدر کثرت تھی کہ وہاں کے باشندوں سے بھی بہت زیادہ تھے اور اُنہوں نے بت خانوں اور سلطانی عمارتوں کو اپنے لیئے عبادت خانے بنا لیئے تھے اور مکانات سکنی کی نسبت وہ عبادت خانے کئی درجہ زیادہ تھے اور ان عبادت خانوں کے سوا شہر کے برجوں اور دروازوں پر بھی رہتے تھے اور علاوہ خانگی گرجوں کے جو عبادت خانوں سے متعلق تھے بارہ گرجے بہت بڑے عالی شان لوگوں کے لیئے بنائے تھے اس بستی میں بیس ہزار کوارے عورتیں عیسائی درویشیں اور دس ہزار عیسائی درویش تھے اور اُنکی رات دن کی مناجات سے شہر کا ہر گلی کوچہ گونجتا تھا حاکموں کے حکم سے شہر کے دروازوں پر مسافروں اور غریبوں کی خبر لینے کے لیئے پیادے متعین تھے اور جو پیادہ جس مسافر اور غریب کا استقبال کر کے شہر میں لاتا اُسی کے ذمہ تمام سامان مہمانداری کا مہیا کرنا لازم ہوتا تھا *

تیسرا باب

تجہیز و تکفین کے بیان میں

اب یہاں سے رسومات تجہیز و تکفین اہل مصر کا مختصر حال بیان ہوتا ہے جو تعظیم اور تکریم تمام قوموں میں اور ہر ایک زمانہ میں مردوں

+ اگلے زمانہ میں عیسائی مذہب میں عورتیں بھی اور مرد بھی درویش ہوتے تھے جنکو انگریزی میں مانک کہتے ہیں اور عربی میں جنکو راہب اور رهبان کہتے ہیں فرقہ پورستنت میں اس طرح کے درویش اب نہیں ہوتے مگر فرقہ رومن کیتھلک میں اب بھی اسکا رواج ہی ایسی عورتیں اپنی شادی نہیں کرتیں اور تمام عمر کوارے رہتی ہیں اور مرد بھی شادی نہیں کرتے اور تمام دنیاوی کار و بار اور حظ نفسانی کو چھوڑ کر چنکلوں اور پہاڑوں یا خانقاہوں میں گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور خدا کی عبادت اور مذہبی کاموں کے بچا لانے میں مصروف رہتے ہیں اور جب خانقاہ میں جا کر بیٹھتے ہیں تو اس طرح پر نیت کر کے جاتے ہیں جس طرح مسلمان اعتکاف کی نیت کرتے ہیں اور بعضے زاہدوں کی طرح چنکلوں اور پہاڑوں میں تنہا رہتے ہیں اور بعضے بارہ شاندہدروں کے آوارہ بڑے پھرتے ہیں *

کی لاشوں کی ہوتی آئی ہی اور جو مذہبی آداب اُنکو قبروں میں رکھنے میں کیئے گئے ہیں اُنسے پایا جاتا ہی کہ تمام دنیا کے لوگوں کو یہہ اعتقاد ہو گیا ہی کہ مردوں کے جسم قبروں میں صرف بطور امانت کے رکھے جاتے ہیں یعنی ایک نہ ایک دن پھر اُنکو قبروں سے اُٹھنا ہی *

میںاروں کے بیان میں ہم گذارش کر چکے ہیں کہ مصر میں بڑی شان و شوکت سے مقبرے بنائے جاتے تھے علاوہ اُسکے کہ یہہ عمدہ مقبرے نامور بادشاہوں کا آیندہ کو نام باقی رہنے کی نشانیاں تھے اِنسے یہہ بھی اِشارہ تھا کہ اِن مکانوں میں بہت سے زمانوں تک جسموں کو رکھنا ہی اور باقی مکانات گویا مہمان سرائیں ہیں کہ اُنمیں مسافروں کی طرح تھوڑی دیر تھہرنا ہی اور وہ صوف زندگی بھر کا قیام ہی جو اُن مکانات پر دل لگانے کر بہت تھوڑا ہی *

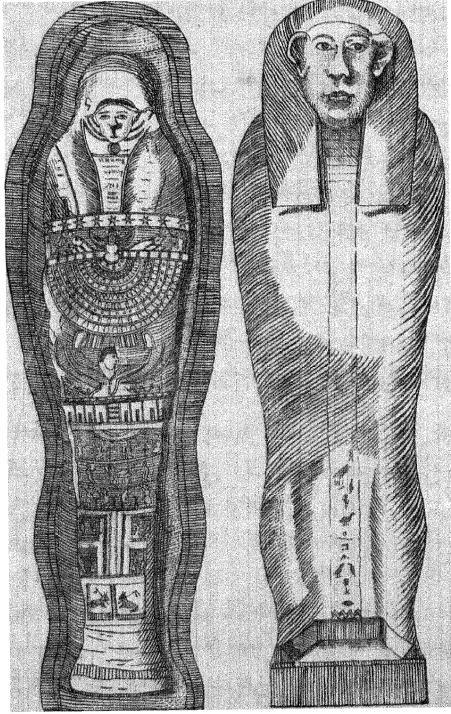
جب کوئی شخص مر جاتا تھا تو اُسکے بھائی بند اور ملنے والے روزمرہ پہننے کی پوشاکیں اُتار ڈالتے تھے اور ماتمی کپڑے پہن لیتے تھے اور نہانے سے اور شراب پینے سے اور لذیذ کھانوں سے پرہیز کرتے تھے اور یہہ ماتم چالیس دن یا ستو دن بقدر حیثیت متروخی کے رہتا تھا *

لاشوں کو تین طریقوں پر عطریات سے بھرتے تھے اُنمیں سے عمدہ طریقہ بڑے آدمیوں کو نصیب ہوتا تھا اور قبرہ سو پیچھتر روپئے اُسپر صرف ہوتے تھے اِس کام میں بہت لوگ کام آتے تھے بعض تو نتھنوں کے راستہ سے بذریعہ کسی اوزار کے مردہ کا بھجنا نکالتے تھے اور بعضے اِتھوپیا کے ایک قسم کے پتھر سے جو اُستری کی مانند تیز ہوتا ہی پہلو میں سوراخ کر کے اُنتیں باہر لاتے تھے اور کھوکھلی کھوپڑی اور خالی پیت کو طرح طرح کے عطریات سے اور خوشبو مصالحوں سے بھرتے تھے اور جو کہ اِس کام کے لیئے تھوڑی سی چیر پہاڑ اور بہت سی بے رحمی اور سنگدلی درکار ہی تو جو لوگ یہہ کام کرتے تھے فراغت ہوتے ہی بھاگتے تھے اور لوگ اُنکے پیچھے پتھر لیکر دوڑتے تھے مگر جو لوگ ادویہ عطریہ مثل دارچینی و مر صافی وغیرہ کے اُس لاش میں بھرتے تھے اُنکی بہت سی تعظیم تکریم ہوتی تھی بعد اُسکے لاش پر ایک قسم کے کپڑے کی پٹیاں لیس دار گوند میں تر کر کر لپیٹتے تھے اور اُسپر خوشبودار مصالحوں سے تھہ چرھا دیتے تھے کہتے ہیں کہ اُن تدبیروں

سے صورت مردہ کی جوں کی توں باقی رہتی تھی اور کسی نوع کے تغیر کو اُس میں دخل نہ ہوتا تھا تمام جسم کا قِول اور چہرہ کے خط و خال پلکوں اور بھٹوں کے بال بعینہ ایسے ہی رہتے تھے جیسے قدرتی بنے ہوئے ہوتے تھے الغرض بعد طی ہونے تمام مرتبوں کے وہ لاش رشتہ داروں کے حوالہ کی جاتی تھی اور وہ اُسکو ایک منہم کھلے صندوق میں کہ اُسکے قد و قامت کے برابر ہوتا تھا کمال حفظ و احتیاط سے رکھتے تھے اور گھروں میں یا قبرستانوں میں دیوار کے سہارے پر کھڑا کر دیتے تھے اور یہی خوشبودار لاشیں اب مومیائی کہلاتی ہیں جو اب بھی مصر سے آتی ہیں اور شرقین لوگوں کے عجائب خانوں میں موجود ہیں حالات مذکورہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ مصری مردوں کی بہت احتیاط اور کمال حفاظت کرتے تھے اور اُنکے مردوں پر اُنکا یہ احسان ہمیشہ کو باقی رہتا تھا چھوٹے اپنے بڑوں کی لاشیں صحیح سلامت دیکھ کر اُنکی وہ بھلائیاں یاد کرتے تھے کہ جنکے سبب سے سب لوگ اُنکی تعظیم کرتے تھے اور اُنکو اُن قانونوں کا شوق پیدا ہوتا تھا جنکو ایسے نام آدمی اُنکی حفاظت کے لیئے چھوڑ جاتے تھے دریافت ہوتا ہے کہ منجملہ رسومات مقررہ کے کچھ تھوڑی سی رسمیں حضرت یوسف علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کے وقت بھی مصر میں کی گئی تھیں *

جو شخص موتا تھا اُسکی تجہیز و تکفین اور قبر میں رکھنے سے پہلے اُسکے نیک رویہ اور اچھے چاروں کی ایک سنجیدہ طور پر لوگوں سے تحقیقات ہوتی تھی اور مصریوں کی تجہیز و تکفین کی یہہ پرانی رسم ایک بہت عمدہ شمار ہوتی ہے *

بہت پرست لوگ مرنے والے کے حق میں اُسکو بڑی بات سمجھتے تھے کہ دنیا میں اُسکے بعد اُسکا اچھا نام باقی رہا اور یہہ جانتے تھے کہ انسان کے لیئے یہی ایک نعمت ہے جسکا زوال موت سے بھی نہیں ہو سکتا لیکن مصریوں نے ہر مرنے والے کی تعریف ہونے کو بدون امتیاز کے گوارا نہیں کیا بلکہ جسپر اتفاق عام ہو جانا تھا اُسکو وہ عزت دی جاتی تھی جو لوگ اِس امر کا تصفیہ کرتے تھے ایک جھیل کے اُس پار کشتیوں پر بیٹھ کر جاتے تھے اور جھیل کے کنارہ پر جمع ہوتے تھے اور جو آدمی کشتی کے پتوار کے پاس بیٹھتا تھا وہ مصوی زبان میں قارون کہلاتا تھا اور اِسی



مصریوں کے مردوں کی لاشیں کہلی صند و قونین رکھی ہوئیں

بات سے آریس صاحب کو جو مصر میں رہے تھے اور اُنکے بعد اور یونانیوں کو فارون کی کشتی کے افسانہ بنانے کا مضمون ہاتھ لگا جس وقت آدمی کا دم نکلتا تھا اُسی وقت اُسکی تحقیقات شروع ہوتی تھی اور جو شخص اُسکی برائیاں ثابت کرنے کا مدعی ہوتا تھا اُسکی سنوائی ہوتی تھی اور اگر یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ اُس متوفی کے چال چلن اچھے نہ تھے تو اُسکی اچھی یادگاری نہ ہونے کا فتویٰ دیا جاتا تھا اور اُسکی انہی بے عزتی ہوتی تھی کہ دفن سے بھی محروم رہتا تھا اُن قوانین کا جنکے احکام مُردے کو قبر تک بھی نہ چھوڑتے تھے لوگوں کے دلوں پر بہت بڑا اثر تھا اور ہر شخص اُس بے عزتی کے دَر سے کہ مبادا اُسکی لاش کی ہو اپنے کو اور اپنے کنبے کو اُس بدنامی کے دہبے سے بچانے کا بہت بڑا خیال رکھتا تھا اور جب متوفی کی نسبت کوئی جرم ثابت نہ ہوتا تھا تو بعزت تمام دفن کیا جاتا تھا مُردے کے چال و چلن کی تحقیقات کے عام قانون میں زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بادشاہ بھی اُس تحقیقات سے نہ بچتا تھا بادشاہ جب تک بقید حیات رہتے تھے تو بظہر بقائے امن و امان کے اُنکی حرکتوں کی برداشت کی جاتی تھی مگر مرنے کے بعد باوجود اپنے مرتبہ کے اُس فتویٰ سے جو مردوں پر دیا جاتا تھا محفوظ نہ رہتے تھے یہاں تک کہ بعض بادشاہ دفن سے بھی محروم رہتے تھے کبھی کبھی بنی اسرائیل نے بھی اُس رسم کی بیرونی کی تھی اِس لیے کہ کتاب مقدس سے دریافت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے خراب بادشاہ اپنے بزرگوں کے مقبروں میں دفن نہ کیئے جاتے تھے اِس رسم سے بادشاہوں کو یہ بات سمجھانی مقصود تھی کہ اگرچہ اپنے عالی مرتبہ کے سبب اپنے جیتے جی لوگوں کے فتروں سے بچے رہیں مگر بعد مرنے کے جب اُنکو بھی موت رعایا کے برابر کر دیگی تو آخر کار اُنکو بھی اُنہیں رعایا کے فتروں کے تابع ہونا پڑیگا *

جب کسی مردے کے حق میں بھلائی کا فتویٰ دیا جاتا تھا تو بعد اُسکے دفن کی رسمیں عمل میں آتی تھیں اور اُسکے وفات نامہ میں اُسکے خاندان کا کچھ ذکر نہیں لکھا جاتا تھا کیونکہ ہر ایک مصری شرافت اور خاندان میں عمدہ سمجھا جاتا تھا بلکہ اُسکے جوہر ذاتی اور وہ کمالات لکھے جاتے تھے کہ جنکو خود اُسنے اپنی محنت اور اپنی کوشش سے خود اپنے میں پیدا کیا تھا اُسکی اِس طرح پر تعریف کی جاتی تھی کہ

اُس نے جوانی میں عمدہ تعلیم پائی اور بورتھاپے میں دیوتوں کی بہت پوجا کی اور لوگوں کے ساتھ دیانتداری سے بسر کی مزاج کا حلیم اور باحیا اور معتدل طبیعت تھا اور اسی طرح اُوں سب خبریاں بیان کی جاتی تھیں جن سے انسان نہایت عمدہ اور مہذب ہوتا ہی پھر سب خوشی کرتے تھے اور تحسین و آفرین کا غلغلہ بلند ہوتا تھا اور متوفی کے مقابلے میں ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ ایسا اچھا آدمی ہی کہ + پلوٹو کی بادشاہت میں اچھے لوگوں کے جلسہ میں داخل رہیگا *

اس مقام پر جو تجویز و تکفین کا ذکر آگیا ہی نو اسکے ختم کرنے پر اس بات کا لکھنا کہ اگلے لوگ مردوں کو کس کس طرح پر دفن کرتے تھے نامناسب نہیں ہی اس لیئے اسکا حال لکھا جاتا ہی ہم نے ابھی بیان کیا ہی کہ مصریوں میں سے بعضے لوگ لاشوں کو عطریات سے بھر کے یادگاری کے واسطے جن کی توں اُنھا رکھتے تھے اور اُنکو کہلی ہوئی رکھتے تھے اور دیکھنے والے اُنکو دیکھتے تھے اور بعضوں کا اور خصوص رومیوں کا دستور یہہ تھا کہ لاشوں کو مرگھت میں ایک اونچے چبوترے پر پھونک دیتے تھے اور بعضی قوموں کا یہہ دستور تھا کہ مردے کی لاشوں کو زمین میں دفن کر دیتے تھے *

مردوں کو قبروں میں دفن کرنے سے بہتر کوئی صورت نہیں ہی کیونکہ لاشوں کو حفاظت سے رکھنے میں کیسی ہی احتیاط کی جاوے مگر اُس سے وہ اصلی حالت جو انسان کی ہوتی ہی باقی نہیں رہتی اور جن لوگوں کا ادب کرنا منظور ہی اُن لوگوں کی لاشوں کو اس طرح پر رکھنا حقیقت میں بے ادبی ہی کیونکہ کیسی ہی احتیاط کی جاوے اُنمیں کچھ نہ کچھ تغیر آجاتا ہی مردنی اُنپر چھائی ہوئی ہوتی ہی اور بدصورتی نکل آتی ہی اور بد نمائی ظاہر ہوتی ہی دیکھنے والے جب یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہہ لوگ ایک زمانہ میں کیسے تھے اور اب انکا کیا حال ہی تو اُنکو نہایت انسوس اور افسردگی ہوتی ہی لاشوں کے جلانے کی رسم میں ایک طرح کی بیدردی اور وحشیانہ پن ہی کہ ایسے جسموں کو جو کبھی ہمکو کیسے عزیز تھے ایک دم میں نہایت بیرحمی سے جلاکر خاک کو دیتے ہیں دفن کرنے کی رسم بلاشبہ بہت قدیم مذہبی رسم ہی اسکے سبب وہ

+ پلوٹو قدیم ہت پرستوں کے دیوتا کا نام ہی اور جو لوگ اس دیوتا کو مانتے تھے انکا اعتقاد یہہ تھا کہ تمام دنیا آگ کے سبب بنی ہی اور یہہ اُسکا دیوتا ہی *

مٹی جو زمین سے لی گئی تھی اُسی میں پہنچ جاتی تھی اور اس بات کا یقین ہوتا تھی کہ جس خاک سے ہمارے جسم اول بنے تھے پھر اُسی سے اُٹھ کر دوبارہ زندہ ہونگے *

تیسرا باب

مصر کی سپاہ اور اُنکی لڑائی کے حالات میں

سپاہ گری کی مصر میں بڑی عزت تھی پوجاریوں سے دوسرے درجہ کے وہ لوگ تھے جو سپاہیانہ بسر کرتے تھے اور صرف اُنکی عزت تھی نہیں تھی بلکہ اُنکو بڑے بڑے انعام بھی عطایت ہوتے تھے ہر سپاہی کو ایک قطعہ اراضی فرانسیسی نصف ایکڑ[†] کے برابر بطور معافی مرحمت ہوتا تھا اور علاوہ اسکے ہر روز بلاناغہ اڑھائی سیر روٹی اور سیر بھر گوشت اور ایک گلاس شراب کا ملتا تھا اور یہ پیتیا اُنکے کنبہ کی کسی قدر پرورش کے لئے کافی ہوتا تھا اور بنظر ان قدردانیوں کے تمام سپاہی اپنے بادشاہ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور ملک کے کاموں میں جی جان سے کام کرتے تھے اور اُن دونوں کی حفاظت میں زیادہ دلیور ہوتے تھے دایودورس صاحب کا یہ قول بہت صحیح ہے کہ یہ بات اچھی تدبیر مملکت سے بلکہ عام سمجھ سے بھی بالکل برخلاف ہے کہ ملک کی حفاظت ایسے لوگوں کو سپرد کی جاوے جنکو اُس سے کچھ غرض نہ ہو *

چار لاکھ سپاہی مصر کے رہنے والے جو بہت اچھے قواعد سیکھے ہوئے ہوتے تھے ہمیشہ نوکر رہتے تھے اور سخت سخت محنتیں لینے سے لڑائیوں کی تکلیفیں اُٹھانے کے عادی ہو گئے تھے جس طرح کہ تہذیب نفس کا ایک

† سپاہیوں کو جو زمین دی جاتی تھی وہ ایک اردرا ہوتی تھی اردرا مصری زبان میں ایک مقدار کا نام ہے جو زمین کی پیمائش میں بولا جاتا تھا جیسے بیگھ یا ایکرو اردرا دس ہزار مربع کیوبٹ کے برابر ہوتا تھا اور کیوبٹ تیزرعہ فٹ کا ہوتا ہے پس پندرہ ہزار فٹ مربع زمین ہر سپاہی کو ملتی تھی جو انگریزی پیمائش کے بموجب ۳ رورہ ۲ پرچ ۵۵ فٹ ۳ انچھ ہوتی *

فن ہی ویسا ہی تن بدن کے درست کرنے کا بھی ایک فن ہی جسکو پہلوانی کہتے ہیں یہ فن اِس زمانہ کے لوگوں کی غفلت سے جاتا رہا ہی مگر پہلے لوگ اور خصوص مصر کے رہنے والے اِس فن میں بڑے ماہر تھے مصر میں آدمیوں کا پیادہ پا دوڑنا اور گھوڑ بہلوں کا دوڑانا اور گھوڑ دوڑ کرنا نہایت چالاکی اور عجیب ہنر سے ہوتا تھا دنیا میں مصریوں سے بہتر سوار نہ تھے کتاب اقدس میں بھی اُنکے رسالوں کی کئی جگہ بہت تعریف آئی ہے *

سپہ گری کے فنوں کو مصر میں کبھی زوال نہ ہونے پاتا تھا کیونکہ پیشہ سپہ گری کا بھی مثل آؤر پبشوں کے بیٹا باپ سے سیکھتا تھا اور جو لوگ لڑائی میں سے بھاگ جاتے تھے یا آؤر کوئی کام نامردی اور بُز دلی کے کرتے تھے تو اُنکو کوئی خاص لقب بدنامی اور نامردی کا دیا جاتا تھا اور اُنکی نامردی کے تدارک کرنے سے اُنکی عزت کو گھٹا دینا اور بد نامی کا دھبا لگا دینا زیادہ سخت سمجھا جاتا تھا *

مگر باوجود اِن سب باتوں کے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مصری بڑے لڑنے والے تھے اِس لیے کہ امن چین کے دنوں میں بڑی تنخواہ کی جنگی فوج رکھنا اور اُنکو چھوٹی لڑائیوں میں لڑانا کچھ کام کی بات نہیں ہی بڑی بڑی لڑائیوں میں لڑے ہوئے اور سخت سخت مقابلوں کو بھگتے ہوئے تجربہ کار سپاہی ہوتے ہیں *

مصری امن امان کو اِس لیے دوست رکھتے تھے کہ اُنکو انصاف سے محبت تھی فوج رکھنے سے غرض یہ تھی کہ ملک اپنا محفوظ اور عاید امن سے رہے اُنکو اِس سبب سے کہ خود اُنکے ملک میں سب چیزیں بہت کمزور سے پیدا ہوتی تھیں آؤر ملکوں کے فتح کرنے کا خیال بھی نہ ہوتا تھا اُنہوں نے تمام دنیا میں شہروں کے آباد کرنے اور قوانین سلطنت کے جاری کرنے اور تہذیب اخلاق سے شہرت پائی ہو بات میں اچھے اچھے مشوروں سے اور علم کے زور سے کامیاب ہوتے تھے اُن لوگوں کو عقل کی بادشاہت اُس حکومت سے جو جنگ و جدال سے حاصل ہو زیادہ عمدہ اور شان دار دکھائی دیتی تھی مگر اِسپر بھی مصر میں بعض بعض بادشاہ بڑے بہادر اور فتہ مند پیدا ہوئے ہیں کہ اُنکا حال بادشاہوں کے بیان میں لکھا جاوے گا *

چوتھا باب

مصریوں کے علوم و فنون کے بیان میں

مصری ایک عجیب طرح کی طبیعت موجد رکھتے تھے اور ہر کام میں نئے نئے ایجاد نکالتے تھے اُنھوں نے اپنی طبیعت کو مفید کاموں کے ایجاد کی طرف متوجہ کیا اُنکے زمانہ کے عالموں نے جو مرکری + کہلاتے تھے مصر کو عجیب عجیب ایجادوں سے معمور کر دیا تھا اُنھوں نے کسی ایسی چیز سے جس سے طبیعت کی تکمیل ہوتی ہی یا اُس سے آرام اور خوشی حاصل ہوتی ہی مصر کو محروم نہ رکھا تھا مفید کاموں کے ایجاد کرنے والے اپنے فیض رسان ایجادوں کا صلہ جیتے جی اور مرنے کے بعد دونوں حالتوں میں برابر پاتے تھے اور اسی سبب سے اُنکے مرکریوں میں سے دو مرکریوں کی کتابیں بہت مخصوص ہوئی تھیں اور بطور کتب سماویہ کے اُنکو سمجھتے تھے کتب خانوں کا ایجاد اول مصر میں ہوا اور اُنکے ایسے اچھے نام رکھے تھے کہ اُنکا نام سنتے ہی لوگوں کو اُنکے پڑھنے کا اور جو علوم اُنمیں تھے اُنکے جاننے کا شوق ہوتا تھا اُنکا نام دفتر امراض روح رکھا تھا اور حقیقت میں یہ نام بہت تھیک تھا اِس لیے کہ اُنسے انسان کی روح جہالت کی بیماری سے جو نہایت خطرناک اور تمام روحانی بیماریوں کی جڑ ہی شفا پاتی تھی *

سب سے پہلے پہل وہ لوگ ستاروں کی حرکات پر مطلع ہوئے اور سارا سبب یہہ تھا کہ زمینیں ہموار اور ہوائیں شفاف تھیں مطلع صاف رہنا تھا بادل نظر نہ پڑتے تھے اُنھوں نے تحقیقات کامل کے بعد اپنے برسوں کو آفتاب کی گردش کے تھیک برابر کیا چنانچہ ڈایوڈورس صاحب کہتے ہیں کہ بہت قدیم زمانہ سے اُنکا برس ۳۶۵ دن اور چھ گھنٹے کا تھا اپنی اراضیات کی حدود کے تصفیہ کے لیے جو ہر سال دریائے نیل کی طغیانی سے غرق ہو جاتی تھیں اُنکو علم پیمائش کی طرف توجہ کرنی

+ مرکری اُن لوگوں کو کہتے تھے جو دیوتوں کی طرف سے لوگوں کو پیغام پہنچاتے تھے یا دیوتوں کی مرضی بتاتے تھے اور یہہ ایک دیوتا کا بھی نام ہی جسکو فصاحت اور تجارت کا دیوتا سمجھتے تھے اور جسکو یونانی ہرمز کہتے تھے *

پڑی اور اس سبب سے انہوں نے سب سے اول علم ہندسہ کا ایجاد کیا وہ لوگ موجودات عالم کے حالات اور خواص دریافت کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے اور جو کہ اُنکے ملک میں ہوا بہت صاف تھی اور دھوپ کی قیزی بہت ہوتی تھی اس سبب سے وہاں موجودات عالم کی تاثیرات بھی بہت قوی اور مختلف طرح سے معلوم ہوتی تھیں اسی سبب سے اُنہوں نے طبابت کے فن کو ایجاد کیا یا ترقی دی بیمار کو صرف حکیم ہی کی مرضی پر نچھوڑتے تھے بلکہ حکیم کو بھی اُن قاعدوں کا اتباع کرنا پڑتا تھا جنکو قدیم اور تجربہ کار حکیموں نے تحقیق کیا تھا اور وہ قواعد مقدس کتابوں میں مندرج تھے اور جب کہ حکیم اُن قواعد کی پیروی کرتا تھا تو بیمار کے اچھے نہونے کی جوابدہی اُسکے ذمہ نہ ہوتی تھی ورنہ علاج میں غلطی کرنے اور بیمار کے اچھے نہونے کے بدلے حکیم کی جان لی جاتی تھی اس قانون سے اتنا فائدہ تو ضرور تھا کہ جو لوگ ذہن حکیم خطرہ جان تھے علاج کرنے میں حسرت انداز نہ ہوتے تھے مگر نقصان یہ تھا کہ نئی تکنیکیں نہونے پائیں اور فن طبابت درجہ کمال پر پہنچنے سے باز رہا اگر ہم ہیروڈوٹس صاحب کے قول پر اعتماد کریں تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک حکیم صرف ایک ہی بیماری کے علاج میں ہمہ تن مصروف رہتا تھا کوئی آنکھ کا علاج کرتا تھا اور کوئی دانت کا اور علیٰ ہذا القیاس *

جو حالات کہ ہم نے میماروں اور بھول بھلیوں اور بہت سے ستونوں اور مندروں اور محلوں کے بیان کیئے ہیں اور جنکی باقیماندہ عمدہ اور عالی شان نشانیوں کے دیکھنے سے اب بھی حیرت ہوتی ہے اور جنکو دیکھ کر اُن بادشاہوں کی شوکت اور حشمت یاد آتی ہے جنہوں نے اُنکو بنوایا تھا اور اُن معماروں کی صنعت ظاہر ہوتی ہے جنہوں نے اُنکو بنایا تھا جنکے ہر ٹکڑے میں عجیب عجیب خوبصورتیاں اور بڑی بڑی اُستادیاں موجود ہیں اور جس طرح کہ وہ سب ٹکڑے آپس میں مناسبت رکھتے ہیں اور ہر ایک کا جواب اُسکے مقابل میں موجود ہے جس سے خوبصورتی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے اور رنگ آمیزی کے ایسے کاموں سے جنہیں سے اکثر کی چمک دمک باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے اب تک موجود ہے ہمکو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مصریوں نے فن عمارت اور رنگ آمیزی اور سنگتراشی اور آرز تمام فنوں کو کمال پر پہنچا دیا تھا

اُس شغل کو جو کہ جسم کو قوت دے یا صحت کو ترقی نہ بخشے
مصری نہایت ناپسند کرتے تھے اور باجا بجانے کے شغل کو بے فائدہ جانتے
تھے بلکہ ایسا شغل سمجھتے تھے جس سے ذہن اور ذکا کو کمزوری ہوتی ہی *

پانچواں باب

کشتکاروں اور گلہ بانوں اور کاریگروں کے بیان میں

مصر میں تین فرقوں کے لوگ یعنی کسان اور گذریے اور کاریگر بہت
کم درجہ کے گنے جاتے تھے مگر پھر بھی اُنکی بہت قدر تھی خصوصاً
کسانوں اور گذریوں کی جن لوگوں سے ملکر ملک کا جسم بنتا ہی اُنمیں
برائی چھٹائی کا ہونا ضرور ہی مگر جب کہ ایک جسم میں آنکھ کو ایک
بہت اچھا اور عمدہ اعلیٰ درجہ کا عضو قرار دیں تو اُسکی خوبی اور
روشنی سے باقی اعضا مثلاً ہاتھ پاؤں بلکہ اُس سے بھی کم درجہ کے ناچیز
اور نکمے نہیں سمجھے جاتے اِسی طرح مصریوں میں پوجاری اور سپاہی
اور اہل علم کا امتیاز مخصوص مخصوص عزتوں سے تھا مگر تمام پیشہ والے
یہاں تک کہ کمینہ سے کمینہ پیشہ کے لوگ بھی ایک عام عزت میں شریک
تھے کیونکہ کسی شخص کی حقارت کرنی جسکا پیشہ ملک کے مفید ہو
اور گو وہ کیسا ہی کمینہ پیشہ ہو ایک جرم سمجھا جاتا تھا *

جو وجہ کہ ہم نے بیان کی اس سے بہتر ایک اور وجہ معلوم ہوتی
ہی جس نے مصریوں کو اس طرح کے عام پسند انصاف اور معتدل برتاؤ پر
برانگیختہ کیا ہوگا جو اتنی مدت تک اُنکے ہاں قائم رہا اور وہ وجہ
یہ ہی کہ تمام مصری حام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور ابتدا
کے زمانہ میں سب کو اپنی اصلیت کہ ہم سب ایک دادا کی اولاد ہیں
بتوڑی یاد تھی اور اِسی بات نے سب کے دل میں آپس میں ایک قسم کی
مساوات کا ہونا قائم کیا تھا اور اس سبب سے اُنکے نزدیک ہر ایک شخص
جو اُس بڑے دادا کی اولاد میں تھا شریف تھا بے شک حالات میں

فوق کرنے کا اور کم درجہ کے لوگوں سے بھتکارت پیش آنے کا سبب اپنی اس اصلی اصل سے جس سے سب پیدا ہوئے ہیں دور پڑ جانا ہوتا ہی اور یہی دوری ہمیں اس بات کو بھلا دیتی ہی کہ جو کمینہ سے کمینہ شخص ہی اگر اُسکی نسل کی اصل کو بھی ہم اُپر سے دیکھیں تو وہ بھی ایسا ہی شریف پایا جاوے گا جیسے اُپر اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں *

کوئی سبب ہو مگر مصر میں کسی پیشہ کو برا نہ جانتے تھے اُسی لیے ہر فن کو عروج اور ہر پیشہ کو کمال ہوتا تھا اور جس طرح کہ فنون کی قدر کی جاتی تھی اُس سے لوگوں کو اُن فنون کی ہر طرح کی ترقی کا خیال اور فکر رہتا تھا ہر شخص کی اوقات بسوی کا طریقہ از روے قانون کے منظور ہوتا تھا اور باپ سے بیٹے تک پہنچتا تھا ایک وقت میں دو پیشہ کرنے یا جس پیشہ میں پیدا ہوا اُسکے بدلنے کی ہرگز اجازت نہ تھی اس سبب سے پیشہ والے اپنے اپنے پیشوں میں جنکی مشق بچپن سے اُنکو ہوتی تھی بہت ہوشیار اور چالاک ہو جاتے تھے اور جو تجربہ کد اپنے باپ سے حاصل کرتے تھے اُسپر خاص اپنے تجربوں کو زیادہ کر کر اُس فن خاص میں زیادہ قابل اور کامل ہوتے تھے علاوہ اُسکے اس عمدہ قاعدہ سے جو قدیم سے مصر میں رائج تھا بیجا بلند نظری معدوم ہو گئی تھی اور ہر شخص کو اس قاعدہ نے بغیر اُسکے کہ وہ شخص کسی طرح کی غرض سے یا بیفائدہ شان و شوکت کی تمنا سے یا اپنی بھتکارت کے خیال سے کسی برتر حالت کی خواہش کرے اپنی موجودہ حالت میں راضی اور خوش رہنا سکھا دیا تھا *

اس سبب سے فنون کی ترقی اور زندگی کو آرام و آسائش بسر کرنے اور تجارت کو زیادہ آسان اور سہل کرنے کے لیے بیشمار باتیں ایجاد ہوئیں ہمکو ایک زمانہ میں یقین نہ ہوا تھا کہ قایوقروس صاحب مصریوں کے حالات میں یہ بات سچ بیان کرتے ہیں کہ اس قوم نے اپنی حکمت عملی سے بدوں بٹھانے مرغی کے اندوں سے بچہ نکالنے کی ترکیب نکالی مگر حال کے تمام سیاح اُسکی تصدیق کرتے ہیں جو ہمارے غور کرنے کے بھی لائق ہی چنانچہ اس زمانہ میں یورپ میں بھی اُسکا استعمال کیا جاتا ہی اُنکے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ مصری اندوں کو تدریج میں رکھتے ہیں اور

اُنکو اتنا گرم کرتے ہیں کہ اُنکی گرمی مرغی کی اصلی حرارت کے مناسب رہے اور اُن تندرورں میں سے جو بچے نکلتے ہیں وہ ایسے ہی اچھے اور مضبوط ہوتے ہیں جیسے کہ قدرتی طور پر مرغی کے سینے سے نکلتے ہیں آخر دسمبر سے آخر اپریل تک اس کام کے لیئے موسم مناسب ہوتا ہی اور مہینوں میں مصر کے ملک میں گرمی زیادہ ہو جاتی ہی ان چار مہینوں میں تین لاکھ اندوں سے زیادہ تندرورں میں رکھے جاتے ہیں اگرچہ سب میں سے بچے نہیں نکلتے مگر اسپر بھی ہزارہا بچے سہل طریق سے پیدا ہو جاتے ہیں اس فن کا مدار صرف اس بات پر ہی کہ تندرورں میں معتدل درجہ کی گرمی دی جاوے اور اُس سے زیادہ گرمی نہ ہونے پاوے تندرورں کے گرم کرنے میں دس روز لگتے ہیں اور اسی قدر دن اندوں کے کھٹکنے میں صرف ہوتے ہیں یہہ سیاح بیان کرتے ہیں کہ جب اندوں سے بچے نکلتے ہیں تو بڑا مزا ہوتا ہی اور نئی سیو نظر آتی ہی کسی کا سر نکلتا ہی اور کسی کا آدھا دھڑ باہر آجاتا ہی اور کوئی سارا نکل پڑتا ہی اور جو بچے پورے نکل آتے ہیں وہ نکلنے کے ساتھ ہی بن کھٹکے اندوں پر دوڑتے پھرتے ہیں اور عجب تماشا دکھائی دیتا ہی کارنیل لیبرین صاحب نے اپنی سیاحی میں اُور مسافروں کے بیانات اس باب میں جمع کیئے ہیں اور پلنی صاحب بھی اسکا بیان فرماتے ہیں مگر اُنکی تقریر سے یہہ واضح ہوتا ہی کہ اگلے وقتوں میں مصری لوگ اندوں سے بچے نکالنے کے لیئے تندرورں کو کام میں نہیں لاتے تھے بلکہ گرم گرم گوہر میں اندوں کو رکھتے تھے ہم پہلے بیان کو چکے کہ کسانوں اور چرواہوں کی عزت مصر میں بہت تھی مگر اُسکے بعض بعض ضلعوں میں چرواہوں کو بہت ذلیل سمجھتے تھے چنانچہ سڑ چرانے والے نہایت ذلیل تھے اس لیئے کہ وہ ایسے ناپاک حیوانوں کو چراتے تھے ہیروڈوٹس صاحب کہتے ہیں کہ مصری اُنکو اپنے مندرورں میں نہ آنے دیتے تھے اور نہ اُنسے رشتہ نانا کرتے تھے انہیں دو پیشہ والوں کے سبب سے مصر میں دولت کی ریل پیل تھی چنانچہ اس بات کے خیال کرنے سے تعجب آتا ہی کہ مصری اپنے فن و محنت سے ایسے ملک سے جو بہت بڑا نہ تھا کیسے بڑے بڑے فائدے اُٹھاتے تھے لیکن زمینیں اُنکی طرفانات نیل اور رھنے والوں کی محنت و مشقت سے بہت زر خیز تھیں *

ہر سلطنت کی ایسی ہی اچھی حالت ہوگی جسکا حاکم اپنے تمام کاموں میں اُسکی بھلائی کی طرف متوجہ ہوگا اور اراضیات کی کشتکاری

اور مریضی کی پرورش سے تمام ملکوں میں بے شمار دولت ہوگئی جہاں کہیں مصر کے مانند اُن مفید پیشوں کو زور سلطنت اور تدبیر مملکت سے ترتیب دی جاتی ہوگی اور ہمکو یہہ بڑی بات سمجھنی چاہیئے کہ بالفعل یہہ پیشے کیسے ذلیل و بے قدر ہو گئے اِن پیشوں سے بڑے لوگوں کی صرف حاجتیں ہی نہیں ہو آتیں بلکہ زندگانی کے عیش و آرام بھی بہم پہنچتے ہیں اِس لیئے کہ فلوری صاحب اپنی عمدہ کتاب میں جسکو بنی اسرائیل کے طور و طریقوں کے بیان میں تالیف کیا ہی اور جس سے ہمارے مضمون کی بخوبی تصدیق ہوتی ہی بیان کرتے ہیں کہ دھقانوں سے شہر والوں اور حاکموں اور شریفوں اور پوجاریوں کی پرورش ہوتی ہی اور نقد و جنس کے مبادلہ میں کیسی ہی اُلٹ پھیر کریں مگر آخر کو یہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ یہہ تمام معاہدہ زمینوں کی پیداواروں اور کسانوں کی محنتوں اور حیوانوں کی مشقتوں کی شاخیں ہیں جنکی اُس سے پرورش ہوتی ہی مگر باوجود اِسکے جب ہم انسانوں کے حالات مختلفہ کو دیکھتے بھالتے ہیں تو وہ کشتکاروں کو نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور اُس نکمہ روئے والے کو جو سُستی اور گاہلی سے عقل کا زور نہیں رکھتا اور خلق کے کام نہیں آتا اور کسی طرح کی حیثیت لیانت نہیں رکھتا صرف اِس وجہہ سے ترجیح دیتے ہیں کہ اُسکے پاس بہت سی دولت ہی اور بڑے عیش و آرام سے اپنی زندگی بسر کرتا ہی مگر اب اُن ملکوں کا ملاحظہ ضرور ہی کہ جہاں لوگوں کے حالات مختلفہ میں کچھہ بڑا فرق نہیں کیا جاتا اور وہاں کے امیر آدمی اپنی عمر عزیز کو گاہلی اور بیکاری میں صرف نہیں کرتے بلکہ اپنی حیثیت کو محنت مشقت سے بڑائے رکھتے ہیں اور وہاں ہر شخص بدون بھروسے کسی شخص کے اور بلا سہارے کسی چیز کے اپنی تھوڑی بہت جائداد سے اوقات بسر کرتا ہی اور کمال آزادی سے تھوڑی کائنات پر قناعت کر کے خوش باخوش رہتا ہی بخلاف اِسکے کہ بڑے کاموں سے بہت سے مال و دولت جمع کرنے کا ارادہ رکھے یعنی اِسے ملک میں جہاں سُستی اور زنانہ پن اور ضروریات زندگی کی ناواقفیت کی واجبی حقارت کی جاتی ہو اور تندرستی اور طاقت جسمانی کے مقابلہ میں ہنسی خوشی کی قدر نہ کرتے ہوں تو ایک آدمی کے واسطے یہہ بات بڑی عزت اور نیک نامی کی ہوگی کہ وہ بجائے آوارگی اور کھیلنے کودنے اور قمار بازی اور باقی اسرافات

یہودیہ کی اپنی عمر عزیز کو کھیت کیار کے کام اور گلابانی کے شغل میں صرف کرے انلاطوں کی سلطنت جمہوری کی راے پر ایسے لوگوں کی مثالوں کے واسطے کچھ رجوع کرنا ضروری اور لابی نہیں جو اپنی زندگی مستعار کو ایسے اچھے کاموں میں بسر کریں بلکہ اسی طرح پر چار ہزار برس تک ہزاروں آدمی اپنی اوقات کاٹتے رہے چنانچہ بنی اسرائیل اور مصری اور یونانی جو نہایت تربیت یافتہ اور مشہور لوگ تھے اور باقی آذر قومیں بھی اسی طرز معقول پر عمر عزیز کو صرف کرتے تھے کشتکاری اور مویشی کی پرورش پر لحاظ کرنا چاہیئے کہ اُسکی سب رعایت کرتے تھے کشتکاری کے ذریعہ سے سن اور سنی جس سے ہماری عمدہ عمدہ پوشاکیں بنی جاتی ہیں اور اُنکے لیئے وہ بہت ضروری ہی پیدا ہوتی ہی اور قطع نظر اُس سے اناج اور پھل پھلاری اور توگاریاں بھی حاصل ہوتی ہیں علاوہ اُسکے ہماری پرورش صرف اُنکی افراط ہی پر موقوف نہیں بلکہ ذوق و لذت کا مزا بھی اُٹھتا ہی اور مویشی کی پرورش علاوہ اُسکے کہ وہ ہمارے دسترخوانوں کو اچھے اچھے گوشتوں سے بھرتی ہیں اِس لیئے بھی نافع ہی کہ کھال اور اُرن اور آذر چیزوں کی تجارت کے کارخانوں کی جان ہی *

تمام بادشاہ اِس بات کے خواہان ہوتے ہیں اور اُنکی یہی غرض اصلی ہی کہ کاشتکاروں کو جو زمانہ کے گرم و سرد اُٹھاتے ہیں اور اکثر زر محصول دہی لوگ ادا کرتے ہیں خوش و خرم رکھنا چاہیئے اور تسلی اور تشہی دینی اُنکو ضرور ہی مگر بادشاہوں کے یہہ نیک ارادے اِس لیئے ثبوت جاتے ہیں کہ وہ لوگ جو تحصیل روئے پر معین ہوتے ہیں کمال جبر و تعدی کرتے ہیں اور اُسپر بھی وہ ظالم بیرحم سیر نہیں ہوتے تاریخ کے دیکھنے سے یہہ عمدہ بات شہنشاہ تائی بیروئیس کے ہاتھ آئی کہ مصر کے ایک رومی حاکم نے اُس صوبہ کے محصول کو باین نظر بڑھا دیا اور دستور مقورہ سے زیادہ کیا کہ بادشاہ میروی کارگذاری سے راضی ہو مگر اُس بادشاہ انصاف پسند نے جسٹس آغاز سلطنت سے عدل اور انصاف کو اپنا دستور العمل تھرایا تھا یہہ جواب دیا کہ ہمارا ارادہ یہہ ہی کہ بھیڑ کے بال کترے جاویں اور یہہ قصد نہیں کہ وہ خرد ذبح کی جارے *

چھٹھا باب

زرخیزی مصر کے بیان میں

راغب ہو کہ اس باب میں مصر کے مخصوص درختوں اور کثرت غلہ کا بیان ہی

پیروس ایک درخت ہی جسکی چڑ سے بہت سی شاخیں مثلث نما اُگتی ہیں اور کوئی نو یا ساڑھے دس فٹ تک بلند جاتی ہیں اگلے لوگ کھجور کے پتوں پر لکھا کرتے تھے اور بعد اُسکے ایک مدت تک درختوں کی چھالوں کے اندر کی جانب پر جو اندر سے سفید اور صاف نکلتی ہیں لکھتے رہے اور اُسی سے لفظ لبر کا کتاب کے معنوں میں نکلا بعد اُسکے تختیوں پر ہلکی ہلکی مرم کی تھ چڑھا کر اُنپر ایک اوزار سے کہ اُسکو ستائیس کہتے تھے اور اُسکے ایک طرف لکھنے کے لیئے نوکدار اور دوسری جانب متانے کے واسطے چبٹی ہوتی تھی لکھا کیئے اور اسی نظر سے پیروس شاعر نے یہ شعر کہا چنانچہ مضمون اُسکا گزارش کیا جاتا ہی

گر تمنائے خوشنویسی ہو تو قلم پھیر پھیر مشق کرو

آخر کار کاغذ نے رواج پایا اور وہ پیروس کی چھال سے اِس طرح پر بنایا جاتا تھا کہ اُسکے پتلے پتلے ورق مناسب مناسب اُتارتے تھے اور اُنپر لکھتے تھے اور اِس پیروس کو بیبلاس بھی کہتے تھے چنانچہ لیوکن صاحب کے شعر میں جسکا مضمون گزارش کیا جاتا ہی آیا ہی

ممفس میں اب تک اِسکی خبر کچھ نہ تھی کہ ہاں
بنیے ہیں اچھے اچھے ورق بیبلاس کے

پلنی صاحب اِس عمدہ ایجاد کو بہت عجیب بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عمدہ ایجاد انسانوں کے لیئے بہت مفید ہی کہ اُسکے ذریعہ سے بڑے بڑے کاموں کی یادگاری باقی رہتی ہی اور جن لوگوں سے وہ کام ظہور میں آتے ہیں اُنکے نام روشن رہتے ہیں اور ویرو صاحب کی اِس ایجاد کے مقدمہ میں یہ تحقیق ہی کہ جب اِسکندر اعظم نے سکندریہ آباد کیا تو یہ عمدہ ایجاد کیا مگر اصل یہ ہی کہ اُسنے اِسکو زیادہ رواج

ذرا باقی ایجاد اُس سے پہلے کا ہی پلنی صاحب بیان کرتے ہیں کہ پروگیمس کے بادشاہ یومینس نے کاغذ کی جگہ جھلی کو رواج دیا اور یہ کام تولیمی بادشاہ مصر کی حسد سے کیا تھا اِس لیئے کہ اُس نے اِس ایجاد کے ذریعہ سے جس میں کاغذ کی نسبت زیادہ فائدہ متصور تھا یہہ چاہا تھا کہ اُسکے کتب خانہ سے سبقت لے جاوے بھیڑوں کی کھالوں سے مصالحوں کے زور سے ایسی جھلیاں طیار ہوئی تھیں کہ بے کھسر اُنپر لکھا جاوے اور اِسی ایجاد کے سبب سے شہر پروگیمس بنام پروگیمینم مشہور ہوا چنانچہ تمام رانے قلمی نسخے بھیڑ یا بچھڑے کی کھالوں پر جو زیادہ لطیف ہی لکھے ہوئے ہاتھ آتے ہیں مگر وہ سفید کاغذ جو میلے کچیلے کپڑوں کو چھ گلی کے چُنے ہوؤں سے بنایا جاتا ہی بہت صاف شفاف ہوتا ہی اور اُنکے دیکھنے سے اچنبھا ہوتا ہی علاوہ اُسکے یہی پیپروس جہاز کے بادبانوں اور رسیوں اور موٹے جھوٹے کپڑوں کے کام بھی آتا ہی *

لینم یعنی سن کا درخت جسکی جہال ریشوں سے بھری ہوتی ہی اُسکے باریک باریک ریشوں سے بہت عمدہ کتان بُنا جاتا ہی مصر والے اُسکے بُنے میں کمال کرتے تھے کہ اُسکے ایسے ریشوں سے جو بال سے زیادہ باریک ہوتے تھے اور بڑے تیزبین کو نظر آتے تھے کتان بُنتے تھے پوجاری لوگ ہمیشہ یہی کتان پہنتے تھے پشمینہ ہرگز نہ پہنتے تھے علاوہ پوجاریوں کے اُور بھی تمام معزز لوگ کتان پہنتے تھے یہی کپڑا مصروالوں کی تجارت کا رکن اعظم تھا اور اِسی لیئے اُور ملکوں میں کثرت سے روانہ کیا جاتا تھا اور اُسکے بُنے میں بہت سے آدمی اور خصوص مستورات ہوتی تھیں جیسے کہ اشعیا علیہ السلام کی کتاب سے واضح ہوتا ہی جہال کہ اِن پیغمبر جلیل الشان نے مصروالوں کو ایسے سخت قحط سے ڈرایا تھا کہ اُس سے ہر قسم کی محنت و مزدوری میں خلل آریگا چنانچہ یہہ قول اُنہیں کا ہی کہ وہ لوگ جو کتان کے بنانے میں عمدہ کام کرتے تھیں اور اچھی اچھی جالیاں بُنتے تھیں بہت خراب اور تباہ ہونگے اور اِسی طرح ہم کتاب اقدس میں پاتے ہیں کہ اُس میں یہہ لکھا ہی کہ اولوں کے تیز باران سے جو موسیٰ علیہ السلام کی دعاء مقبول کا اثر تھا تمام سنوں کے تانے بانے جو کتانوں کے بُنے کے لیئے درست کیئے تھے ٹوٹ تات گئے اور یہہ بلاے عام ماہ مارچ میں نازل ہوئی تھی *

ایک قسم کی سن کو جو نہایت باریک اور شفاف ہوتی تھی اُسکو بمس کہتے تھے اور ارغوانی رنگ سے اُس قسم لطیف کو رنگین کرتے تھے اور یہہ قسم اِٹنی گران تھی کہ امیروں کے سوائے کسی کو نصیب نہ ہوتی تھی مگر ہلنی صاحب اُس قسم کو قسم اول بتاتے ہیں جو آتش انگیز نہ تھی اور اُسکو ایہستن کہتے تھے اور اُس پہلی رقم کو قسم ثانی قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ قسم اعلیٰ عورتوں کے سنگاروں میں کام آتی ہی کتاب اقدس سے دریافت ہوتا ہی کہ یہہ عمدہ قسم کھڑے کی مصر ہی سے لائی جاتی تھی چنانچہ حزقیل علیہ السلام نے ستائیسویں باب کی ساتویں آیت میں یہہ لکھا ہی کہ بہت عمدہ زر یافتہ کڈان خاص مصر ہی سے آتا تھا *

لوٹس کہ اُسکو لوٹ بھی کہتے تھے وہ ایک درخت تھا کہ مصر والے اُسکی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اگلے وقتوں میں روٹی کی جگہہ اُسی کے پھل کو کھاتے تھے اور افریقیہ میں ایک آڑ قسم کا لوٹس تھا کہ اُسکے پھل کھانے سے کھانے والوں کو لوٹس خوار پکارتے تھے ہومر شاعر کا یہہ قول ہی کہ اُس درخت کے پھل ایسے لطیف و خوش مزہ ہوتے تھے کہ اُسکے کھانے والے اپنے وطن کی تمام لذیذ چیزیں بھول جانے لگتے تھے جیسے کہ ایلیس کو ترائے سے واپس آنے میں دریافت ہوا *

عمرماً یہی کہا جاتا ہی کہ مصر کی ساری ترکاریاں اور تمام پھل پہلاڑی نہایت عمدہ تھیں اور بقول ہلنی صاحب کے وہاں کے رہنے والوں کی پرورش کے لیئے دھبی کافی دانی تھیں اِس لیئے کہ ہارصف کثرت و افراط کے نہایت لذیذ و لطیف تھیں اور اِس میں کچھ شہہ نہیں کہ تمام کاریگر پھل پہلاڑی کھا کر جیتے تھے باقی آڑ کچھ نہ کھاتے تھے چنانچہ اُن کاریگروں کے ہوتاؤ سے جو میٹاروں کے بنانے میں مصروف تھے یہی امر صاف واضح ہوتا ہی *

علاوہ اُن دھقانی دولتوں کے جو ابھی مذکور ہو چکیں رد نیل کی یہہ صورت تھی کہ عمدہ عمدہ مچھلیوں اور اچھے اچھے ساگ پائوں سے جو موشی کی پرورش کے لیئے مصریوں کی اراضیات پر نشو و نما پاتے تھے اُنکے دسترخوانوں کو بخوان نعمت بنا دیا تھا حاصل یہہ کہ اُنکو ایسا عمدہ

گوشت نصیب ہوتا تھا کہ جب بنی اسرائیل جنگل میں قاناں قتل پھرتے تھے تو اسی نظر سے مصر سے نکلنے کا بہت رنج اور نہایت افسوس کرتے تھے چنانچہ انہوں نے یہہ دھائی مچائی کہ اب گوشت کھانے کو کون دیگا اور وہ گوشت جو مصر میں ملتا تھا اور وہ تربوز اور کھیرے اور لہسن اور پیاز جو وہاں بے تکلف کھانے میں آتے تھے بہت یاد آتے ہیں اور دیگچیوں کے پاس بیٹھنا اور پیٹ بھر کر روٹی کھانا جب یاد آتا ہی دل دکھ جاتا ہی *

مصر کے عیش و آرام کا بڑا سبب وہ کثرت غلہ کی تھی کہ بدولت اُسکے عام کال میں پاس بڑوس کی پرورش کر سکتے تھے چنانچہ یوسف علیہ السلام کے عہد انصرام میں جو معاملہ پیش ہوا وہ اظہر من الشمس ہی اگلے وقتوں میں روم اور قسطنطنیہ کا ذخیرہ وہی ملک رہا اور یہہ کہانی بہت مشہور ہی کہ جب سینٹ ایتھانسیس نے یہہ بات کہی کہ اسکندریہ سے قسطنطنیہ کو غلہ روانہ نہ کیا جاوے تو شہنشاہ قسطنطنیہ کو اسکا پرچہ لگا اور بادشاہ اُس بزرگ آدمی پر بہت خفا ہوا اور وجہ یہہ تھی کہ اُسکو یہہ امر یقینی تھا کہ اگر مصر سے غلہ نہ آوے گا تو مہری دارالسلطنت بھڑکھوں مہر جاریگی اور اسی لیئے روم کے سارے بادشاہ زراعت مصر کی خبرگیری کو واجب و لازم سمجھتے تھے اور اسی کو دنیا کی دارالسلطنت یعنی شہر روم کی مادر مہربان جانتے تھے *

یہی دریا جسکی بدولت مصر کو یہہ بات ہاتھ آئی تھی کہ دنیا کے دو بڑے شہروں یعنی روم اور قسطنطنیہ کی پرورش کرسکے کبھی کبھی ایسی موجوں میں آتا تھا کہ خود مصر میں کال ہرتے تھے یوسف علیہ السلام کے عہد انصرام میں جنگی حسن تدبیر سے قحطوں کی ضرر رسانی کے دفع کے لیئے بڑا سامان غلوں کا کیا گیا تھا کسی منتظم کو اس بات کا اشارہ نہوا کہ نیل کی بے اعتدالیوں کی روک تھام کرتے رہیں پلنی صاحب نے تریجن شہنشاہ کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہی مصر کی وہ تباہ حالت جو خشک سالی سے اُسکے عہد میں ہوئی تھی اور بادشاہ کی سخاوت اور بلند ہمتی جو اُن دنوں اُس سے صادر ہوتی تھی بہت خوب لکھی ہی چنانچہ اس مقام پر اُسکا خلاصہ بیان کیا جاتا ہی دیکھنے والے ناخوش نہ ہونگے اور پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ پلنی صاحب کے مضمونوں پر لحاظ کریں اور طرز تقریر کا خیال نہ کریں *

پلٹنی صاحب کہتے ہیں کہ مصریوں کے جی میں یہ بات سما گئی تھی کہ اناج کے پیدا کرنے میں بارش اور آفتاب کی ہمکو حاجت نہیں اور ہمارا ملک دنیا کے بڑے زر خیز ملکوں کا مقابلہ کر سکتا ہی خدائے تعالیٰ کو یہ بات بڑی لگی چنانچہ اُس نے بڑا کٹھن کال مصریوں پر نازل کیا اور سبب ظاہری اُسکا یہ ہوا کہ بہت سا ملک اُنکا نیل کے پانی سے الگ رہا اور وہی حصہ غلہ کی افراط کا باعث تھا بعد اُسکے جب کھانے پینے سے تنگ ہوئے تو اُنہوں نے وہ مدد جسکی دریائے نیل سے اُنکو توقع تھی اپنے بادشاہ یعنی سلطان روم سے طلب کی اور جس قدر عرصہ کہ قاصد کو روم تک پہنچنے میں لگا اُسی قدر تاخیر مدد رسانی میں ہوئی اور جوں ہی کہ قاصد وہاں پہنچا اور بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو غریب نوازی جوش میں آئی اور سمجھنا چاہئے کہ اِس آفت ناگہانی کی غایت یہی تھی کہ شاہ روم کی جوانمردی اور فیاضی بخوبی واضح ہووے یہ پُرانی راء اور عام بات تھی کہ ہمارے شہر یعنی روم کی آبادی مصر کے ذخیروں پر موقوف ہی اور علاوہ اُسکے مصریوں کے دماغ میں یہ بھی سمائی تھی کہ اگرچہ ہم لرگ محکوم ہیں مگر اپنے حاکموں کی پرورش کرتے ہیں اور اپنے دریا کے ذریعہ سے قلت کثرت غلوں کی ہمارے قابو میں ہی مگر اب جو بادشاہ کی مدد پہنچتی تو ہم رومیوں نے نیل کا غلہ نیل کو واپس دیا اور وہ متاع زبون اُسکے منہ پر ماری اب مصریوں کو اِس تجربہ سے یاد رہے کہ ہم اُنکے محتاج نہیں بلکہ وہی ہمارے غلام ہیں اور یہ معاملہ روم کے جس قدر زر خراج کے مقروض ہیں اُس قدر جہاز اُنکے غلہ نہیں پہنچاتے اور یہ بات نہ بھولیں کہ بدون اُنکے ہمارا کام چل سکتا ہی اور اُنکو بدون ہمارے بن نہیں بڑتی یہ صوبہ صاف پائمال ہو جاتا اگر رومیوں کے پانو تلے نہوتا سرکار دولتمدار بادشاہ کی مصریوں کے حق میں بجائے باپ کے تصور کی جاتی ہی مصری اپنے غلہ خانوں کو دیکھ دیکھ جو بلا محنت بھر لیتے تھے حیوان ہوتے تھے کہ یہ بیگانی دولت بیٹھے بٹھائے کسکے نصیبوں سے ہاتھ اُٹھی ایسی قوم کی قحط سالی جو ہم سے بہت بڑے فاصلہ پر تھی اور اُسکی روگ تھام ایسی شتابی سے ہوئی صرف اِس غرض کے لیئے تھی کہ مصریوں کو اُسکے ذریعہ سے یہ بات واضح ہو جاوے کہ ہماری سلطنت میں رہنے سے کیسے کیسے بڑے فائدے ہیں نیل سے کسی وقت

میں مصریوں کو فائدہ ہوا ہوگا مگر ہم لوگ کہہ ہی اُسکے ممنون نہیں ہوئے
خداوند! لوگوں کی قناعت اور بادشاہ کی سخاوت کے طفیل سے مصر کے
کارخانے جاری رکھے اور اُسکی زر خیزی کو بحال کر *

پلنی صاحب کی لعنت ملامت مصریوں کے غرور و حماقت پر اشارہ
کرتی ہی جو اُنسے نیل کی طغیانوں کے گھمنڈ پر ظاہر ہوتی تھی اور حزقیل
علیہ السلام کا وہ مقام یاد آتا ہی کہ جہاں خدائے تعالیٰ نے فرعون شر بخت
پسے جو اُسکا بادشاہ تھا یہہ خطاب کیا کہ او فرعون بادشاہ مصر کے میں تیرا
بڑا مخالف ہوں اور تو میرے دریاؤں میں بڑا مگر مچھہ ہی جسنے یہہ
بڑا بول بولا کہ دریا میرا ہی اور میں نے اُسکو اپنے لیئے بنایا ہی خدائے تعالیٰ نے
اُس خود پرست کو بڑا متکبر پایا اور وہ خود فراموش صرف اِس بات پر
بھولا تھا کہ نیل کے طوفانوں کی نگہبانی کرتا تھا اور خدائے تعالیٰ کی حکومت
سے آپ کو خارج سمجھتا تھا اور طوفانوں کے اچھے اچھے فائدوں اور عمدہ عمدہ
اثروں کا باعث اپنی احتیاط و حفاظت اور اپنے بزرگوں کی عنایت کو جانتا
تھا اور یہہ اُسکا قول تھا کہ دریا میرا ہی اور میں نے اُسکو بنایا ہی *

یہہ حصہ جو مصریوں کی رسم و راہ میں بیان کیا گیا اُسکے اختتام
سے پیشتر یہہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ پڑھنے والے اُن مقاموں کو ملاحظہ
کریں جو ابراہیم اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ علیہم السلام کی تاریخوں
میں بجائے خود الگ الگ مذکور ہیں اور وہ حالات جو بت پرست
مورخوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں اُن مقاموں سے مستحکم ہو جاتے
ہیں اُن مقاموں میں مصر کی حکمرانی کے طریقے جو بلاد مصر میں
جاری تھے اور بادشاہوں کی بیدار مغزی مذکور ہی جو امور سلطنت سے
بتخریبی واقف تھے اور مشورت کے قاعدے اور تقسیم غلات کے طریقے اور
ترتیب افواج کے قانون اور پھرے چوکی کے دستور اور گھر باہر کے برتاؤ اور
حکومت کے رنگ دھنگ بہت اچھی طرح سمجھتے تھے اور ہر قسم کے
سپاہی کو مسلح دیکھنا اور لڑائی کی رتھوں کا آمادہ رکھنا اور صوبہ داروں کی
کارگذاری دیکھنا بھالنا اور مودی خانوں پر داروغے مقرر کرنا اور پیالہ برداری
کا عہدہ امین متدین کو دینا غرض کہ جمیع لوازم سلطنت کو اچھی طرح
پرتنا امر لایہی جانتے تھے اور قطع نظر امور مذکورہ بالا سے وہ خوف شدید
بھی واضح ہو جاوے گا جو مصریوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف کا

جو تمام فاعلوں کا ناظر اور بادشاہوں کا منصف ہی سمارہا تھا اور وہ ہیبت جو اُنکو زناکاری پر تھی کمال صفت و ثناء کے قابل تھی یعنی اُسکو ایسا بُرا تصور کر رکھا تھا کہ صرف اُسی کو قوم کی بربادی کے لیئے کافی دانی سمجھتے تھے *

تیسرا حصہ

بادشاہان مصر کے بیان میں

جیسے کہ مصر کے پہلے بادشاہوں کی تاریخ بے ٹھور ٹھکانے ہی ایسی کوئی مشتبہ جگہ تاریخ قدیم میں پڑتی نہیں جاتی اس مغرور قوم نے اپنی قدامت کے بھروسے تاریخ آغاز سلطنت کو قلمبند نہ کیا گویا یہی سمجھ رہے کہ ہماری قوم ازل سے برابر چلی آتی ہی اُسی قوم کے مورخوں کی تحقیق کے بموجب اول تو دیوتوں نے بعد اُسکے آدھے دیوتوں یعنی دلاوروں نے بیس ہزار برس تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی لیکن اس دعویٰ کا جھوٹہ سیج آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے *

دیوتوں اور آدھے دیوتوں کے بعد مصر کے حاکم آدمی ہوئے جنکے میں تھان ہو چاری نے تیس پشتیں بیان کیں یہہ شخص مصر میں بڑا ہو چاری اور مصر کے مقدس دفتروں کا محافظ اور یونانی فنون کا نہایت ماہر تھا اس ہو چاری نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں اُسی کی فرمائش سے ایک تاریخ مصر کی لکھی اور یہہ بات بنائی کہ مریورینس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں اس تاریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو اُنسے لیکر اسکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے مگر یہہ صاف جعل سازی ہے اور سر سے پانو تک جھوٹ ہے علاوہ اسکے اریٹوس تھینس کی تاریخ میں جسکو ٹولیمی ایور جیٹس نے اسکندریہ میں بلایا تھا تھینس کے ازتیس بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے اور یہہ بادشاہ وہ نہیں جنکو میں تھان نے یہاں بیان کیا ان اختلافوں کے رفع کرنے میں مورخوں کو بہت دقت پیش آتی ہے مگر رفع اختلاف کا

نہایت معقول طریقہ یہی قرار پایا کہ ان مختلف بادشاہوں نے ترتیب وار سلطنت نہیں کی بلکہ ایک ہی وقت میں مصر کے مختلف شہروں میں بجائے خود حاکم تھے اور تمام بلاد مصر ان مختلف سلطنتوں پر منقسم تھے مصر میں تھیبس اور قن اور ممفس اور تانس چار خاندان بڑے بھاری تھے مگر اس مقام میں ہم مصر کے بادشاہوں کا مذکور نکرینگے کیونکہ انہیں سے اکثر کے صرف نام ہی نام ہم تک پہنچے بلکہ وہ باتیں بیان کرینگے جو ہمارے نزدیک نہایت مناسب اور بغایت معقول ہیں اور اُنکے پڑھنے سے پڑھنے والوں کو بصیرت حاصل ہووے اور اپنے بیان کو ان تاریخوں پر منحصر کرینگے جو ہیروڈوٹس اور ڈایوڈورس سٹیکولس نے سلاطین مصر کے حالات میں تالیف کیں اور جو کہ سلطنتوں کی سلسلہ ہندی تھیک تھا کہ نہیں اس لیے ہم نے ترتیب کا التزام نہیں کیا اور ان دونوں مورخوں کے اختلافوں کا اُٹھانا اپنے ذمہ نہیں لیا علاوہ اسکے ان دونوں مورخوں کا اور خصوص ہیروڈوٹس صاحب کا منشا یہ نہ تھا کہ تاریخ بادشاہوں کی سلسلہ وار بیان کی جاوے بلکہ ساری غرض یہ تھی کہ اچھی اچھی نصیحتیں اور بھلی بھلی باتیں بادشاہوں کی تاریخ سے معلوم ہوویں اور وہ حالات جو ان باتوں پر مشتمل ہوں وہی بیان کیئے جاویں ہم بھی وہی طریقہ اختیار کرینگے اور یہ اُمید قوی ہے کہ ہم آپ کو یا اپنے پڑھنے والوں کو ایسی پیچیدہ تقریروں میں مبتلا نکرینگے کہ اُنسے بڑے قابل مستعد ہزار دقت سے پیچھا چھڑاویں جب کہ وہ تاریخ کے سلسلہ وار بیان کرنے کا ارادہ اور معین زمانوں پر تقسیم کا قصد کریں ہاں مشتاقان حالات مصلہ ذیل کو مناسب ہے کہ سر جان مارشم وغیرہ کی تحریرات فائدہ کر خوب دیکھیں بھالیں *

اول ہم کو یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ ہیروڈوٹس صاحب نے مصری پوجاریوں کے اعتماد پر جنکی تحریریں انہوں نے ملاحظہ کی تھیں بہت سی ذہنی تحریریں اور عجیب عجیب واقعے بیان کیئے کہ سمجھ بوجھ کے پڑھنے والے اُنکو اگلے وقتوں کی کہانیاں سمجھیں اور مورخ کی غرض یہی ہے کہ وہ اصل کہانیاں ہیں مگر ہیروڈوٹس صاحب اُنکو سچی جانتے ہیں *

مصر کی ہرانی تاریخ کا زمانہ دو ہزار ایک سو اٹھارہ برس کا زمانہ زمانوں پر منقسم ہے *

منجملہ اُنکے پہلا وہ زمانہ ہی کہ دنیا کے سنہ ۱۸۱۶ میں میفس یا مزریم پسر حام علیہ السلام سے سلطنت شروع ہوئی اور سنہ ۳۷۹۳ دنیوی میں کیمبس شاہ ایران کی سلطنت پر ختم ہوئی اور یہ تمام سولہ سو تریستھ برس کا زمانہ ہی *

اور دوسرا زمانہ وہ ہی کہ اسکندر اعظم کی وفات پر تمام ہوتا ہی جو دنیا کے تین ہزار چھ سو اگاسی سنہ میں واقع ہوئی اور یہ کل دو سو دو برس کی مدت ہی *

اور تیسرا وہ زمانہ ہی کہ اُس میں لیگس کی نسل نے جو لیگس یا تولیمیز کے خطاب سے پکاری جاتی تھی بلاد مصر میں نئی حکومت قائم کی اور یہ زمانہ کلیوپترا آخر شاہزادی مصر کی وفات پر پورا ہوا اور یہ عرصہ دو سو ترانوے برس کا زمانہ ہی *

اب ہم صرف اُس زمانہ کا حال بیان کرتے ہیں جو سب سے پہلے ہی اور باقی دونوں زمانوں کے حالات اُن سنوں کے واسطے لگا رکھتے ہیں جو اُنسے متعلق ہیں چنانچہ موقع پر گذارش ہونگے *

مصر کے بادشاہوں کا بیان

تمام مورخ اِس بات پر متفق ہیں کہ مصر کا پہلا بادشاہ مینس تھا اور وہ دھبی مزریم حام علیہ السلام کا بیٹا ہی صرف ناموں کا اختلاف ہی مگر مسمیٰ ایک ہی *

جب کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے بعد بنائے جانے برج بابل کے چابجا متفرق ہوئے تو حام دوسرا بیٹا حضرت نوح کا افریقیہ کو چلا گیا اور وہاں وہنا سہنا شروع کیا یہاں تک کہ جو پترایم^۱ دیوتے کے نام سے اُسکی پرستش ہونے لگی اُسکے کس^۲ مزریم کنعان^۳ فث^۴ چار بیٹے تھے منجملہ اُنکے کس^۱ ایتھیریا میں آباد ہوا اور مزریم نے مصر کو سرفراز کیا اور اِسی سمب سے مصر کو کتاب اقدس میں اکثر اُسی کے نام سے اور کہیں اُسکے پاپ کے نام سے مذکور کیا اور فث نے افریقیہ کے اُس حصہ کو معزز و ممتاز کیا جو مصر کی جانب غربی پر واقع ہی اور کنعان نے اُس مبارک

مخطہ کو آباد کیا جو اُسی کے نام مبارک سے مشہور ہی اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ کنعانی وہی لوگ ہیں جنکو یونانی قوم فنیشینز کے نام سے پکارتے تھے اور اِسکے سواے کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی کہ وہ اصلی نام چوک گئے بھولے بھالے اُسی نام سے پکارنے لگے *

مزرم کا حال یہہ ہی کہ یہہ وہی مینس بادشاہ ہی جسکو تمام مورخ مصر کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں اور اُسے دیوتوں کی پوسش کو رواج دیا اور قربانیوں کی رسمیں جاری کیں *

بوسیرس جب کہ مینس نے انتقال کیا اور اُسکے مرنے پر چند زمانے گزرے تو بوسیرس بادشاہ نے تہیس کا وہ مشہور شہر بنا کیا جسکی شان و شوکت اور مال و دولت کا حال بیان ہو چکا اور اُسکو اپنا دار السلطنت مقرر کیا اور رافع ہو کہ یہہ بوسیرس وہ بوسیرس نہیں جو ستمگاری میں شہرہ آفاق ہوا *

اوسی مینس قیُس اِس بادشاہ عالی جاہ نے وہ بڑی بڑی عمارتیں عالی شان بنائیں کہ اُنکی تعریفوں کے لیے قادیتورس صاحب کا لفظ گام دینا ہی منجملہ اُنکے ایک عمارت نہایت عمدہ بہت اچھی بڑی پکی چوڑی چکائی رنگ روپ کی سچی ناپ نول کی پوری سنگین منقش جس میں نقش و نگار کے سواے اُس بڑی مہم کا نقش تھا کہ جس میں حسب الحکم اِس بادشاہ کے چار لاکھ پیادوں اور بیس ہزار سواروں نے بیکتربا والوں پر جو ایشیا کی ایک قوم تھی دشارا کیا تھا اور اِسی عمارت کی دوسری جانب میں منصوبوں کی تصویریں تھیں جنکا میر منجس گلے میں ایک تصویر اُنکھیں مَندی ہوئی پہنے ہوئے تھا اور اُس پاس اُسکے کتابیں رکھی ہوئی تھیں گویا ہو بہو وہی جلسہ نظر آتا تھا اور اِس نقشہ سے سارا مطلب یہہ تھا کہ منصوبوں کو واجب و لازم ہی کہ قانونوں کو خوب محفوظ رکھیں اور انصاف کے وقت کسی کی رو رعایت نہ کریں *

اِسی عمارت میں بادشاہ کی بھی تصویر اُس حالت کی تھی کہ دیوتوں پر سونا چاندی چڑھاتا تھا جس قدر کہ اُسکو مصر کی کھانوں سے ہر برس وصول ہوتا تھا اور مقدار اُسکی بقدر سولہ ملین کے ہوتی تھی جسکے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے ہوتے ہیں اور تھوڑی دور آئے اِس سے ایک بڑا

عالی شان کتب خانہ تھا کہ تاریخ میں اُس سے زیادہ قدیم نہیں پایا جاتا ہی اِس کتب خانہ کے دروازہ کی پیشانی پر یہہ کتبہ کھدا ہوا تھا جان کی بیماریوں کا دفتر یا خزانہ اور متصل اُسکے تمام مصری دیوتوں کی صورتیں تھیں کہ اُنہیں سے ہر ایک پر اُسکی قدر و عزت کے مناسب بادشاہ نذر و بھینت چڑھا رہا تھا اور اِس نقشہ سے غرض یہہ تھی کہ پچھلے لوگوں پر یہہ واضح رہے کہ اِس بادشاہ نے اپنی عمر عزیز اور اپنے حکم و حکومت کو دیوتوں کی پرستش اور لوگوں کے عدل و انصاف میں صرف دیا اور اُسکی زندگی کو اِن نیک کاموں سے رونق ہوئی *

اِس بادشاہ والا جہاں کے مقبرہ عظیم الشان کو ایک ایسے دائرہ طلائی نے آغوش میں لیا تھا کہ عرض اُسکا ایک کیوبٹ اور تمام دور اُسکا تین سو پینسٹھ کیوبٹ کا تھا اور ہر کیوبٹ سے سورج چاند اور آذر سیاروں کا نکلنا چھینا معلوم ہوتا تھا اور سارا سبب یہہ تھا کہ تمام مصر والے اِس بادشاہ کے عہد تک اپنے برس کو بارہ مہینوں پر تقسیم کرتے تھے اور ہر مہینے کو تیس دن کا قرار دیتے تھے اور ہر سال کے آخر میں پانچ دن چھ گھنٹے بڑھاتے تھے اِس مقبرہ عالی شان کا یہہ عالم تھا کہ بڑے بڑے مبصر دیکھ دیکھ حیران ہوتے تھے اور مارے حیرت کے اِس سوچ بچار میں کہڑے رہ جاتے تھے کہ مصالحہ کی تعریف کریں یا کاریگروں کو سراہیں غرض کہ ساری باتیں اچھی تھیں اور یہہ قول وہیں صادق آتا تھا

ز فرق تا بقدم ہو کنجما کہ می فگرم

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اکورینس یہہ بادشاہ اوسی میں قیئس کے جانشینوں میں سے تھا اور اِس نے معتمس بنا کیا لکھا ہی کہ اِس شہر کا محیط اکیس میل سے زیادہ زیادہ دیا فلما کے سروے پر جہاں نیل کئی شاخوں پر منقسم ہوا بستی کے غریب جانب بہت بڑا بلند بند اور دائیں بائیں اُسکے دریا کی روک تھام کے لیئے بڑی بڑی گہری کھائیاں پتھر کی اور شہر کے متصل بلند بلند سڑکیں مضبوط بنوائیں اور اِس جہد و جہد سے مطالب یہہ تھا کہ طوفانات نیل اور آفات غنیم سے وہ شہر محفوظ رہے اور یہہ پاکیزہ شہر ایسے مناسب موقع پر واقع تھا اور ایسی پشت پناہ رکھتا تھا کہ اُسکو نیل کی کنجی کہتے تھے اور

اسی نظر سے تمام شہروں پر حاوی تھا چنانچہ مصر کے بادشاہوں کا بہت جلد دارالسلطنت ہو گیا اور جب تک کہ اسکندریہ نے نشو و نما نہ پائی تھی تب تک اسی شہر پر نظر پڑتی تھی اور وہی معزز و ممتاز تھا بعد اُسکے جب اسکندریہ کو اسکندر اعظم نے تعمیر کیا اور اُسنے عزت پائی تو وہ شہر بے تدر ہو گیا *

میرس اِس بادشاہ نے وہ مشہور جھیل بنائی کہ اُسی کے نام سے مشہور ہوئی اور بیان اُسکا پہلے گذر چکا عرصہ دراز تک مصر کے باشندے مصر پر قابض متصرف رہے بعد اُسکے بیگانوں کی نوبت پہنچی یعنی وہ بیگانے جنکے بادشاہوں کو شاہانِ شہان کہتے تھے عرب یا ففیشیا سے توت آئے اور نیچے کے مصر کا بہت بڑا حصہ اور خصوصاً ممسنس کو دبا لیا مگر اوپر کا مصر چھٹا رہا حاملِ دیہہ ہی کہ تھیبس کی سلطنت سیاسترس بادشاہ تک قائم رہی اور شاہانِ شہان نے دو سو ساٹھ برس تک بادشاہت کی *

اِن بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے عہد حکومت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی سارہ سمیت وہاں تشریف لے گئے چنانچہ جب اُسکی خوبصورتی کا چرچا ہوا تو اُس بادشاہ نے اُسکو اِس خیال سے چھین لیا کہ وہ اُسکی ہمشیہ ہی اور اِس بادشاہ کو کتابِ اقدس میں اِس لیئے فرعون لکھا ہی کہ ایک خطاب خاص تھا کہ تمام بادشاہانِ مصر اِسی خطاب سے پکارے جاتے تھے *

تھتھاموسس کہ اُسکو اموسس بھی کہتے تھے ایسا شیر مرد تھا کہ اُسنے چرواہے بادشاہوں کو خارج کیا اور نیچے کے مصر کو دبا لیا بعد اُسکے کتنے زمانے گذر جانے پر یوسف علیہ السلام کو چند سوداگر اسماعیل الاصل غلام بنادکر لائے اور پوتی تو یعنی قطیفِ عزیز مصر کے ساتھ اُس گروہ بے دہا کو کوریوں کے مول بیچ گئے آخر کار اُسنے بہت سے عجیب واقعوں کے سبب سے بڑا مرتبہ پایا مگر وہ اِس لیئے بیان کے محتاج نہیں کہ اُنکی حقیقت سے تمام لوگ واقف ہیں ہاں جستن صاحب کا قول بیان کے قابل ہی کہ وہ تروگس پومپئس کی تاریخ سے جر قیصر اغسطس کے وقت میں بڑا مورخ تھا نقل کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بھائیوں نے حسد کے مارے اُنکو دیکھانے سوداگروں کے ہاتھ بیع کیا مگر

خداے تعالیٰ نے تعبیر و عاقبت کا علم اُسکو عنایت کیا کہ اُسکے ذریعہ سے مکرم و معظم ہوا اور کمال ہوشیاری سے بلاد مصر کو آنت تحط سے بچایا اور بادشاہ نے اُس سے بہت سی محبت کے ہوتاو ہوتے اور بعد اُسکے یعقوب علیہ السلام اپنے گھر بار سمیت مصر کو تشریف لے گئے اور یوسف علیہ السلام کے احسانات باعث ہوئے کہ مصر والے کمال تواضع تعظیم سے پیش آئے مگر کتاب اقدس سے دریافت ہوا کہ یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد ایک نیا بادشاہ ہوا کہ وہ یوسف علیہ السلام کے منصب علی سے ناواقف تھا *

ریمسیز میامن یہہ بادشاہ بقول آرچ بشپ اشہر صاحب کے وہ بادشاہ تھا جسکو کتاب اقدس میں فرعون کے نام سے مذکور کیا اُسنے چھیاستھ برس تک بادشاہت کی اور بنی اسرائیل کو طرح طرح سے ستایا چنانچہ اُنپر ایسے سربراہ مقرر کیئے کہ اُنسے خوب محنت لیں اور یہاں تک تنگ کیا کہ چونہ اینٹ کا کام لیا اور زندگی اُنکی بہت تلخ کی خزانوں کے واسطے شہر بیتھام اور رامسیس بنوائے غرض کہ ہر قسم کی خدمتیں لیں اور جو کام لیا بہت سخت لیا اِس بادشاہ کے امینوفس اور ہوسیرس در بیٹے تھے منجملہ اُنکے امینوفس جو بڑا بیٹا تھا باپ کا جانشین ہوا اور یہہ دھی فرعون تھا جسکے عہد سلطنت میں بنی اسرائیل مصر سے باہر آئے اور اُس ناواقبت اندیش نے اُنکا تعاقب کیا چنانچہ بھڑا حمر میں قوب کر مر گیا *

پادری تورانی مائین صاحب کا یہہ بیان ہی کہ سیساسترس جسکا حال مفصل بیان ہوگا وہ فرعون تھا جسنے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور بہت سی تکلیفیں پہنچائیں یہہ بیان اُسکا اور وہ بیان ڈایوڈرس کا کہ یہہ بادشاہ مصر کے کاموں میں بیگانہ لوگوں سے کام لیتا تھا مطابق ہیں پس ہم بھڑا حمر کے تعاقب کے عجیب واقعہ کو جو یادگاری کے قابل ہی اُسکے بیٹے فرعون کی سلطنت سے نسبت کرینگے اور ہیردوتس صاحب نے جو ناخدا ترسی اُسکی نسبت کی ہی اُس سے اُس رائے کو ترجیح ہوتی ہی اور مؤلف اُس طریقہ کے موافق کہ مؤلف نے اِس تاریخ کی تالیف میں اختیار کیا ہی اِس واقعہ کے تعین تاریخ کے جھگڑے میں پڑنے سے معذور ہی *

ڈایوڈرس صاحب نے بھڑا حمر کے بیان میں یہہ لکھا ہی کہ یہہ نڈل شہرہ افاق ہی کہ کسی زمانہ میں سمندر اِس قدر سمت کر اداہر

اُدھر ہو گیا تھا کہ بیج اُسکا نظر آتا تھا اور بعد اُسکے تھوڑے عرصہ گزرنے پر اُنہیں پہلے طوروں پر آگیا اِس سے واضح ہوتا ہی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور اُسکے ذریعہ سے بنی اسرائیل نے بحیرہ احمر کو طی کیا تھا نصیحت خزان طالب علموں کے واسطے یہہ بات قصداً لکھتا ہوں کہ جب وہ تاریخوں کی سیر کریں تو ایسے عمدہ مقاموں کو اور خصوصاً وہ مقام جو مذہب سے علاقہ رکھتے ہوں بہت سوچ سمجھ کر پڑھیں اور ایسی دہسی کہانیاں نہ سمجھیں *

اُچ بَشپ اشور صاحب بیان کرتے ہیں کہ امیفوفس نے دو بیٹے چھوڑے ایک کا نام آرمیس تھا اور دوسرے کا نام سیسوتھس جسکو سیساسترس بھی کہتے ہیں اور یونانی لوگ امیفوفس کو بیلِس اور اُسکے بیٹوں کو ایجپٹس اور ذاناس کہتے ہیں *

سیساسترس یہہ بادشاہ مصر کے بادشاہوں میں بڑا بادشاہ اور قدیم زمانہ کے بڑے فتح مندوں میں سے تھا اُسکے باپ نے الہام یا اپنی تورنگ یا کسی تحریر ربانی سے جیسے کہ مصریوں کا گمان ہی اُسکو دلاور بنانے کا ارادہ کیا اور یہہ راہ نکالی کہ وہ لڑکے جو صاحب زادہ کے روز ولادت پیدا ہوئے تھے دربار میں حاضر کیئے گئے چنانچہ رہنا سہنا اُنکا اُسی کے ساتھ مقرر ہوا اور جس طرح سے سیساسترس کی تعلیم ہوتی تھی اُسی طرح اُنکی بھی تعلیم ہونے لگی اور بڑے بڑے اُستاد آزمودہ کار تعلیم کے لیئے معین ہوئے اور یہہ امر مقرر ہوا کہ جب تک پیدل یا سوار بڑی درز نہ درویں تب تک کھانے پینے نپاویں اور بارصف اُسکے ہمیشہ شکار پر بھی ہاتھ صاف کرتے رہتے تھے اور ساری غرض یہہ تھی کہ محنتوں کے عادی رہیں اور بختیں کی محنتیں جوانی میں کام آویں اور اُرے وقت پر تکلیفوں کے متحمل ہوں *

ایلیمن صاحب لکھتے ہیں کہ مرکری نے سیساسترس کو سلطنت کے قاعدے تعلیم کیئے تھے اور یہہ مرکری وہ شخص ہی جسکو یونانی لوگ تریسمی جتس کہتے ہیں اور اِس لفظ کے معنی یونانی زبان میں سہ چند بڑے کے ہیں یہہ مرکری مصر کا رہنے والا تھا اور اُسنے ہر فن میں کچھ کچھ ایجاد کیا تھا دو کتابیں اُسکے نام سے مشہور ہیں اور انہیں ایسی نئی طرز کے حروف لکھے ہوئے ہیں کہ وہ خود جعل سازی کی علامتیں

ہیں علاوہ اُسکے مصر میں ایک آؤر مرکری تھا کہ وہ اپنے عجیب علموں کے باعث نہایت مشہور معروف تھا اور یہہ مرکری اُس مرکری سے جسنے سیسائٹرس کو تعلیم کیا تھا بہت دنوں پہلے تھا چین بلی کس مصر کا پوجاری بیان کرتا ہی کہ مصر میں یہہ رسم قدیم سے جاری تھی کہ وہ لوگ تمام نئی کتابوں اور نئی ایجادوں کو ہرمز یا مرکری کے نام سے مشہور کرتے تھے *

جب کہ سیسائٹرس جوان ہوا تو حسب الارشاد اپنے باپ کے عرب کے مقابلہ پر گیا اور اپنے اُستاد بھائیوں کو چر اُسکے مرنے جینے میں شریک تھے ہمراہ لیا اور غرض یہہ تھی کہ اُن کرے لوگوں سے لڑ بہڑ کر لڑائی کے قانون میں کمال حاصل کرے چنانچہ یہہ شاہزادہ جوان بخت وہاں گیا اور بھوک پیاس کی تکلیفیں اُٹھائیں اور آخر کار ایسے لوگوں پر فتح پائی کہ وہ کبھی مغلوب نہوئے تھے اور ایسی قوم کو زیو کیا کہ وہاں زبردستوں کی پیش نہ چلتی تھی *

بعد اُسکے جب اِس فتح سے اُسکی ہمت بلند ہوئی اور محنتوں کی عادت پڑی تو اُسکے باپ نے بخت آزمائی کے لیئے مغرب کی جانب روانہ کیا چنانچہ لیبیا پر دھاوا کیا اور بہت سا حصہ اُسکا دبا لیا *

سیسائٹرس جب کہ یہہ شاہزادہ بلند اقبال لیبیا کی مہم میں سرگرم نہا ایسا اتفاق ہوا کہ اُسکا باپ مر گیا اور اُسکو بڑی بڑی مہموں کے قابل چھوڑ گیا چنانچہ اُنہیں دنوں اُسنے بھی تمام دنیا کی فتح کا ارادہ کیا مگر پہلے اِس سے کہ یہہ ارادہ ظہور پاوے اور وہ اپنی دارالسلطنت سے کہیں کو کوچ کرے ملک سرورٹی کی حفاظت کے سامان کیئے اور عدل و انصاف اور سلامت روي اور خوش اخلاقی سے تمام رعایا کو غلام بنا لیا اور اُن افسروں اور سپاہیوں سے جو اُسکی خدمت گذاری میں خون بہانے کو مستعد اور آمادہ تھے کمال محبت سے پیش آیا اِس لیئے کہ اُسکو یہہ یقین کامل تھا کہ جب تک سارے سپاہی اور افسر جی جان سے میرے ہواخواہ نہونگے تب تک کوئی مہم پوری نہوگی بعد اُسکے مصر کو چھتیس صوبوں پر منقسم کیا اور حکومت اُنکی اچھے اچھے وفاداروں کو تفویض کی *

اسی عرصہ میں اُسنے بہت سی فوجیں جمع کیں اور بڑے بڑے مشہور بہادروں کو اور خصوص اپنے اُستاد بھائیوں کو اُنکا افسر مقرر کیا یہاں تک کہ ستورہ سو افسر ایسے وفادار تھے کہ ساری سپاہ کو ضبط قوانین جنگ اور اطاعت بادشاہ میں مستعد و آمادہ رکھتے تھے اور خود فوج کی اِنفی کثرت تھی کہ علاوہ دھیرہ ہنگامہ کے چھ لاکھ پیادے اور چوبیس ہزار سوار اور ستائیس ہزار جنگی رتھے تھے *

پہلی مہم اُسکی اِنہورپا پر ہوئی جو مصر کی جانب جنوب واقع ہی اور بعد کامیابی کے اُسکے باشندوں سے یہہ خراج لینا مقرر کیا کہ ہر سال کسی قدر آبنوس اور ہاتھی دانت اور سونا داخل سرکار کیا کریں *

اسی بادشاہ عالی جاہ نے چار سو کشتیوں کا بیڑا بنا کر بحر احمر میں چھوڑا اور وہ جزیرے جو پانی میں تھے اور وہ شہر جو کناروں پر تھے فتح کیئے بعد اُسکے ایشیا کو پائمال کیا ہندوستان میں یہاں تک دھوم دھام مچائی کہ ہر کیولیز اور بکس اور پچھلے وقتوں میں سکندر اعظم کی نسبت بہت تصرف کیا اِس لیئے کہ وہ پیش قدم معرکہ کارزار اُن شہروں سے جو گنگا پار تھے آگے بڑھ کر مارنا ہیئتاً سمندر تک پہنچا اور اِس بیان سے صاف واضح ہوتا ہی کہ مصر کے پاس پڑوس کی بستیاں اُسکا مقابلہ نہ کر سکیں ستھیا کی قوم کو دریائے ٹینس اور ارمینیا اور کیپیروسیا کی سرحد تک زیر کیا اور کالکس کی قدیم سلطنت میں جو بحر اسود سے شرقی جانب کو واقع ہی اپنے لوگوں کو بسایا چنانچہ اُس بستی میں آج تک مصر کی رسمیں جاری ہیں ہیروڈوٹس صاحب نے ایشیا میں ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک اُسکی فتوحات کے یادگار مشاہدہ کیئے چنانچہ بہت ملکوں کے میناروں پر یہہ کتبے کھدے ہوئے دیکھے کہ شاہ شاہان مالک مالکان سیاستور بادشاہ نے اِس ملک کو بزور شمشیر فتح کیا اور ایسے ایسے مینار عالی شان ملک تھریس واقع یونان میں بھی پائے گئے مختصر یہہ کہ وہ ایسا بڑا بادشاہ تھا جسکی بادشاہت نے گنگا سے دریائے قینوب تک پانوں پھیلائے تھے اور جہاں اُسنے قدم رکھا وہیں زمین نے ہاتھ دیا بعضے مقابلہ سے پیش آئے اور بعضے بلامقابلہ مطیع ہوئے اور اِن دونوں باتوں کو اُسنے اُن کتنوں میں جو حسب دستور مصر کے کندہ ہوتے تھے درج کیا اور تمام غرض یہہ تھی کہ اُسکی فتوحات کا نشان باقی رہے *

جب کہ وہ تھریس میں گیا تو ذخیروں کی قلت سے فتوحات کی ترقیات میں خلل آیا اور ملک یورپ میں آگے بڑھنے سے باز رہا یہہ بہادر بادشاہ مثل آؤر بادشاہوں کے روپیہ کا بھوکا اور حکومت کا پیاسا نہ تھا بلکہ نام کا دیوانہ تھا چنانچہ اُس نے اسی لیئے ممالک مفتوحہ پر بقاء قبض و تصرف کا خیال نہ کیا اور بہت سی قوموں کو مغلوب کر کے فخر و عزت پر راضی ہوا نو برس تک ادھر ادھر ہاتھ مارے اور خوب لوٹا کھسوتا بعد اُس کے مصر میں آبیٹھا اور پاس پڑوس کے سوائے مصر کی حدود قدیمہ میں سلطنت کی اور وہیں آپ کو محدود کیا اِس لیئے کہ اُسکی یا اُس کے جانشینوں کی حکومت کے نشان پتے آؤر ملکوں میں پائے نہیں جاتے جب کہ اُس نے مہموں سے فراغت پائی تو مصر میں بڑی دھوم دھام سے آیا یعنی سیکڑوں چھترے اسباب کے لدے بھرے اور ہزاروں قیدی پکڑے چکڑے ہمراہ لایا اور اپنے بزرگوں سے زیادہ شان و شوکت دکھلائی اور تمام مطلب یہہ تھا کہ یہہ فخر و عزت وہ امر ہی کہ اُسکی تعریفوں میں ہزاروں زبانیں اور سیکڑوں قلم خشک ہوتے ہیں اور اسی کے لیئے بادشاہوں میں قصے قضایے رشتے نہیں اور آفتیں پیدا ہوتی ہیں بعد اُس کے افسروں اور سپاہیوں کو حسب شان سلطنت اور بقدر حیثیت منصب انعام اکرام عنایت کیئے اور یہہ واجب سمجھا کہ جو لوگ اترے وقتوں میں کام آئے اور مہموں میں شریک رہے تو اُن سے ایسا سلوک کرے اور حالت اُنکی پلٹ دے کہ اپنی محنتوں کی راحت پائیں اور عمر بھر چین چان سے رہیں *

خود اُس نے اِس نظر سے کہ اپنا نام نیک باقی رہے اور لوگوں کو فائدہ بھی پہنچے اُن امن چین کے دنوں کو جو اُسکی بدولت نصیب ہوئے تھے ایسے کاموں میں صرف کرنا چاہا کہ جن میں بقاء نام کی نسبت رعایا کو فائدہ زیادہ پہنچے اور کاریگروں کی کاریگری بھی صرف زر کی نسبت تعسبین و آفرین کی زیادہ مستحق ہو تمام شہروں کے محافظ دیوتوں کی شکرگزاری میں بڑے بڑے سو مندر یادگاری کے لیئے بنوائے اور یہہ مندر اُسکی فتوح و کامیابیوں کی بڑی مشہور علامتیں تھیں اور اُن کے کتبوں میں یہہ درج کیا تھا کہ یہہ بڑے بڑے کام بدون ایذا رسانی خلق اللہ کے ظہور میں آئے اور اِس بات کو بڑا فخر سمجھا کہ رعیت کو تکلیف ندی صرف قیدیوں سے کام لیا مقدس کتابوں میں بھی جہاں سایمان علیہ السلام کی عمارتوں کا مذکور ہی اسی قسم کا بیان

ہی مگر ولکن دیوتا کے مندر واقع شہر پلوسیم کی اس خیال سے بڑی آراستگی کی کہ اُس نے میرے ساتھ بڑا سلوک کیا کہ مجھے اور میرے چورو بچوں کو اُس وقت بچایا کہ جب میرے بھائی نے پلوسیم میں میرے اور میرے اہل و عیال کے مارنے کا ارادہ کیا یعنی جہاں میں بال بچوں سمیت پڑا سوتا تھا وہاں جا کر آگ لگائی *

منجملہ اژر کاموں کے اُس نے یہہ بڑا کام کیا تھا کہ مصر کے ہر حصہ پر بڑے بڑے بلند پستے بنوائے کہ طوفانات نیل سے کسی کو جان چوکوں نہ پہنچے اور آدمی اور مویشی محفوظ رہیں *

ممفس سے سمندر تک نیل کے دونوں کناروں پر اسباب تجارت کے لیئے بہت سی نہریں نکالیں اور علاوہ اسکے یہہ بھی غرض تھی کہ اُن شہروں کے آپس میں جو دور دور بڑے ہیں نہروں کے ذریعہ سے خط خطوط کا سلسلہ جاری رہے اور وہ اُوپری لوگ اُترنے نہ پائیں جنہوں نے بلاد مصر کو اپنا رمنہ بنا رکھا تھا اور اندھیرے اُجالے بے کہتکے چلے آتے تھے اور لوت کھسوت لے جاتے تھے *

علاوہ اِن کاموں کے یہہ بھی بڑا کام کیا تھا کہ پلوسیم سے لیکر ہلیوپولس تک جو ایکس میل کی مسافت سے زیادہ فاصلہ تھا تمام مشرقی کذارے کے رونے بہت مضبوط بنوائے کہ عرب اور سریا والے جو اُن سے قریب نہہ اُدھر آنے نپاؤں منجملہ قدیم بہادروں کے یہہ بادشاہ بھی بڑا جوانمرد سمجھا جاتا اگر عمدہ عمدہ کام اُسکی خود نمائی کے دھبوں سے پاک صاف ہوتے اور نیک کاموں کی شان بُرائی سے معیوب نہوتی مگر دولت کے نشوں نے اُسکو یہاں تک بدسمت کیا تھا کہ وہ ہستی اپنی بھول گیا تھا اور یہہ نہ سمجھتا تھا کہ میں بھی کوئی آدمی ہوں ملکوں کے بادشاہ اور شہروں کے سردار اپنے وقتوں پر سلام کو حاضر ہوتے اور اپنا اپنا خراج ادا کرتے اور وہ بادشاہ اُنکی خاطر تواضع کرنا مگر جب وہ مندر کو جاتا یا دارالسلطنت کو لوت کر آتا تو اُن بادشاہوں اور سرداروں کو گھوڑوں کی جگہہ اپنی گاڑی میں چار چار جوت کر چلاتا اور اُسکو بڑی شان سمجھتا اور مقام تعجب ہی کہ ذابوٹورس صاحب نے اُسکے نہایت عمدہ کاموں میں سے اِس بڑے کام کو بھی شمار کیا *

اِس بادشاہ نے کل تینتیس برس تک بادشاہی کی اور آخر کار بڑھاپے میں اندھا ہوا اور آپ کو مار کر مَر گیا اور سلطنت کو مالا مال چھوڑ گیا مگر وہ اُسکی چار پشت سے آگے نہ چلی تائیپیریڈس شاہ روم کے عہد تک یادگار اُسکے باقی تھے جنسے اُسکے ملک کی وسعت اور آمد خراج کثیر کا حال واضح ہوتا تھا *

اب ہم وہ چند باتیں بیان کرتے ہیں جنکا بیان اِس وجہ سے مناسب تھا کہ وہ اِسی زمانہ میں واقع ہوئیں مگر اِس وجہ سے وہ چھوٹ گئی تھیں کہ تاریخ کا سلسلہ منقطع نہو اب ہم اُنکو بہت مختصر بیان کرتے ہیں *

سنہ ۲۲۳۸ ذیوی کے قریب قریب مصری لوگ زمین کے مختلف حصوں میں کہیں کہیں آباد ہوئے چنانچہ سیکراپس جن لوگوں کو مصر سے لے گیا تھا اُنکے بارہ شہر یا بارہ قصبے بن گئے جنسے ایتھنز کی سلطنت قائم ہوئی *

ہم نے پہلے بیان کیا کہ جب سِیساٹرس اپنی مہموں سے واپس آیا تو اُسکے بھائی نے جسکو یونانی دیناس کہتے تھے اُسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا مگر چون ہی وار خالی گیا تو اُسکو بھاگنا پڑا چنانچہ وہ پلوپونیسس کو چلا گیا اور وہاں جاکر ارگلس کی سلطنت پر قبضہ کیا جسکو چار سو برس پہلے افیکس نے قائم کیا تھا *

بوسیرس بھائی امینوفس کا جو کمال جزو و ستم سے پہلے لوگوں میں ظالم و سفاک مشہور تھا نیل کے کنارے پر اپنی جہالت کے باعث سے پردیسوں کے جو اُسکے ملک میں آتے جاتے تھے سو کٹوا ڈالتا تھا اور غالب بہت ہی کہ یہ کہہ کھرتے کام سِیساٹرس کے نہونے پر ظہور میں آئے *

اُسی زمانہ میں کیتمس صاحب حرف ابجد سریا یعنی شام سے یونان میں لے گئے مگر بعضے یوں کہتے ہیں کہ یہ حرف اصل میں مصریوں کے تھے اور خود کیتمس مصر کا باشندہ تھا اور جو کہ مصروالے اپنی قوم کو قدیم جانتے ہیں اور آپ کو ہر فن کا موجد سمجھتے ہیں تو اِسی لئے اِن حرفوں کی ایجاد کو بھی اپنے مرکزی سے منسوب کرتے ہیں مگر اکثروں کی رائے یہی ہی کہ کیتمس صاحب سریا یا فنیشیا سے اِن حرفوں کو

یونان میں لے گئے اور یہہ حرف عبری زبان کے تھے اور اِس لیئے کہ یہودی بہت چھوٹی قوم تھے سریا والوں میں داخل تھے یوسف سیکیلیجور صاحب نے جو یوسبیس صاحب کی تاریخ پر بہت عمدہ شرح لکھی ہی اُس میں بیان کیا کہ یونانی حرفوں اور روسی الف بے کی اصل اُصول جو یونانی سے ماخوذ ہیں قدیم سریا کے حرف تھے اور وہ حرف اور سیمریا کے حرف ایک ہی تھے جو قید بابل سے پہلے یہودی لوگوں میں رائج و مستعمل تھے کیڈمس صاحب صرف سولہہ حرف یونان میں لائے تھے مگر بعد اُسکے آتھے حرف اُور زیادہ ہوئے *

اب پھر شاہان مصر کے حالات حسب ترتیب ہیروڈوٹس صاحب کے بیان کرتے ہیں *

فیروزانہ یہہ بادشاہ سیماسٹروس کی گدی پر بیٹھا مگر جو کہ اُسکی بات اُسی کے ساتھ تھی تو اُسکی شان و شوکت کو نہ پہنچا ہیروڈوٹس صاحب کے بیان سے یہہ واضح ہوتا ہی کہ یہہ بادشاہ اپنے بزرگوں کی راہ نہ چلا چنانچہ ایک مرتبہ یہہ اتفاق ہوا کہ نیل کی طغیانی ستائیس فٹ تک پہنچی اور اِس بادشاہ نوجوان نے پانی کے جوش و خروش اور موجوں کے زور و شور پر قارۂ کھا کر دریا کے تیر مارا اور اپنے گمان فاسد میں اسکو گستاخی کی سزا دی اگر یہہ بات سچ ہی تو اُسنے وہیں یہہ سزا پائی کہ اُسکی آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور جو کچھہ کیا تھا وہ اُسکے آگے آ گیا *

پراٹیسس یہہ بادشاہ ممفس کا والی تھا جہاں وہ مندر تھا جس میں وینس دیوتا کی جو بختاب اجنبی شہرہ آفاق تھا پوستش ہوتی تھی اور وہ مندر بہت دنوں قائم رہا یہاں تک کہ ہیروڈوٹس صاحب کے عہد تک بھی باقی تھا گمان کرتے ہیں کہ یہہ وینس دیوتا وہی ہیلن شاہزادی ہی جسکو پیرس ترائے کا شاہزادہ چورا کر لایا تھا اور مختصر سرگزشت اُسکی یہہ ہی کہ یہہ شاہزادہ اُسکو چورائے ہوئے لاتا تھا کہ حسب اتفاق کسی طرف سے آندھی اُٹھی اور اسکے جہاز کو موجوں کے حوالہ کیا چنانچہ موجوں کی ریل پیل سے جہاز اُسکا نیل کے ایک دھانہ میں جسکو کینوپک کہتے ہیں جا پڑا اور بعد اسکے طوفان کے صدموں سے ممفس کو جا پہنچا پراٹیسس نے شاہزادہ کو بہت بُرا بھلا کہا اور یہہ فرمایا کہ یہہ

پہلے مانسوں کے شیوے نہیں کہ پرائی بہو بیٹیوں کو بھگا لائیں یہہ نمک حراموں کے کام ہیں کہ میزبانوں کے مال و عزت کے خواہاں ہوں تو نے یہہ کھوتا کرم کیا کہ میزبان کی جوڑو کو اُسکے مال و زیور سمیت چورا لایا تیری جان بخشی کا صرف یہہ سبب ہی کہ ہم لوگ بیگانوں کے لہو میں اپنے ہاتھ نہیں بھرتے ورنہ جو کچھ ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھتا مگر اب یہی بڑی سزا ہی کہ شاہزادی ہیلن اپنے خاوند کے پاس صحیح سلامت پہنچے اور تو دیکھتا کا دیکھتا رہ جاوے اور یہہ بات تو ہونیوالی ہی ہی مگر خیو اس میں ہی کہ تین دن کے اندر اندر میرے قلمرو سے آپ چلے جاویں ورنہ دشمن سمجھ جاوگے اور اپنا کیا پاؤگے چنانچہ شاہزادہ شور بخت کو کام ناکام ماننا پڑا اور جوں جوں جہاز پر سوار ہوکر ٹرائے کو چلا آیا بعد اُسکے یونانی فوجوں نے دھاوا کیا اور ٹرائے والوں سے شاہزادی ہیلن کو اُس مال و اسباب سمیت طلب کیا جو اُسکے ہمراہ چوری گیا تھا اور اُسکا خاوند اُسے محروم رہا تھا ٹرائے والوں نے بہت سی قسمیں کھا کر یہہ عذر پیش کیا کہ نہ ہمارے گھر میں ہیلن ہی اور نہ اُسکا مال و اسباب ہی ہیروڈوٹس صاحب تعجب سے کہتے ہیں کیا یہہ ممکن تھا کہ پریم ٹرائے کا بادشاہ جو بڑا بوڑھا دانا بادشاہ تھا اپنے ملک کی تباہی اور آل و اولاد کی خرابی اپنے جیتے جی پسند کرنا اور یونانیوں کو راضی نہ کرتا مگر یونانیوں نے اُنکے قول و قسم کو نہ مانا اور اُنکے کہنے کو تمسخر سمجھ کر صاف دھوکا چانا ہیروڈوٹس صاحب کہتے ہیں کہ یونانیوں کا نہ ماننا دلیل اسکی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے یہہ ارادہ کیا کہ ٹرائے والے تباہ ہوں تاکہ دنیا کو یہہ عبرت حاصل ہووے کہ ایسے گناہوں کی سزا ایسی ہی ہوتی ہی جب کہ دیوتے خفا ہو جاتے ہیں بعد اُسکے جب شاہزادہ میڈلاس شوہر ہیلن شاہزادی کا ٹرائے سے واپس آیا تو ہراتیٹس کی ملازمت حاصل ہوئی اور اُس بادشاہ والاہمت نے ہیلن شاہزادی کو زر و زیور سمیت اُسکو واپس دیا ہیروڈوٹس صاحب ہومر شاعر کے چند مقاموں سے ثابت کرتے ہیں کہ شاہزادہ پیروس کا شہر مصر میں اِنفاقاً وارد ہونا اِس شاعر پر مستحقی نہ تھا *

رامپ سنیٹس ہیروڈوٹس صاحب کے بیان سے دریافت ہوتا ہی کہ اِس بادشاہ نے اِتنی دولت جمع کی تھی کہ وہ اپنے بزرگوں سے زیادہ

دولتمند ہو گیا تھا اور انجام یہ ہوا کہ وہ دروزخ میں داخل ہوا جو کہ اس بیان میں کہانی کی بو بس ہی اس لئے وہ بیان کے قابل نہیں *

اس بادشاہ کے عہد تک مصر میں عقل و انصاف کی کچھ بات باقی رہی مگر بعد اُسکے دو سلطنتیں ایسی ہوئیں کہ جبر و ستم کے بازار خوب گرم رہے اور اتنا اندھیر ہوا کہ گھر کے گھر بے چراغ ہو گئے *

چی آپس اور سقرینس یہ دونوں بادشاہ طور و طریقوں میں ماں جائے بھائی معلوم ہوتے تھے اور ایک سے ایک چڑھتا تھا گریا کہ دونوں ایک بساط کے شاطر تھے ہر ایک کو بازی لے جانا مقصود تھا اور دیوتوں سے بے ادبی اور رعایا سے کج خلقی برتنے میں ایک کو دوسرے سے لاگ رشتہ تھی متجملہ اُنکے چی آپس نے پچاس برس اور بعد اُسکے سقرینس نے چھپن برس تک برابر سلطنت کی اور دونوں نے مندروں کو بند رکھا اور دیوتوں کی بات نہ پوچھی اور قربانی چڑھانے کی سخت سزا تجویز کی اور گلی کو چوں میں قزندی پتوا دی علاوہ اُسکے رعیت سے وہ معاملے برتے کہ راتیں بھاری اور دن کتھن ہو گئے یعنی طرح طرح سے ستایا اور بیگائدہ کاموں میں سخت سخت بیگاریں لیں اور بيشمار جانیں تلف کیں تاکہ عمدہ عمدہ عالی شان عمارتوں اور بڑی بڑی لاگت کے مکانوں سے فام اُنکا باقی رہے اور غرض اُنکی پوری ہو اور یہ بات بیان کے قابل ہی کہ وہ عالی شان میزار جنکی تمام دنیا ایک عرصہ دراز سے تعریف کرتی چلی آتی ہی وہ انہیں دونوں ظالموں کی سلطنت کے خلاصے اور جبر و ستم کے نتیجے ہیں *

مائیرینس یہ بادشاہ اگرچہ چی آپس کا بیٹا تھا مگر اپنے باپ کی چالیں نہ چلا بلکہ اُسکے چال چلن سے سخت متنفر ہوا اور تمام تدبیروں میں مخالف رہا چنانچہ اُس نے مندر کھلوائے اور دیوتے مٹائے اور قربانیاں جاری کیں اور جو کچھ اُس سے بن پڑا رعایا سے سلوک کیا اور پہلے مضمونوں کو دلوں سے بھلا دیا اور آپ کو اتنا حاکم سمجھا کہ لوگوں کے جھگڑے چکایا کرے اور عدل و انصاف کے ذریعہ سے امن چین کے مزے چکھارے اور یہاں تک دلدہی میں مصروف ہوا کہ غریبوں کی فریادیں سنیں اور رومال سے آنسو پونچھے اور طرح طرح سے تشفی دی اور جس قدر کہ آپ کو مرہی سمجھا اُس قدر حاکم نہ جانا اور یہی سبب تھا کہ تمام رعایا اُسکی

خیر مغاٹی تھی اور جی جان سے اُسکا بھلا چاہتی تھی اور اُسکو عزیز جانتی تھی بلاک مصر میں اُسکی تعزینوں کا شور اور تعظیمِ تکریم کا زور تھا *

اِس سے یہہ خیال ہوتا ہی کہ اِس چال ڈھال کے ذریعہ سے اِس بادشاہ نیک طینت کی دیوتے حفاظت کرتے ہونگے مگر یہہ گمان محض فاسد ہی اِس لیئے کہ اُسکی ایسی پیاری اِکلوٹی بیٹی مر گئی کہ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور کلیجوں کا سکھ تصور کی جاتی تھی اور یہی امر ناگزیر اُسکی بدبختیوں کا آغاز بھی خیال کیا گیا بعد اُسکے اُسکی بادکاری کے واسطے بڑی بڑی رسمیں عمل میں آئیں چنانچہ ہیروڈوٹس صاحب اپنے وقتوں کا حال بیان کرتے ہیں کہ شہر سیس میں اِس شہزادی کی قبر پر بہت سی خوشبوئیات دن کو جلائی جاتی تھیں اور رات کو بہت بڑی روشنی ہوتی تھی *

کسی تحریرِ ربانی سے اِس بادشاہ نیک صفات کو یہہ امر دریافت ہوا کہ اُسکی بادشاہت کل سات برس تک باقی رہی چنانچہ اُسنے دیوتوں سے عرض کیا کہ میرے باپ اور چچا نے بڑے بڑے ستم کیئے اور باوجود اُسکے عرصہ دراز تک بادشاہ رہے خاندان سے کیا قصور صادر ہوا کہ اتنی خدمت گزاری پر غلام کی سلطنت کے لیئے اتنی تھوڑی مدت مقرر کی گئی اور اِس عدل و انصاف اور رعیت پروری اور غریب نوازی پر ایسی پاداش معقول کا مستحق ہوا اِرشاد ہوا کہ تیری خدمت گزاریاں اور غریب نوازیوں باعث نہیں ہوئیں بلکہ دیوتوں کی مرضی اور اوتاروں کی خوشی یہی ہی کہ سارے مصری ایک سو پچاس برس تک طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا رہیں اور اپنے کوتکوں کی سزا پائیں اور یہہ واضح رہے کہ تیری سلطنت کی میعاد بھی اگلے بادشاہوں کی مانند پچاس برس مقرر کی گئی تھی مگر تو نے جو اُن نالوں سے اقلیت برتی تو اِس لیئے وہ میعاد کم کی گئی

نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان

اِس بادشاہ نے ایک مینار بنایا تھا مگر بحکمِ ادب اُسکو اپنے باپ کے مینار سے چھوٹا رکھا *

ایسٹیکس اِس بادشاہ نے بابِ قرض میں یہہ قانون جاری کیا تھا کہ جب تک بیٹا اپنے باپ کی لاش کو گروی نہ رکھے تب تک اُسکو قرض پان

فہ ملے بعد اُسکے اگر قرض ادا کر کے باپ کی لاش مرہونہ کو نہ چھوڑا دے تو وہ
فاخلف تجہیز و تکفین کی رسموں سے محروم رہے *

اس بادشاہ نے ایک بڑا مینار اینٹوں کا بنوایا تھا اور اُسکے بنوانے سے
یہ بات بن پڑی تھی کہ آپ کو اپنے بڑوں کی نسبت بڑا سمجھتا تھا اور بقول
اُسکے یہ مینار اُن سب میناروں سے جو اُس وقت تک بنے تھے بڑا شان دار
تھا اور اُس مینار عالی شان پر یہ کندہ کرایا تھا کہ پتھر کے میناروں سے میرے
مینار کا مقابلہ نہ کرنا چاہیئے اس لیے کہ جیسے کہ جو پتھر دیوتا تمام
دیوتوں پر فائق ہی ویسے ہی یہ مینار بھی تمام میناروں پر فائق ہی چیل
سے اینٹیں اس دقت سے نکلاؤں کہ غوطہ لگانے والے مقرر کیئے چنانچہ وہ
لوگ غوطے لگا لگا نکال کر لائے اور وہ کیچڑ جو اُنہر لگا ہوا تھا اُسکو چھڑا
چھڑا کر پاک صاف کیا *

اگر ہم ان چھبوں سلطنتوں کو جنکی مدت فیروز قوس صاحب نے
تھیک تھا کہ بیان نہیں کی ایک سو برس کے اندر اندر سمجھیں تو بعد
اُسکے سباکس اِتھوپیا والے کی بادشاہت تک تین سو برس کا عرصہ باقی
رہتا ہی اور اس عرصہ کے چند راتعات بیان ہونگے چنانکہ کتاب اقدس میں
مذکور ہی *

فروع مصر کے بادشاہ نے سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے بادشاہ کو
بیٹی دی چنانچہ اُنہوں نے بیت المقدس کے شہروں میں سے شہر داؤد میں
اُسکے لیے بڑا محل طیار کرایا اور اُس مایہ عصمت کو وہیں رکھا *

ساسک اس بادشاہ کو ششک اور سیسان کس بھی کہتے ہیں اور یہ
وہی بادشاہ ہی کہ جب سلیمان علیہ السلام نے یروہام کے قتل کا ارادہ کیا اور
وہ جان بچا کر بھاگا تو اُس نے اُسکو پناہ دی اور دامن کے نیچے لیا اور اُسپر اِتنا
رعب چھایا تھا کہ سلیمان علیہ السلام کے مرنے دم تک مصر سے باہر نہ نکلا
مگر بعد اُسکے اُس نے پمت سے ہانوں نکالے اور بیت المقدس پر دھوا کیا چنانچہ
یروہام سلیمان علیہ السلام کے بیٹے ہو فتح پائی اور دس قوموں کو اُسکی
حکومت سے نکل کر اپنا محکوم کیا اور باغیوں کی سرداری پر بادشاہی
کا دعویٰ دار ہوا *

رہو ہوام کی بادشاہت پر پانچ برس کا عرصہ گذرا تھا کہ اس بادشاہ یعنی سیسک نے یوروشلیم پر فوج کشی کی چنانچہ بارہ سو جنگی رتھ اور ساٹھ ہزار سوار چڑا اور علاوہ انکے لیبیا اور ترائکویٹ اور ایتھوپیا والوں کے دل کے دل اور غول کے غول اُسکے ہمراہ تھے اور بہانہ یہہ پکڑا کہ بنی اسرائیل نے خدا کی نافرمانی کی اور اُسکے فرمانوں کو نہ مانا چنانچہ ملک یہودا کے اچھے اچھے شہر فتح کیے اور بیت المقدس تک جا پہنچا جب کہ فوج اُسکی یہاں تک پہنچی تو بنی اسرائیل کا بادشاہ اور سارے بادشاہزادے اپنے خدا کے سامنے بہت گڑگڑائے اور ناتوانی اپنی ظاہر کی خدائے تعالیٰ نے شعیہ پیغمبر علیہ السلام کی زبانی یہہ ارشاد فرمایا کہ تم اس سزا کے قابل تھے کہ تمہارا نام و نشان باقی نہ رہے مگر ہمکو تمہارے رونے پر ترس آیا کہ ہم در گذرے مگر تھوڑے دنوں کے لیئے اس بادشاہ کے ظلم رھو گئے تا کہ اپنے خدائے حقیقی اور زمین کے مجازی خداؤں کی خدمت و بندگی کا فرق و تفاوت دریافت کرو حاصل یہہ کہ اس بادشاہ نے بیت المقدس کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کیا اور وہاں سے ہر قسم کی چیزیں لایا چنانچہ وہ تین سو ڈھالیں بھی جو سلیمان علیہ السلام نے زر خالص سے بنوائی تھیں غنیمت سمجھ کر اُٹھا لیا *

ایتھوپیا اور مصر کے بادشاہ زہراہ نے دس لاکھ آدمی اور تین سو جنگی رتھ لیکر یہودا کے بادشاہ آسا پر چڑھائی کی اور آسا نے جوں توں مقابلہ کا ارادہ کیا اور فوجوں کو میدان دیا اور جس خدائے پاک کی وہ پرستش کرتا تھا اُسپر توکل کر کے یہہ عرض کیا کہ اسی پاک پروردگار تیرے نزدیک تھوڑے بہتوں کی مدد برابر ہی تو ہمارا مالک ہی تو ہماری مدد کر تیری ذات کے سواے کوئی آسرا اور کہیں ٹھکانا نہیں تیرے یہو سے پو پونے جاتے ہیں اور تیرا سہارا تکتے ہیں تو کسی کو ہمپر غالب نہ کر چنانچہ یہہ دعا جو کمال عجز و تضرع اور نہایت اعتقاد کامل سے مانگی گئی تھی تو مستجاب ہوئی یعنی وہ فوج کثیر مردان خدا کی تاب نہ لاسکی اور شکست قاحش کھا کر بھاگ گئی اور خدائے پاک اور بندگان خدا کے سامنے تباہ ہوئی *

اینیسس یہہ بادشاہ آنکھوں سے معذور تھا اور اسی کے عہد سلطنت میں ایتھوپیا کے بادشاہ سباکس نے کسی تحریر ربانی کے اعتماد پر مصر

کا دھاوا کیا چنانچہ فوجوں کی ہمت اور نصیہوں کی خوبی سے فتح پائی مگر اس مہر و شفقت سے حکومت کی کہ شہر کے باشندوں سے جو حسب فتوایے مفتیان واجب القتل مجرم تھے سرکیں اور پشتے اور مندر بنوائے اور منجملہ اُنکے شہر ہیہست میں وہ عالی شان مندر بنوایا کہ ہیروڈوٹس صاحب بہت شد و مد سے اُسکا بیان کرتے ہیں بعد اُسکے جب پچاس برس گذرے اور تھریو ربانی کی رو سے سلطنت مصر کی مدت و ميعاد اُسکی نسبت پوری ہوئی تو اُسنے ایتھوپیا کا رستہ لیا اور مصر کی سلطنت کو اینیسس کے واسطے چھوڑا یہہ اینیسس کسی تہہ خانہ میں اپنی جان بچائے پڑا ہوا تھا جب کہ اُسنے دن پھرے دیکھے اور میدان خالی پایا تو جوں توں کو کے تخت پر آ بیٹھا یقین کرتے تھیں کہ یہہ سباکس وہی بادشاہ ہی جسکو سوہی بھی کہتے تھیں اور اُسی سے بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوشیا نے سالنارز سریا والے بادشاہ کے مقابلہ میں کمک طلب کی تھی *

سیتھان اس بادشاہ نے چودہ برس تک سلطنت کی اور یہہ بادشاہ اور وہ سویکس دونوں ایک ہی تھے جو اُس سباکی یا سال ایتھوپیا والے کا بیٹا تھا جو بہت دنوں تک مصر کا والی رہا یہہ بادشاہ سلطنت کے کام کاج چھوڑ کر پوجاریوں میں جا ملا اور ولکن دیوتا کا بڑا پوجاری آپ کو قرار دیا غرض کہ مذہب باطل کو اختیار کیا اور سلطنت کی حفاظت میں غفلت برتی اور جنگی لوگوں پر اس لینے توجہ نہ کی کہ اُسکو کبھی اُنکی ضرورت نہوگی یہاں تک کہ سپاہیوں کی بات نہ پوچھی بلکہ حق اُنکے تلف کیئے کہ باپ دادے کی عطائیں چھین لیں *

اس بادشاہ سے سپاہ بہت ناراض تھی چنانچہ ایک لڑائی میں جو اِتغاناً واقع ہوئی اور حسب بیان ہیروڈوٹس صاحب کے جو جھڑپی باتوں سے مخلوط ہیں دیوتوں کی عنایت سے اُسکی جان بچتی سپاہیوں نے کنارہ کیا خلاصہ اُسکا یہہ ہی کہ اِسسریا اور عرب کے بادشاہ سناکوب نے جسکو ہیروڈوٹس صاحب اِسی نام سے پکارتے تھے بہت سی فوج لیکر مصر پر چڑھائی کی اور مصریوں نے اُسکے مقابلہ پر جانے سے انکار کیا سیتھان نے فوج کے تیور بدلے دیکھے اور آپ کو مبتلا پایا تو اپنے دیوتا واکن سے مدد

چاہی اور بیکسی اپنی ظاہر کی چنانچہ آواز اُٹھی کہ رونے سے کیا فائدہ غنیم کا مقابلہ کرنا چاہیئے تھوڑے سے آدمی نام کے واسطے درکار ہیں باقی ہم مددگار ہیں کار بہ عنایت است باقی بہانہ چنانچہ سیتھان نے حسب الارشاد ولکن دیوتا کے کاریگروں اور پیشہ والوں کو جو بہت ادنیٰ رعایا تھے اکٹھا کیا اور اعتقاد کامل کے بھروسے پر پلوسیم کو روانہ ہوا جہاں غنیم کی فوج پڑی تھی دوسری رات یہہ اتفاق ہوا کہ ہزاروں چوہے غنیم کی فوج میں چھوٹے اور کمانوں کے چلے اور قتالوں کے قبضے کات کات کر برابر کیئے یہاں تک کہ فوج غنیم کو بے سرو سامان اور خود غنیم کو مضطر و پریشان کیا غنیم نے جان بچانی غنیمت سمجھی چنانچہ وہ خود بھاگ گیا اور باقی فوج خراب ہو گئی بعد اُسکے جب سیتھان دارالسلطنت میں داخل ہوا تو ولکن دیوتا کے مندر میں اپنی صورت کے اس طور پر کھڑے ہونے کا حکم دیا کہ دائیں ہاتھ میں اُسکے چوہا ہو اور مُنہ سے یہہ کلام نکلے کہ جو کوئی مجھکو دیکھے تو وہ مجھسے تعظیم تکریم دیوتوں کی سیکھے واضح ہو کہ یہہ انسانہ جو حسب تحریر ہیرودوٹس صاحب کے یہاں بیان ہوا اُس اصلی قصہ کی تحریف ہی جو کتاب مقدس میں سے بادشاہوں کی دوسری کتاب میں مذکور ہے اور وہ یہہ ہی کہ اسرائیل والوں کے بادشاہ سناکرب نے پاس پڑوس کے لوگوں کو دبا کر اور یہودا کے تمام شہروں پر قابض و متصرف ہو کر بیت المقدس میں ہزیقیا کی دارالسلطنت کو دبانا چاہا ہزیقیا کے وزیروں نے خلاف مرضی بادشاہ اور خلاف ارشاد اشعیا علیہ السلام کے جنہوں نے بشرط توکل فتح کی بشارت دی تھی مصریوں اور ایتھوپیا والوں سے اعانت چاہی چنانچہ فوجیں کہیں کہیں سے اکٹھی ہوئیں اور وقت معین پر بیت المقدس کی طرف روانہ کی گئیں سناکرب نے پہلے مصر والوں سے مقابلہ کیا اور شکست فاحش دیکر مصر تک اُنکا پیچھا کیا چنانچہ مصر کو تاخت و تراج کر کے واپس آیا اور جس رات کہ اُسنے بیت المقدس کے دھاوے کا ارادہ کیا اور بستی کے بچاؤ کی صورت نہی تو اُسی رات کو فرشتوں نے اُسکی فوج کو تتربتو کیا یہاں تک کہ ایک لاکھ پچاسی ہزار آدمی آگ اور تلوار سے تھکانے لگائے اور یہہ جتنا دیا کہ ہزیقیا نے خدائے بنی اسرائیل کے وعدہ پر توکل کیا تھا ایسا ہی بنی اسرائیل کو بھی ہر طرح واجب تھا *

اصل ماجرا تو یہہ ہی جو بیان کیا گیا مگر جب کہ وہ کسی طرح مصریوں کے لیئے عزت کا باعث نہ تھا تو انہوں نے اُسکو پلٹ کر اُور قالب میں ڈھالا اور نئی طرح سے بیان کیا ہرچند کہ یہہ مختصر بیان اِس واقعہ کا منقلب اور خراب ہو گیا مگر پھر بھی بالکل پایہ اعتبار سے ساقط نہیں اِس لیئے کہ ایسے پرانے مورخ سنڌی نے اُسکو بیان کیا ہی *

اشعیا علیہ السلام نے مصر کی تباہی سے پہلے بطور پیشگوئی کے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہہ ساز و سامان جو مصریوں نے یہودیوں کی اعانت کے لیئے کمال دانائی اور ہوشیاری سے فراہم کیئے ہیں جنہیں دو بڑے شاہنشاہوں کی فوجیں شامل ہیں بیت المقدس کو مفید نہونگے بلکہ خود مصر کو تباہ کرینگے اور اُسکے بڑے بڑے شہروں پر دشمنوں کا تصرف ہوگا اور تمام چھوٹے بڑے اُسکے گرفتار ہونگے جیسا کہ کتاب اقدس کے دوسرے سلاطین کے اٹھارہویں اَنیسویں بیسویں تیسویں اکتیسویں باب کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہی *

اُسی زمانہ میں شہر نوآمرن جو بڑی زامی گرامی بستی تھی اور ناحوم پیغمبر علیہ السلام نے اُسکی تباہی کا حال بیان فرمایا تھا تباہ ہوا چنانچہ وہی پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ شہر فتح کیا گیا اور اُسکے قتل عام کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُسکے گلی کوچوں میں چھوٹے چھوٹے بچے لہولہاں پڑے تھے اور اُسکے معزز لوگوں کے غلام بنانے کے لیئے قوے ڈالے گئے چنانچہ تمام غلام بنائے گئے اور پانوں میں بیڑیاں ڈالی گئیں اور یہہ بھی وہی فرماتے ہیں کہ یہہ آفت اُن دنوں پڑی جن دنوں مصری اور اِثیوپیاء والے اُسکی پشت پناہ تھے اور اُس سے وہ زمانہ مراد ہی جسکا ہم اب ذکر کر رہے ہیں یعنی جب کہ سیتھان اور تھریکا نے اپنی فوجیں اِثیوپی کیوں اور بیت المقدس کی مدد پر متفق ہوئے مگر اِس زمانہ کے قرار دینے میں بہت سی مشکلیں ہیں چنانچہ بعض مورخوں نے اُسکے خلاف بیان کیا ہی مگر ہمارا صرف اِشارہ کردینا بھی کافی ہی *

مصر کے پوجاری بادشاہ سیتھان کے عہد تک تین سو اکتالیس نسلیں انسانوں کی شمار کرتے ہیں جنکے حساب سے گیارہ ہزار تین سو چالیس برس ہوتے ہیں اور ہر سو برس میں تین نسلیں ختم ہوتی ہیں *

جس قدر کہ انسانوں کی نسلیں بیان کرتے ہیں اُسی قدر یوچاریوں اور بادشاہوں کی بھی نسلیں بتاتے ہیں یعنی بادشاہ خواہ اُنکو دیوتا مانا جاوے یا انسان تسلیم کیا جاوے برابر چلے آئے اور کہیں سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور سدا خطاب اُنکا پرومیس رہا جسکے معنی مصری زبان میں نیک پاک پہلے آدمی کے ہیں یوچاریوں نے ہیروڈوٹس صاحب کو تین سو اکتالیس بڑی بڑی کتبہ کی صورتیں پرومیسوں کی دکھلائی جو ایک کشادہ مکان میں ترتیب وار رکھی تھیں حاصل یہ کہ مصری اِننے احمق تھے کہ گریا وہ آپ کو سب سے زیادہ مقدم سمجھتے تھے اور جس قدر کہ وہ قدامت کا دعویٰ کرتے تھے اِنہی کوئی قوم مدعی نہ تھی *

تھریکا یہ وہ بادشاہ تھا کہ جب بادشاہ سیتھان اِتھوپیا سے بیت المقدس کی اعانت کے لیئے سپاہ لایا تو اِس بادشاہ نے اُسکا ساتھ دیا اور بعد اُسکے انتقال کے چودہ برس تک مصر کا تخت نشین رہا اور کل اٹھارہ برس سلطنت کی اور یہ اِتھوپیا کا پچھلا بادشاہ تھا جسکو مصر کا تخت نصیب ہوا *

جب تھریکا کا انتقال ہوا تو بعد اُسکے کوئی ایسا لائق فائق نہ رہا جسکی جانشینی پر سب کا اتفاق ہوتا چنانچہ دو برس تک اُداہابی رہی اور حاکمی محکومی کا مضمون کسی پر نہ کھلا *

بارہ بادشاہوں کا بیان

جب کہ کسی کی تخت نشینی پر اتفاق نہوا تو آخوکار بارہ مقدم امیروں نے آپس میں اتفاق کر کے تمام قلمرو پر قبضہ کیا اور تمام ملک کو بارہ حصوں پر بانٹ چونٹ لیا اور باہم یہ عہد و پیمان کیئے کہ اپنی اپنی حکومت پر ہر ایک بجائے خود مستقل رہے اور اپنے اختیار و قوت سے حکمرانی کرے کسی کو کسی سے سروکار نہ ہو اور کوئی دوسری سلطنت کا ارادہ نہ کرے اور یہ قول و قسم اِس لیئے تھے کہ ایک تحریرو ربانی کی پیشگوئی کا انسداد اور امتناع ہووے جس میں یہ لکھا تھا کہ جو کوئی اُنہیں سے واکن دیوتا کو ایک پیتل کے پیالے سے شراب چڑھاویگا وہی مصر کی ساری سلطنت کا مالک ہوگا چنانچہ پندرہ برس تک کمال حسن اتفاق

سے حکمرانی کی اور اس لیے کہ اپنے حسن اتفاق کا کوئی مشہور یادگار باقی رہے ایک بھول بھلیاں جو بارہ محاسن پر مشتمل تھا اور اسی قدر مکانات زمین کے نیلے بھی تھے جسکا مذکور پہلے ہو چکا ہے شراکت بنوایا *

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ یہہ بارہ بادشاہ واکن دیوتہ کے مندر میں کسی بڑی توبانی چڑھانے کے لیے مجتمع ہوئے اور پوجاریوں نے سب کو شراب کی نذر کے واسطے سونے کے پدالے عذایت کیئے مگر ایک پدالے کی کمی باقی رہی سامی ٹیکس نے سادہ دل سے بدون ملاحظہ کسی امر نامناسب کے اس پدالے کی کمی کو اپنے پیتل کے خود سے پورا کیا اور نذر چڑھانے سے فارغ ہوا بادشاہوں کو کھٹکا گذرا اور وہ پیشگوئی یاد آئی جسکی روک تھام کے لیے سارے قصے کیئے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے گمان فاسد کے موافق آپ کو اُسکے ارادے سے بچنا ضروری سمجھ کر باہم اتفاق کیا اور اُسکو مصر کے ایسے حصہ میں پھینکا کہ وہاں پانی کی کثرت سے دانہ پیدا نہ ہوتا تھا *

جب سامی ٹیکس کو چند سال اس توقع پر گزرے کہ کوئی موقع پا کر اس بد سلوکی کا انتقام لیوے تو عین انتظار میں ایک دیک مبارک قدم یہہ خبر لایا کہ برنجی سپاہی زرہ خودیں پیتل کی پہنے ہوئے ایک طرفان کے سبب سے مصر میں وارد ہوئے اور وہ لوگ کیریا اور ایونہ والے معلوم ہوتے ہیں سامی ٹیکس نے یہہ خبر مبارک سنکر اُس تحریر ربانی کو یاد کیا جس سے یہہ جواب ملا تھا کہ برنجی لوگ سمندر کے کنارے سے آ کر تیری مدد کریں گے اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے میں کچھ شک نہ لایا چنانچہ اُسنے اُن اودیوی لوگوں سے سازش کے دھنگ ڈالے اور بڑے قول قراروں پر اُنکو اپنے پاس تہہرایا اور خفیہ خفیہ کہیں کہیں سے فوجیں اکٹھی کیں اور اُن بیگانوں کو اُنکا انسہ کیا اور رفتہ رفتہ اُن گیارہ دور اندیش بادشاہوں کو شکستیں دیں اور مصر کے تمام قلعہ و پو قابض و متصرف ہوا *

سچ ہی تقدیر تل نہیں سکتی
کوئی تدبیر چل نہیں سکتی

یہ بادشاہ ایزنیہ اور کیریا والوں کا اتنا ممنون و مرہون تھا کہ باوجود اس دستور قدیم کے کہ بیگانے لوگ مصر میں بسنے نہ پاتے تھے اُنکو مصر میں بسایا اور بسانے کے بعد جاگیریں اور روزینے مقرر کیئے اور ایسے ہرٹاؤ ہوتے کہ وہ وطنوں کو بھول گئے اور مصر کے لوگوں کو اُسکے حکم سے یونانی زبان سکھانے لگے یہاں تک کہ اسی ذریعہ سے مصری اور یونانیوں میں خط و کتابت جاری ہوئی اور اسی زمانہ میں مصر کی تاریخ جو پرجاریوں کی فطرت کے باعث بڑی بڑی کہانیوں سے متخاط و مشتبہ ہو گئی تھی حسب قول ہیروڈوٹس صاحب بہت ٹھیک تھا کہ ہونے لگی *

جب کہ سامی ٹیکس کی پوری سلطنت مستقل ہو گئی تو اُسنے سریا کے بادشاہ سے ایک سرحد کی بات لڑائی شروع کی چنانچہ یہ لڑائی مدت تک قائم رہی اور اصل اُسکی یہ ہی کہ جب سے اُسریا والوں نے سریا کو فتح کیا تھا تب سے فلسطین ان دونوں سلطنتوں کا حد فاصل تھا اور اسی پر ہمیشہ تکرار رہتی تھی اور بعد اُسکے ٹولیمی اور سلوسیدی بادشاہوں کا بھی محل نزاع رہا چنانچہ اُسی پر آپس میں قصے قضائے رہتے تھے اور زبردست کے ساتھ پالا دھتا تھا سامی ٹیکس نے یہ سرچ سمجھ کر کہ میں تمام مصر کا امن چین سے مالک ہوں اور یہ سلطنت بطور قدیم مستقل ہو گئی یہ ارادہ کیا کہ اس پرانے جھگڑے کو مٹا دے اور محل نزاع کو سریا والے بادشاہ کے قبض و تصرف سے باہر نکالے جو اُسکا ہمسایہ تھا اور روز بروز زور اُسکا بڑھتا جاتا تھا چنانچہ اُسنے فلسطین کا قصد کیا اور اُسپر فوجیں لیکو روانہ ہوا *

اس لڑائی کے شروع میں یہ لطیفہ ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ مصری خندا ہو کر چلے گئے اور ایتھوپیا میں جا بیٹھے جہاں اُنکو آرام ملا اور حسب قول ڈیوڈورس صاحب کے وجہ اُسکی یہ تھی کہ جب اس بادشاہ نے یونانیوں کو دائیں بازو پر کھڑا کیا تو یہ بات مصریوں کو گران گذری اور بادشاہ کو چہرہ کر چلے گئے *

سامی ٹیکس نے جان والوں کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے ارادے کو پورا کیا یعنی فلسطین میں گیا ازوتس والے بمقابلہ پیش آئے اور اُسکو اتنی تکلیف دی کہ اُنٹیس برس تک اُس بستی کا بڑا محاصرہ کرنا پڑا

بعد اُسکے ارکان دولت کو فتح نصیب ہوئی قدیم زمانہ کی تاریخوں میں اُس سے زیادہ طول طویل محاصرہ کہیں پایا نہیں جاتا *

قدیم زمانہ میں فلسطینیوں کے پانچ شہر بڑے بڑے مشہور تھے منجملہ اُنکے ایک یہہ شہر یعنی اُزوتس بھی تھا جو اِس مشکل سے فتح ہوا مصریوں نے تھوڑی مدت پہلے اُسکو اپنے تصرف میں لاکر ایسا مضبوط و مستحکم کیا کہ اُس جانب پر وہ شہر اُنکی بڑی پشت و پناہ تھا اور اُسی لیئے سناکرب سریا کا بادشاہ بھی مصر میں داخل نہو سکا جب تک کہ اُس شہر کو قارتن اُسکے جنرل نے فتح نہ کر لیا چنانچہ عہد محاصرہ تک سریا والوں کے قبض و تصرف میں رہا مگر بعد اُسکے مصریوں نے محاصرہ مذکورہ کے ذریعہ سے قبض و دخل کیا *

اُسی زمانہ میں ستھیا والے پالس میتس کے کناروں کو چھوڑ کر میدیا میں زبردستی سے گھس بیٹھے اور اُس ملک کے بادشاہ سے ایکزرس کو شکست فاحش دی اور ایشیا کے اُرد کے حصہ کو تاخت و تاراج کیا اور اٹھائیس برس تک اُسپر اُنکا قبضہ رہا اور سریا تک دباتے چلے آئے اور کوئی اُنکے منہ پر نہ پڑا یہاں تک کہ جب مصر کی حدوں تک نوبت پہنچی تو سامی ٹیکس نے اُنکا استقبال کیا اور بہت خوشامد سے اُس بڑی بلا کو تالا اور اپنی جان و مال کو قوی دشمنوں سے بچایا *

اِس بادشاہ کے عہد سلطنت تک مصری اپنی قوم کو بہت قدیم سمجھتے تھے اور خود سامی ٹیکس کو بھی یہہ منظور تھا کہ یہہ مدعا کسی قوی دلیل سے ثابت ہو جاوے چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ دو بچے جو غریب ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں لیکر کسی گائے میں ایسے مکان میں دالے جاویں کہ وہ مکان ہمیشہ بند رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُنکی پرورش کے لیئے ایک چرواہا اور بقول اُوروں کے ایسی دائیاں جنکی زبانیں کاٹی گئی تھیں مقرر ہوئیں وہ چرواہا بکری کے دودھ سے یا وہ دائیاں اپنے دودھ سے اُنکی پرورش کرتی تھیں اور اُس مکان میں کسی کو آنے کی اور اُن بچوں کے سامنے دودھ دلانے والوں کو ایک لفظ تک زبان سے نکالنے کی اجازت نہ تھی چنانچہ اُسی طور پر دو برس گذرے مگر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ چرواہا اپنے دستور کے موافق اُنکو کھانا کھلانے چو آیا تو وہ

دوہوں بچے اُسکی طرف ہاتھ بھیل کر بکس بکس پکارنے لگے چرواہا ان نا آشنا حرفوں کے سننے سے اور اُنکے دوسرے مرتبہ دوہرانے سے بہت حیران رہا اور بادشاہ کو وقوع ماجرا سے اطلاع دی بادشاہ نے اُنکو طلب فرمایا کہ اُن نا آشنا حرفوں کو اپنے کانوں سے چنانچہ وہ بچے حاضر کیئے گئے اور وہی حرف بولنے لگے بعد اُسکے تحقیقات کا مرتبہ باقی رہا کہ یہہ لفظ کس زبان کے ہیں آخر کار چہاں میں کے بعد یہہ امر تحقیق ہوا کہ فرجیہ والے روٹی کو بکس کہتے ہیں چنانچہ اُسی روز سے فرجیہ والوں کو قدیم مانا گیا اور خود مصریوں کو باوجود اُسکے کہ وہ قدامت کے مدعی تھے اور اتنی مدت تک اُتراتے رہے تھے فرجیہ والوں کو عزت دینی پڑی اور اُس چہاں میں نے اُنکو کرکرا کھلایا بعضے لوگوں کی یہہ رائے ہی کہ جن بکریوں سے اُنکی پرورش ہوتی تھی اُنکی آواز سے یہہ حرف اُنکے گوش گزار ہوئے ہونگے اِس لیئے کہ مورخوں نے اُنکو بہرا نہیں لکھا *

جوزبہ بادشاہ یہودا کے جلوس پر چوبیس برس گذرے تھے کہ سامری تیکس نے چہاں فانی سے انتقال کیا اور اپنے بیٹے نکاؤ کو جانشین چھوڑا اور کتاب اقدس میں اُسی بادشاہ کو فرعون نیکو لکھا ہی اور اِس بادشاہ نے یہہ ارادہ کیا تھا کہ ایک نہر کے ذریعہ سے بحر احمر کو رو نیل سے ملا دے اور وہ مسافت جو بقدر ایک سو اٹھارہ میل انگریزی کے دھنوں کے درمیان میں ہائل ہی بہت کم کر دے چنانچہ کام شروع ہوا اور جانفشانی ہونے لگی اور جب ایک لاکھ بیس ہزار جانیں تلف ہوئیں تو وہ اِس ارادے سے باز رہا بعد اُسکے تصدیق دہانی سے مشورت طلب کی وہاں سے یہہ جواب پایا کہ اِس نئی نہر کے جاری ہونے سے وحشیوں کے آنے جانے کی راہ جاری ہوگی اور جان و مال کا نقصان ہوگا راضع ہو کہ مصر والے اپنے سوائے تمام قوموں کو وحشی کہتے تھے *

اگرچہ یہہ بادشاہ اِس خاص کام میں ناکام رہا مگر ایک اور کام میں اُسکو بڑی کامیابی نصیب ہوئی یعنی فنیشیا کے ہنرمند جہاز رانوں کو اُسنے نوکر رکھا اور بحر احمر سے افریقہ کے کناروں کا حال تحقیق کرنے کے لیئے روانہ ہوئے اور تین برس کے بعد خوب پھر پھراکر اور بہت سی چہاں میں کو کے ابدائے جبرائیل سے مصر کو واپس آئے اور یہہ بڑا کمال کیا

کہ ایسے زمانہ میں کہ جب قطب نما کا عالم نہ تھا دریا کی بڑی خاک چھان آئے اور یہہ بڑا سفر واز کوئیگاما صاحب کے زمانہ سے ایکس سو برس پہلے ہوا تھا اور یہہ صاحب پارچوگل کارہنے والا تھا اُسنے اپنی حسن تدبیر سے راس گڈھوپ کو سنہ ۱۳۹۷ع میں دریافت کیا + اور ہندوستان کے جانے کی وہی راہ نکالی جس راہ سے یہہ فنیشیا والے ہنرمند گذر کر بھکر قلازم کو گئے تھے *

بابل اور میدیا والوں نے شہر نینوا اور اُسکے ساتھ اسیسریا والوں کی سلطنت کو تباہ کیا اور ایسے زبردست ہو گئے کہ تمام ہمسایہ اُنکے حسد کرنے لگے چنانچہ نکاؤ بادشاہ اُنکی زبردستی اور غارتگری سے خوف کھا کر دریائے فرات کو بہت سی فوج لیکر اُنکی روک تھام کے لیئے روانہ ہوا بادشاہ یہودا جوزیہ نے جسکی خدا پرستی شہرہ آفاق تھی یہہ سوچ بچار کر کہ نکاؤ نے میرے ملک کا ارادہ کیا اور وہ میرے ملک میں گزریگا اُسکے مقابلہ کا ارادہ کیا اور اسی خیال سے فوجیں جمع کیں چنانچہ مگدو کی گھاٹی پر جا کر پڑاؤ ڈالا یہہ بسنی دریائے یارتین کے اِس کنارہ پر واقع تھی اور قوم مغاسا کے تحت تصرف میں تھی یہودا و تیس صاحب اِس بستی کو مگدولس کے نام سے پکارتے ہیں نکاؤ نے یہہ اہمیت برتی کہ جوزیہ کے پاس بذریعہ ایک قاصد راست گزار کے یہہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے ملک پر چڑھکر نہیں آئے ہمارے دشمن اُور ہیں ہم اُنکی سرکوبی چاہتے ہیں اور ہم نے یہہ لڑائی خدائے تعالیٰ کے بہرہ سے پر جو ہمارے ہمراہ اور ہمارا معاون اور مددگار ہی اختیار کی ہی غرض کہ نکاؤ نے یہہ صاف صاف سمجھایا کہ تمکو اِس لڑائی میں ہمسے مزاحمت کرنی مناسب نہیں مگر جوزیہ نے اُسکی فہمائش پر توجہ نہ کی اور علاوہ اُور خیالوں کے یہہ بھی خیال کیا کہ ایسی بڑی فوج کا ملک یہودا میں گذرنا اُسکی دوری برپادی کے لیئے کافی رانی ہی اور اگرچہ سردست ضرر نہ پہنچے پھر بھی یہہ اندیشہ ہی کہ جب بابل سے کامیاب ہوکر آریگا تو پھرتے پھروں میرے

+ واضح ہو کہ اِس راس گڈھوپ کو سب سے پہلے بار تھا لومیو صاحب نے سنہ ۱۳۸۶ع میں دریافت کیا تھا اُنکے بعد جو شخص اِس راستہ سے پہلے پہل گیا وہ واز کوئیگاما صاحب تھا *

ملک پر ضرور ہاتھ ڈالے گا اور کچھ نہ کچھ میوے قلمرو سے چھینے گا آخر کار وہ نکاڑے لڑنے کو گیا اور شکست فاحش کھائی اور علاوہ شکست کے ایک ایسا کاری زخم اُٹھایا کہ وہ اُسی زخم کے صدمہ سے بیت المقدس میں جا کر مر گیا جہاں اُس نے اپنی لاش کے لئے جانے کی وصیت کی تھی *

جب کہ نکاڑے کو یہ فتح نصیب ہوئی تو دل اُسکا زیادہ بڑھا اور اپنی بات پر جما رہا اور ہر روز کوچ کرتا رہا یہاں تک کہ دریائے فرات پر تیرے ڈالے اور بابل والوں کو شکست دے کر کارکش پر جو اُس ملک کا بڑا مشہور شہر تھا قبضہ و تصرف کیا اور وہاں بڑی قوی فوج چھوڑ کر اور قبضہ و تصرف اچھی طرح مضبوط کر کے دارالسلطنت کو واپس آیا اور تین مہینے بعد ملازمان دولت کو شرف ملازمت سے مشرف فرمایا *

اس بادشاہ کو راہ میں لوٹتے ہوئے یہہ پر چا لیا کہ جہواز جوزیہ کا بیٹا بیت المقدس کی حکومت دبا بیٹھا اور بدون اجازت خود بدولت کے اپنے نام کی منادی کرادی نکاڑے نے سنتے ہی یہہ حکم دیا کہ وہ شور بخت مقام ر بلا واقع ملک شام میں حاضر کیا جاوے چنانچہ جب یہہ برگشتہ بخت حسب الحکم ر بلا میں حاضر کیا گیا تو اُسی وقت ہا بنزنجیر ہو کر مصر کو روانہ ہوا اور قیدخانہ میں گھٹ گھٹ کر مر گیا بعد اُسکے نکاڑے نے بیت المقدس میں داخل ہو کر الیامک دوسرے بیٹے جوزیہ کو جسکو وہ جہائیکم کہتا تھا اُسکے بھائی کی جگہ تخت نشین کیا اور اُس ملک سے چار لاکھ چار ہزار تین سو ایکاون روپیہ بطور سالانہ لینے ٹھہرائے اور کمال فیروز مندی اور خجستہ بختی سے مصر کو واپس آیا *

ہیروڈوٹس صاحب اس بادشاہ والا جاہ کی اُس فتح کے بیان میں جو اُسکو حسب قول اُنکے شہر مگدولس پر نصیب ہوئی تھی یہہ بیان کرتے ہیں کہ اُس نے اس شہر پر فتح پا کر شہر کیدیٹس کو فتح کیا اور یہہ شہر فلسطین کے پہاڑوں میں واقع تھا اور شہر ساردس کے برابر چورا چکلا تھا اور یہہ ساردس لڈیا اور ایشیا مائینر کی دارالسلطنت تھا یہہ بیان اُنکا بیت المقدس سے مطابق ہوتا ہی اور اوصاف مذکورہ کا مصداق وہی شہر ٹھہرتا ہی اس لیے کہ وہ اُسی قطع پر واقع تھا اور اُن دنوں اُن اطراف وجوانب میں صرف وہی شہر تھا کہ چوزان چکلان میں ساردس کا مقابلہ کرتا تھا علاوہ

اسکے کتاب مقدس سے دریافت ہوتا ہے کہ نکاؤ نے یہودا کی دارالسلطنت کو بھی فتح کیا اس لیے کہ جب اُس نے جہاؤیکم کو تخت پر بٹھایا تو وہ وہاں بذات خود موجود تھا اور قطع نظر سب سے اس شہر مبارک کا نام بھی صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس ہی ہے اس لیے کہ عبری زبان میں کیدیتس کے معنی مقدس کے آتے ہیں چنانچہ فاضل دین بریدیوکس نے اسی وجہ کامل کو وجہ ثبوت گردانا *

جب کہ نبولاسر بادشاہ بابل نے یہہ نقشہ دیکھا کہ نکاؤ کے کارکش پر فتح پانے سے تمام شام اور فلسطین کی اطاعت میں جو ہمارے مطیع و فرمان بردار تھے بہت فتور آیا اور ضعف پیری اور کبرسانی کے باعث سے اصلاح اُسکی بذات خود متصور نہیں تو اپنے بیٹے نبوکدنسر یعنی بخت نصر کو امورات سلطنت میں شریک کیا اور باغیوں کی سرکوبی کے لیے بہت سی فوج دے کر روانہ کیا چنانچہ شہزادہ جوان بخت نے دریائے فرات کے متصل نکاؤ کی فوجوں کو زیر و زبر کیا اور شہر کارکش پر قابض و متصرف ہوا اور باغیوں کو گوشمالی دی چنانچہ بموجب پیشگرنی ارمیا علیہ السلام کے تمام حلقہ بگوش ہو گئے اور یہاں تک دلاوری بہادری سے کام لیا کہ مصر کے چھوٹے † دریا سے لیکر بحر فرات تک جو ملک مصر والوں کے قبض و تصرف میں تھے یکقام دبا لیے مختصر یہہ کہ اس خلف الرشید نے وہ گرمیاں دکھلائیں کہ باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہوا *

یہہ نکاؤ سولہ برس سلطنت کر کے مر گیا اور اپنے بیٹے سامس کو جانشین چھوڑ گیا *

سامس اس بادشاہ کی سلطنت کل چھہ برس تک قائم رہی مگر کوئی کار نمایان اُسکا یادگاری کے قابل سوائے اسکے کہ اُس نے ایک مرتبہ ایتھوپیا پر چڑھائی کی تھی تاریخ میں مذکور نہیں *

جب کہ ایلینز کی قوم نے اولمپک کا کھیل ایجاد کیا اور اس عمدہ کھیل کو کمال ہوشیاری اور دانائی سے ایسے اچھے اچھے قاعدوں پر مبنی

† یہہ چھوٹا دریا اسی نام سے کتاب اقدس میں مذکور ہوا ہے یہہ قدیم زمانہ میں فلسطین اور مصر کی حد ناصل تھا *

کیا تھا کہ اُنکی راے میں کوئی بات اُسکی تکمیل میں باقی نہ رہی تھی یہاں تک کہ حاسدوں اور عیب چینیوں کو بھی مقامِ اُلام باقی نہ تھا مگر مصری اُس زمانہ میں بہت دانا مشہور تھے اُنہوں نے یہہ چاہا کہ اِس عمدہ ایجاد پر مصریوں کا بھی صاد ہو جاوے اور جس بادشاہ کی خدمت میں اِس غرض سے ایلچھی بھیجے تھے وہ یہی سامس تھا بادشاہ نے اپنی قوم کے عقلمندوں کو جمع کیا اور جو کچھ اُن کھیلوں کے حق میں کہا گیا وہ گوش گزار ہوا بعد اُسکے بادشاہ نے اُن کھیل والوں سے یہہ دریافت فرمایا کہ اِن کھیلوں میں شہر و دیہات کے لوگوں کو برابر اجازت ہی یا نہیں اُنہوں نے یہہ عرض کیا کہ سیر و تماشے میں کسی کی روک توک نہیں بادشاہ نے یہہ بات فرمائی کہ اگر صرف بیکانوں کو اجازت ہوتی تو عدل و انصاف کے قاعدے زیادہ ملحوظ و مرعی رہتے اِس لیئے کہ منصفوں کو اپنے شہر والوں کی رو رعایت نہ کرنا نہایت مشکل اور انعام و فتنے کے قرار دینے میں طرفداری سے پاک صاف رہنا بغایت دشوار ہی *

ایپریز یہہ وہ بادشاہ ہی جسکو کتاب اقدس میں فرعون ہانوا لکھا ہی اِس بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد پچیس برس بادشاہت کی اور آغاز سلطنت میں اپنے بزرگوں کی طرح بختہ اور رہا چڑانچہ جزیرہ سٹیروس تک فوج کشی کی اور شہر سدون کو خشکی اور تری دونوں طرفوں سے محاصرہ کر کے فتح کیا اور تمام فنیشیا اور فلسطین پر قابض ہوا ہیروڈوٹس صاحب بیان کرتے ہیں کہ اِس متواتر کامیابی سے یہہ بادشاہ گھمنڈ اور غرور کے نشہ سے ایسا متوالا ہوا کہ یہہ بڑے بول اُسکے منہ سے بے ساختہ نکلنے لگے کہ دیوتے بھی میری سلطنت کو چھین نہیں سکتے اور جب کہ اُسکو اپنی سلطنت کی پائنداری کا بڑا گھمنڈ ہوا تو حزقیل علیہ السلام نے اُسکے جی میں یہہ بیہودہ کلمے قالے یعنی اُنکی بد دعا کا یہہ اثر ہوا کہ اُس خود پوست کے منہ سے ایسی ایسی باتیں نکلنے لگیں کہ دریا میرا دریا ہی اور خود میں نے اُسکو اپنے کام کے لیئے بنایا ہی مگر بعد اُسکے خدائے صادق القول نے اُس جھوٹے مدعی پر یہہ ظاہر کیا کہ اُسکا بھی کوئی مالک ہی اور وہ صرف ایک آدمی ہی اور اِس اظہار سے پہلے ایک عرصہ دراز تک اُسکو اُن بڑی بڑی آفتوں سے پیغمبروں کی زبانی ڈرایا چنکا

نزول اُسپر بحسب تقدیر ازلی مقرر و ثابت تھا تاکہ وہ برے بدل اُسکے آگے آویں *

اِس بادشاہ کی تخت نشینی پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ صدقیا بادشاہ یہودا نے اُسکے پاس ایلچی بھیج کر رفاقت کے عہد و پیمان کیئے اور جو جو قول و قسم شاہ بابل سے در باب مہر و رفاکاری کیئے تھے وہ اُس سے اگلے برس یکقام توڑ تار ڈالے اور علانیہ بغاوت اختیار کی *

۱. باوجودیکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کو چند مرتبہ یہہ معانعت کی تھی کہ تم مصریوں سے دوستی نہ کرو اور اُنپر کسی طرح کا اعتماد نہ رکھو اور اُنسے مدد نہ چاہو اور با وصف اِس بات کے کہ مکرر دقتیں اُن مختلف تدبیروں سے پیش آئیں جو مصریوں کی استعانت سے متعلق تھیں مگر یہہ بھی اُن لوگوں نے اُسے وقت پر مصریوں کو اپنی پناہ کامل سمجھا اور اُنکی مدد چاہنے سے باز نہ رہے چنانچہ مقدس بادشاہ ہزقییا کے عہد سلطنت میں جب اُنہوں نے مصریوں سے مدد طلب کی تو خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اشعیا علیہ السلام کی زبانی یہہ پیغام بھیجا کہ اُن لوگوں پر مصیبت پڑے جو مصریوں سے مدد مانگتے جاتے ہیں اور اُنکی رتھوں اور گھوڑوں پر کثرت کے باعث سے بھروسا رکھتے ہیں اور اپنے پاک پروردگار پر تکیہ نہیں کرتے اور اپنے خداوند نعمت کو نہیں دھونڈتے مصری آدمی ہیں خدا نہیں اور اُنکے گھوڑے گوشت پوست ہیں روح پاک نہیں اور جب خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ پھیلاویگا تو مدد دینے والے اور لینے والے نیست نابود ہو جاویں گے مگر اُس قوم بے باک نے نہ پیغمبر علیہ السلام کی سنی اور نہ اپنے بادشاہ ہزقییا کی مانی اور جب تک برے برے تجربے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کیئے تب تک اُنکی آنکھیں نہ کھلیں اور خدائے تعالیٰ کی دھمکیوں کا جھوٹہ سیچ اُنپر ظاہر نہ ہوا *

اِس موقع پر بھی یہودیوں نے ویسا ہی کیا یعنی صدقیا بادشاہ یہودا نے برخلاف ارمیا علیہ السلام کے مصریوں کے بادشاہ سے حسن رفاقت کے عہد و پیمان کیئے اور مصریوں کے بادشاہ نے یعنی فرعون ہافرا نے اپنی سپاہ کی کامیابی پر اِتراکر یہہ سمجھا کہ اب کوئی ہمارے پانہ کا نہیں اور اِسی بھروسے پر آپ کو بنی اسرائیل کا حافظ و ناصر پکار دیا اور یہہ وعدہ کیا کہ بنی اسرائیل

کو بخت نصر کے جور و ستم سے بچا لینے کے خدائے تعالیٰ اس بات سے بہت ناراض ہوا کہ ایک فانی نے میرا مقابلہ کیا اور میری حکومت میں دخل دینا چاہا چنانچہ حزقیل علیہ السلام کو یہہ ارشاد فرمایا کہ اے بیٹے آدم کے تو فرعون سے منہ پرہیز اور اُسکے اور تمام مصریوں کے حق میں یہہ پیشگوئی کر کہ پاک پروردگار یوں فرماتا ہی کہ اے فرعون مصر کے بادشاہ میں تیرا دشمن ہوں اور تو وہ بڑا مگر سمجھہ ہی کہ میرے دریا میں پڑا ہوا ہی اور یہہ بڑا بول بولتا ہی کہ دریا میرا ہی اور میں نے اُسکو اپنے لیٹے بنایا ہی مگر یہہ سمجھہ لے کہ میں تیرے جہزوں میں کانٹے گزرونگا اور علاوہ اُسکے سرکنڈے سے تشبیہ دیکر جسکی ادنیٰ شان یہہ ہی کہ آدمی کے سہارے سے گرے اور اُسکو زخمی کرے یہہ بھی فرمایا کہ میں تجھ پر تیغ کشی کرونگا اور تیری شامت سے ہزاروں جانیں انسانوں حیوانوں کی تلف ہونگی اور بعد اُسکے یہہ امر واضح ہو جاوے گا کہ میں خدا ہوں اور سب میرے بندے ہیں اور اسی پیغمبر علیہ السلام نے کتاب اقدس کے اگلے بابوں میں بہت سی آیتوں کی پیشگوئی کی تھی جو مصر پر پڑنے والی تھیں *

صدقیا نے اُن پیشگوئیوں کا یقین نہ کیا اور اپنی بات پر جما رہا اور جب کہ یہہ سنا کہ مصریوں کی فوج قریب آگئی اور بخت نصر نے بیت المقدس کا محاصرہ اُٹھا لیا تو مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا اور یہہ یقین کیا کہ اب ہمارے دن پھرے اور فتح و ظفر کی صورت نظر آئی مگر یہہ خروشی اُسکی بہت تھوڑی دیر رہی اس لیٹے کہ جب مصریوں نے کالدیا والوں کو مقابل دیکھا تو ایسی فوج کثیر و مجرب سے لڑنے کی جرأت نہوئی چنانچہ وہ طرح دیکر اپنے ملک کو چلے گئے اور بدبخت صدقیا کو اُس مجھیلے میں مبتلا چھوڑ گئے جس میں اُسکے پھنسنے کے وہی آپ باعث ہوئے تھے بعد اُسکے بخت نصر نے بیت المقدس کا پھر محاصرہ کیا اور اُسکو جلا یھونک کر ارمیا علیہ السلام کی پیشگوئی کو درشنی دی *

تھوڑے دنوں بعد زوال دولت نے ظہور پایا اور فرعون کی سلطنت کو چاٹنا شروع کیا یعنی وہ آفتیں جنہے خدائے تعالیٰ نے فرعون ہافرا کو دیا تھا نازل ہوئی شروع ہوئیں اور صورت اُسکی یہہ ہوئی کہ سرینیا والے جو یونان کے لوگ تھے اور افریقیہ میں لیبیا اور مصر کے درمیان آہستہ تھے

لیبیا والوں کے بہت سے ملک پر قابض و متصرف ہوئے اور اُسکو برابر بائست چونٹ لیا لیبیا والے مجبور ہو کر فرعون ہاتھ سے خدائستگار اعانت کے ہوئے اور اُس کو تہ استیں کا دامن پکڑا چنانچہ اُسنے ترس کھا کر سرینیا والوں کی گوشمالی کے لیئے فوج روانہ کی مگر اُسکی شامت سے وہ فوج شکست کھا کر بالکل تباہ ہو گئی مصریوں کو یہہ کہتے گذرا کہ بادشاہ نے وہ فوج لیبیا میں صرف کترانے کے لیئے بھیجی تھی تاکہ وہ بے تکلف اپنی رعیت پر حکمرانی کرے آخر یہہ ہوا کہ مصری اُسکی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور اُسکو دشمن سمجھنے لگے فرعون نے بغاوت کا حال سن کر اپنے بڑے افسر اماسس کو رفع فساد اور اصلاح بغاوت کے لیئے روانہ کیا چنانچہ جب اماسس وہاں پہنچا اور اُسنے سمجھانا شروع کیا تو باغیوں نے اُسکے سر پر خود رکھ دیا اور یہہ علامت اُس عالی مرتبہ کی تھی جسپر اُنکو اُسکا پہنچانا منظور تھا اور بعد اُسکے اُسکی حکومت کی مفادی پٹوا دی چنانچہ اماسس نے قاج کو قبول کیا یعنی باغیوں کی حمایت پر کمر باندھی اور مفسدہ کو دوبالا کر دیا *

فرعون یہہ خبر سن کر نیلا پیلا ہو گیا اور پاتربیمس دوسرے افسر کو جو اُسکے دربار میں بہت بڑا امیر تھا اماسس کی گرفتاری کے لیئے حکم دیا چنانچہ یہہ سردار وہاں پہنچا مگر اماسس کو گرفتار نہ کر سکا اِس لیئے کہ اُسکے ساتھ مفسدوں کا بڑا ہجوم تھا اور اِسی سبب سے اُسکے پکڑنے کی ہمت نہ ہوئی ناچار وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے اِس خیال خام سے کہ اُسنے دانستہ کمی کی ایسی نالغلیت ہوئی کہ اُسکو ناک کان کاٹ کر چھوڑ دیا اور یہہ نہ سمجھا کہ وہ مجبوری سے اُسکو گرفتار نہ کر سکا آخر کار یہہ بد سلوکی مشہور ہوئی اور ایسے بڑے آدمی کی بے عزتی سے تمام مصری برہم ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہزاروں آدمی باغیوں میں جا ملے اور ایسا بڑا فساد برپا ہوا کہ بادشاہ کو تہ اندیش کو اوپر کے مصر میں بھاگنا پڑا جہاں اُسنے کئی برس تک اپنی بات بنائے رکھی تھی اور اُسکی بقیہ سلطنت کا اماسس مزا لیتا رہا *

اِن فسادوں کے باعث سے سخت نصر کو موقع ہاتھ آیا اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر مصر کا ارادہ کیا یہہ بادشاہ کہ خدا کے غضب کا سامان تھا اگرچہ خود یہہ نہ جانتا تھا کہ میں اُسکے غضب کا سامان ہوں تاہم

کی مہم میں اپنی فوج سمیت بڑی بڑی بلاؤں میں مبتلا ہوا تھا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے اُن محنتوں کی راحت دینے کے واسطے گناہگار ہمیشہ بہار مصر کو اُسکے حوالہ کیا اور اپنی مرضی ظاہر کی کتاب اقدس میں اِس سے زوالہ عجیب غریب مقام بہت کم ہیں جنسے اُنکے دیکھنے سے خدائے تعالیٰ کی حکومت کاملہ جو تمام بادشاہوں پر حاکم ہی بخوبی واضح ہوتی ہی خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حزقیل علیہ السلام سے یوں ارشاد فرمایا کہ اِی بیٹے آدم کے بخت نصر بابل کے بادشاہ نے تائر کی مہم میں اپنی فوج ظفر مروج سے اتنی سخت محنت لی کہ سر اُنکے گنچے اور کندھے اُنکے زخمی ہو گئے مگر اُنکو محنتوں کی راحت نہ ملی اور تکلیفوں کا مزا نہ حاصل ہوا پھر اب یہ سمجھ لے کہ زمین مصر کو اُنکے حوالہ کر دینا اور وہ بادشاہ مصر کے باشندوں کو گرفتار کریگا اور اُسکی غنیمت لیگا اور وہی غنیمت اُسکی فوج محنت کش کی مزدوری سمجھی جائیگی اور یہ ملک مصر کا اِس لیے اُنکو عنایت ہوگا کہ وہ میرے لیے کام کرینگے یعنی اُنکے ذریعہ سے میری مرضی پوری ہوگی اور ارمیا علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مصر کی سلطنت سے وہ بادشاہ آپ کو ایسا آراستہ کریگا جیسے گذریہ اپنی پوستیں کو پہنتا ہی اور وہ وہاں سے بامراد جائیگا سبحان اللہ یہ وہ کلام ہی کہ اُسکے سننے سے اچھی اچھی مضبوط سلطنتوں کے رگ و ریشہ توت جاتے ہیں خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ جب خدائے تعالیٰ کسی حکومت کا انقلاب چاہتا ہی اور وہ کسی نئے حاکم کے نامزد کی جاتی ہی تو اُس فرخندہ بخت کو بجز یہیں لینے اُس خلعت فاخرہ کے کوئی دقت اُٹھائی نہیں پڑتی *

بابل کے بادشاہ بخت نصر نے مصریوں کی نزاع و فساد کو جو احساس کی بغاوت کے باعث ہوا تھا اپنے ارادے کے موافق پاکر بہت سی فوج سمیت مصر کی جانب کوچ کیا چنانچہ مگدول مصر کی سرحد کی بستی سے لیکر شہر سینین واقع سرحد تھیوپیہ تک فتح کرتا چلا گیا اور جہاں کہیں اُسکا گذر ہوا مکڑوں کو پائمال اور مکینوں کو زیر تیغ کیا اور علاوہ اُسکے لوت کھسوت کی اتنی مار مار ہوئی کہ وہ نقصان چالیس برس تک پورا نہوا چنانچہ فوج کو غنیمت سے مالا مال کیا اور احساس سے عہد اطاعت لیا اور اُسکو بطور نائب چھوڑ کر بابل کو چلا آیا *

وہ پیشگوئیاں جو خدائے تعالیٰ نے اپنی قوم کی نسبت ارشاد کی تھیں وہ بھی تمام پوری ہوئیں اور جو کچھ اُس نے فرمایا تھا وہ بے کم و کاست ظہور میں آیا یعنی وہ لوگ جو بیت المقدس کے فتح ہونے پر خلاف حکم خدائے تعالیٰ کے مصر کو چلے گئے اور ارمیا علیہ السلام کو اپنے ساتھ زبردستی سے لے گئے تو اُنکا یہہ حال ہوا کہ جو مصر میں داخل ہو کر مقام تینس میں فروکش ہوئے تو ارمیا علیہ السلام نے حسب الحکم رب العزت کے ایک پتھر اُٹھا کر سب کے سامنے ایک غار میں جو محلسرے بادشی کے متصل تھا چپایا اور زبان مبارک سے علی الاعلان یہہ کلمے فرمائے کہ خدائے تعالیٰ نے مصر کی حکومت بخت نصر کو عنایت فرمائی چنانچہ وہ بہت جلد آنے والا ہی اور وہ بڑی بلا ہی کہ مصر کو تباہ کریگا اور تمام مکانات میں تیغ و آتش کا جلوہ دکھائیگا اور مصر کے رہنے والے ظالم دشمنوں کے پالے پڑینگے چنانچہ تھوڑے سے قتل کیئے جارینگے اور باقی اسیوان پنجہ بلا بابل کو روانہ ہونگے اور کچھ بچے کچھ مصر کو واپس آوینگے چنانچہ یہہ پیشگوئیاں اپنے اپنے وقتوں میں پوری ہوئیں *

اماسس جب کہ فرعون ہافرا کا قصہ پاک ہوا اور باد خزان کا کچھ کہتا نہ تھا تو اماسس کی سلطنت پہلے پہلی پھولی اور چالیس برس تک وہی بہار تازہ رہی یہہ بادشاہ حسب قول افلاطون کے شہر اماسس کا رہنے والا تھا اور اس لیئے کہ وہ عالی خاندان نہ تھا تو اُن بان کے لوگ اُسکی تعظیم تکریم میں کمی کرتے تھے بلکہ آغاز سلطنت میں گونہ متنفذ بھی تھے مگر وہ اس بات سے غفل نہ تھا آخر کار اُس نے فطرت و حکمت سے مزاجوں کی اصلاح چاہی اور سلامت روی اور راست مزاجی سے بانکوں کے بل نکالنے تجویز کیئے چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالی کہ اُسکے دولت خانہ میں ایک چھوٹا سا حوض سونے کا بہت خوب صورت پانوں دھونے کے لیئے بنا ہوا تھا اور اُسکے ہم پیالے ہم نوالے کھانے پینے سے فراغت پا کر ہاتھ پانوں اپنے اُس حوض میں دھویا کرتے تھے اس بادشاہ خوش تدبیر نے اُس حوض کو گلاوا کر سونے کا بت بنوا کر اور اُس اصل پاک کو ایک صورت سے دوسری صورت میں جلوہ گر کیا بعد اُسکے جب پرستش اُسکی علانیہ ہونے لگی اور رات دن جماؤ رہنے لگے

تو اُس نے حقیقت اُس معبود کی صاف صاف بیان فرمائی اور کھلی کھلی کہنی شروع کی خلاء اُسکا یہہ تھا کہ تم لوگ اِس کم اصل مورت کی دین و ایمان کی طرح پرستش کرتے ہو اور اُسکو معبود جانتے ہو حاضرین مجلسِ ندامت کے مارے پسینے پسینے ہوئے اور بادشاہ کا مطلب پا گئے چنانچہ بعد اُسکے تعظیم اُسکی حسب شایان سلطنت کرنے لگے اور تلافیِ مانات میں جی جان سے مصروف ہوئے *

اِس بادشاہ کا یہہ دستور معبود تھا کہ صبح سے لیکر دو پہر تک دربار عام کرتا اور مستغیثوں کی عرضیاں لیتا اور عدل و انصاف میں سرگرم رہتا اور بعد اُسکے باقی روز اپنا ہنسی خوشی میں بسر کرتا اور جب کہ عیش و نشاط میں بہت بے تکلف ہو جاتا تو اراکینِ دولت یہہ عرصہ کرتے کہ ایسی بے تکلفی اور اتنی بے باکی آپ کو مناسب نہیں تب وہ یہہ جواب باصواب ارشاد فرماتا کہ طبیعت کا ہمیشہ سنجیدہ رہنا ایسا دشوار ہی کہ جیسے کمان کا سدا خمیدہ رہنا مشکل ہی *

اِسی بادشاہ نے یہہ تجویز کی تھی کہ ہر بستی کے رہنے والوں کے نام اور پیشے اور اوقاتِ بسری کے طریقے کتاب میں لکھ جاویں اور وہ کتاب حاکم کے پاس رہے یہہ ایسا عمدہ قانون ہی کہ یونان کے بڑے متفنن سولن نے بھی اِس قانون کو اپنے قانونوں میں درج کیا *

اِس بادشاہ والا جاہ نے اکثر شہروں میں اور خصوص شہرِ سیس اپنے مقامِ ولادت میں بہت سے بڑے بڑے مندر بغوائے چنانچہ ہیروڈوٹس صاحب اُس عمدہ مندر کی بہت تعریف کرتے ہیں جو ایک پتھر سے بنایا گیا جسکی پیشانی اِکیس کیوبت اور عمق چودہ کیوبت اور بلندی آٹھ کیوبت بنی اور اندر کی جانب سے وہ اِس قدر بڑا نہ تھا دو ہزار آدمی اُس بڑے پتھر کو الیفنتینا سے پورے تین برس میں نیل کی راہ سے لائے تھے *

یہہ بادشاہ یونانیوں کا اتنا قدر شناس تھا کہ اُنکو بڑے بڑے حقوق بخشے اور جو کوئی مصر کی سکونت اختیار کرنی چاہتا تو اُسکو شہرِ ناکریٹس میں جو بڑا مشہور بندر تھا لطف و عزایت سے بساتا اور منجملہ اُن سلوکوں کے جو اِس بادشاہ والا ہمت نے یونانیوں کے ساتھ کیئے یہہ بھی

شمار کے قابل ہی کہ جب یونان کے دیوتا قلفی کے مندر کی دوبارہ تعمیر ہونے کی تجویز ہوئی جسکو جلاکر خاکستر کیا تھا اور اُسکی تعمیر پر بہت سی رد و بدل ہوکر پانچ لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس روپیہ کا تخمینہ ہوا تو اِس بادشاہ نے قلفی والوں کو اُنکی بڑی الذمگی کے لئے اتنا روپیہ عنایت کیا کہ وہ کل زر خرچ کا چہارم تھا *

اِسی بادشاہ نے سوزینا والوں سے اِتنی رفاقت برتی کہ رفتہ رفتہ اُنکا دامن ہو گیا *

یہ وہ خوش نصیب بادشاہ تھا کہ اُسنے جزیرہ سائپروس کو فتح کیا اور اُسکو اپنا خراج گزار بنایا اور یہ وہ بات تھی کہ مصر کے کل بادشاہوں کو نصیب نہ ہوئی تھی اور اِسی خوش نصیب کا حصہ تھا *

اِسی بادشاہ کے عہد سلطنت میں فیساغورس حکیم مصر میں آیا اور پولی کراتس بادشاہ سامس کے وسیلہ سے جو اماسس کا بہت بڑا دوست تھا بادشاہ تک اُسکی رسائی ہوئی اُسنے وہاں چندے قیام کو کے پوچاریوں سے بڑے بڑے باریک مسئلے حاصل کیئے اور اُنکے مذہب کی دقیق دقیق باتیں سیکھیں یہاں تک کہ تفسیح کا مسئلہ بھی وہیں سے اُڑایا *

یہ امر یقینی ہی کہ جس مہم میں ایران کے بادشاہ سائپروس نے دنیا کے بہت ملک فتح کیئے تو مصر کو بھی اُڑ ملعوں کی مازند ضرور فتح کیا زنرفن صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس سال میں سائپروس بادشاہ نے جلسہ سائپروپیدیا کی بنیاد ڈالی اُسی سال کے شروع میں مصر کو بھی فتح کیا اور غالب ظن یہ ہے کہ چالیس برس ہی تباعی کے بعد جیسے پغمبروں نے ارشاد فرمایا تھا ملک مصر کچھ کچھ سنبھلنے لگا اور اماسس نے چندے سائپروس کی اطاعت کی مگر بعد اُسکے آزاد ہو گیا *

اِسی سبب سے حکم یہ امر دریافت ہوتا ہی کہ سائپروس کے بیٹے کیمبس نے جب تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تو سب سے پہلے مصر پر فوج کشی کی مگر جب وہ مصر میں داخل ہوا تو اُس سے پہلے اماسس کا انتقال ہو چکا تھا اور اُسکی جگہ پر سامنیٹس اُسکا بیٹا چانشین ہوا تھا *

سامنیٹس یہ بادشاہ کیمبیسس کی تکر نہ اُٹھا سکا اور بھاگنے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کار جان بچا کر بھاگا اور ممفس میں جا کر دم لیا۔ مگر دشمنوں نے ممفس تک تعاقب کیا اور محاصرہ کر کے اُس پر فتح پائی اور بادشاہ سے یہ سلوک کیا کہ اُس کی جان بخشی کر کے وظیفہ اُس کا معقول و معزز ٹھہرا دیا مگر بعد اُس کے جب یہ ثابت ہوا کہ اُس کو لاگ لپٹ چلی آتی ہے اور دوبارہ تخت نشینی کے جوڑ توڑوں میں سرگرم رہتا ہے تو کیمبیسس نے جھگڑا مٹانے کی یہ راہ نکالی کہ اُس کو جلاد کے حوالہ کیا سامنیٹس نے کل چھ مہینے سلطنت کی اور بعد اُس کے تمام ملک مصر بادشاہ فیروز مند کا مطیع و فرمان بردار ہو گیا *

واضح ہو کہ اِس مقام پر مصری بادشاہوں کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے اِس سن سے اِس قوم کی تاریخ یونانیوں کے ساتھ اسکندر اعظم کی وفات تک بیان کی جاوے گی اور بعد اسکندر اعظم کے مصر میں ایک نئی سلطنت قائم ہوئی کہ بانی اُس کا تولیمی لیگس کا بیٹا تھا اور انجام کار وہ بادشاہت کلیوپٹرا شاہزادی ہو ختم ہوئی اور کل تین سو برس کے قریب قریب رہی اِنشاء اللہ تعالیٰ اِن حالات مذکورہ کو خاص خاص تاریخوں میں الگ الگ بیان کریں گے *

تمام شد

غلطنامہ تاریخ مصر

www.ghatnama.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۴	تیسرا باب	چوتھا باب
۵۹	۱	چوتھا باب	پانچواں باب
۶۱	۴	پانچواں باب	چھٹھا باب
۶۶	۱	چھٹھا باب	ساتواں باب

